المرشد

ماھنامہ چکوال

جولائی
2003ء

اللہ
رسول
محمد

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

صدر پرویز مشرف پاکستان کو کدھر لے جا رہے ہیں؟

ماہنامہ المُرشد چکوال

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

جولائی 2003ء جمادی الاول 1424

جلد نمبر 24 ✻ شمارہ نمبر 12

مدیر ——— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

اعجاز احمد اعجاز ✻ سرفراز حسین

سرکولیشن منیجر : رانا جاوید احمد

کمپوزنگ/ پرنٹنگ اینڈ لے آؤٹ

عبدالحمید، رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

-1	(اداریہ)	محمد اسلم	3
-2	نام کا اثر	امیر محمد اکرم اعوان	4
-3	مصطفوی انقلاب	امیر محمد اکرم اعوان	13
-4	قیام حق کی توفیق	امیر محمد اکرم اعوان	20
-5	اصلاح اعمال	امیر محمد اکرم اعوان	28
-6	امت مسلمہ کی غفلت	امیر محمد اکرم اعوان	37
-7	عہد وفا کی پاسداری	امیر محمد اکرم اعوان	43
-8	من الظلمت الی النور	عبدالحمید چھینہ	52
-9	کثرت ذکر	امیر محمد اکرم اعوان	55
-10	کیا یہ ممکن ہے	حسام احمد سید	63

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	700 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	30 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	50 امریکن ڈالر
ویسٹ انڈیز / کینیڈا	50 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد' اے - ٹی - ایم - بلڈنگ' پل کوریاں' سمندری روڈ' فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد' اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

اسرار التنزیل

رب کی قسم

کفار کہتے ہیں کہ انہیں قیامت کا حادثہ پیش نہ آئے گا۔ ان سے کہیے میرے رب کی قسم یعنی اللہ کی صفتِ ربوبیت اس بات پر گواہ ہے اور اس کا تقاضا ہے لہذا تم پر قیامت ضرور واقع ہوگی۔ کب ہوگی یہ حقیقت ان غائب امور میں سے ہے۔ جن سے صرف اللہ واقف ہے۔ یہاں رب کی قسم سے ربوبیت کو گواہ بنایا گیا ہے کہ جس کی قسم دی جائے اس سے مراد اس واقعہ پر اس کی شہادت ہوتی ہے اسی وجہ سے اللہ کے علاوہ کسی کی قسم دینا جائز نہیں ہے۔

اللہ کے علوم اس قدر وسیع ہیں نہ انسانی عقل اندازہ تک کرنے سے معذور و قاصر ہے کہ ارض و سما کا ہر ذرہ اس سے بھی چھوٹا وجود یا کوئی بڑے سے بڑی شے سب کچھ تو لوحِ محفوظ میں ہے جو ایک کتاب ہے پھر اللہ کے علوم کی وسعت کا اندازہ کیسے ممکن ہے اور یہ سارا نظام اس نے اس لئے ترتیب دیا ہے کہ جو لوگ ایمان لائیں اور اطاعت کی راہ اختیار کریں اُن پر اس کی بخشش اور کرم و احسان ہو اور وہ ایک خوبصورت زندگی اور بہت شاندار طریق زندگی حاصل کریں اور جو لوگ اللہ کے احکام کو نافذ ہونے سے روکیں اُن پر عمل کرنے کی بجائے دوسروں کو بھی منع کریں ان کے لئے اس کے نتیجے میں دردناک عذاب ہو یہ سب کچھ اس علیم وخبیر کے اس نظام کے فطری نتائج ہیں۔

جن لوگوں کو پہلی کتابوں کا علم عطا ہوا ہے۔ وہ اچھی طرح پرکھ سکتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے یہ حق ہے اور اللہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے وہ اللہ جو زبردست طاقت کا مالک اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ اس خوبصورت نظام تخلیق کے ہوتے ہوئے کفار اُخروی زندگی کا انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوبارہ ذرات کو جوڑ کر انسان بنانا یا زندہ کرنا ممکن نہیں اس لئے لوگوں سے کہتے ہیں آؤ تمہیں ایک ایسے بندے کی بات سنائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب تم مرکر مٹی میں مل جاؤ گے اور تمہارے ذرات منتشر ہو چکے ہوں گے تو تمہیں پھر نئے سرے سے زندہ کیا جائے گا۔ یوں لگتا ہے کہ ایسا کہنے والا بندہ اللہ پر بھی جھوٹ بول رہا ہے یا پھر اسے کسی جن نے پکڑا ہے اور جو منہ میں آتا ہے کہے جا رہا ہے بھلا ایسے کس طرح ممکن ہے حالانکہ اپنی جہالت کی وجہ سے وہ خود دو آخرت کا انکار کر کے گمراہی میں مبتلا ہیں جس کے سبب سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور حق سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ ومن یقنت ...... سورۃ سبا

اداریہ — شعائر اسلام کا مذاق اُڑا کر مشرف پاکستان کو کدھر لے جانا چاہتے ہیں؟

گزشتہ دنوں جاپانی انجینئرز اور این۔ ایچ۔ اے کے تعاون سے بننے والے کوہاٹ ٹنل کا افتتاح کیا گیا۔ افتتاحی تقریب سے صدر مشرف نے متعلقہ موضوع کے حوالے سے تو بات کم ہی کی لیکن صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''لوگوں کو شلوار قمیض پہننے، داڑھی رکھنے، خواتین کو برقعہ پہننے اور موسیقی نہ سننے پر مجبور کرنا اصل ایشو نہیں ہے، یہ چھوٹی سوچ ہے۔'' صدر مشرف نے مزید کہا کہ ''انہیں داڑھی رکھنے پر مجبور نہ کیا جائے، وہ داڑھی نہیں رکھنا چاہتے کیونکہ اگر پاکستان میں طالبان والا اسلام آیا تو ترقی رک جائے گی۔''

تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے اپنے خطبہ جمعہ میں پرویز مشرف کے اسلام کے بارے ریمارکس پر سخت نوٹس لیا اور کہا ''اسلام پر عمل نہ کرنا گناہ ہے مگر شعائر اسلام کا مذاق اُڑانا کفر ہے۔ خواہ یہ مذاق صدر مملکت اُڑائے، خواہ کوئی وزیر اعظم اُڑائے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ ''ہر گستاخ اپنی تباہی سے قبل بارگاہ رسالت کا مذاق اُڑانے جیسے جرائم ہی کرتا ہے اور جب کوئی اس طرح اول فول بکنے لگتا ہے تو اس کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ پرویز مشرف نے بھی شعائر اسلام کا مذاق اُڑا کر اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دی ہے۔''

امیر محمد اکرم اعوان نے بجا طور پر درست فرمایا ہے کہ نبی اکرم کی سنت اور اخلاق عالیہ کا مذاق اُڑا کر پرویز مشرف نے نہ صرف مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پرویز مشرف ایسی باتیں کر کے پاکستان کو کدھر لے جا رہے ہیں؟ وہ شعائر اسلام کا مذاق اُڑا کر امریکہ اور سیکولر طاقتوں کو تو خوش کر سکتے ہیں مگر ایسی باتیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو ناراض کرنے کے مترادف ہیں۔ شاید وہ اس خوش فہمی کا شکار ہیں کہ قوم ایسی باتیں سن کر ان کی پیروی کرے گی لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ پاکستانی قوم ایسی باتیں کرنے والے حکمرانوں کو قطعاً برداشت نہیں کرے گی۔

ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل نہیں کیا تھا کہ یہاں پر شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جائے۔ مسلمانوں نے لاکھوں قربانیاں دے کر پاکستان حاصل کیا تھا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ 55 برسوں میں یہاں جتنے بھی حکمران آئے انہوں نے اپنی من مرضی ہی کی ہے۔ اب یوں لگتا ہے کہ ہمارے حکمران امریکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اسلامی اصول وضوابط اور نظریہ پاکستان کو داؤ پر لگانا چاہتے ہیں۔ پرویز مشرف کے بیانات اور اعمال سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ پاکستان کو تباہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔

صدر پرویز مشرف کو اپنے اس رویئے پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اور انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ پاکستان ہمیشہ رہنے کے لئے بنا ہے اور اس کو تباہی کی طرف لے جانے والے خود تباہ ہو جائیں گے۔ انہیں یہ بات ہرگز نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ ایک ایسی مملکت کے سربراہ ہیں، جس کی بنیاد میں لاکھوں مسلمانوں کا لہو اب بھی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

''پاکستان کا مطلب کیا .... لا الہ الا اللہ''

نام کا اثر

اگر کسی بچے کا نام خوبصورت معنوں والا ہو تو وہ ایک حد تک اس کی زندگی پر بڑا اثر ڈالتا ہے لیکن کسی کا نام ہی آپ برا رکھ دیں تو کچھ نہ کچھ اثرات اُس نام کے بھی آجاتے ہیں۔ مسلمانوں میں دو نام بڑے مشہور ہیں ایک پرویز اور ایک رستم۔ پرویز ایران کا حکمران تھا اور رستم پرویز کی فوجوں میں سب سے مانا ہوا اعلیٰ مرتبے والا جرنیل تھا دونوں آتش پرست اور کافر تھے۔ بلکہ پرویز تو ایسا بدبخت اور بدنصیب تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سلاطین عجم کو نامہ مبارک بھیجے تو پرویز کے پاس جب آپ کا قاصد پہنچا تو اس نے غصے سے آگ بگولہ ہو کر آپ کا نامہ مبارک پھاڑ دیا اور یہ بادشاہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں عبرت ناک انجام کو پہنچا یہ ہوتا ہے ناموں کا اثر۔

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ ،ضلع چکوال 13-6-2003

اعوذ باللہِ مِن الشّطین الرحیم.

بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِo

وَلہ' الاَسمآءُ الحسنیٰ وَقَال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلِلّٰہِ الاَسماءُ الحُسنیٰ. فادعُوا بِھَا للّٰھم سبحانک لاعِلمَلَنا اِنّکَ اَنتَ العَلیمُ الحکیم مَولا یَا صَلِ وَسَلِمُ دائماً ابداً علی حبیبک من ذانت به العصرواo

انسان فطری صلاحیتیں لے کر دنیا میں وارد ہوتا ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کُل مَولُود علی فِطرتہ ۔ ہر پیدا ہونے والا فطری صلاحیتیں لے کر یا فطرتی انداز سے پیدا ہوتا ہے۔ ثم ابواہ یہودانہ اویومجسنہ اوینصرانہ او کما قال رسول اللہ ﷺ ۔ تو اس کے والدین' اس کا معاشرہ' اس کا ماحول کسی کو یہودی بنا دیتا ہے' کسی کو مجوسی بنا دیتا ہے' کسی کو نصرانی بنا دیتا ہے۔ جس طرح کا ماحول' جس طرح کا معاشرہ ملتا ہے وہ اس پر اپنا اثر ڈالتا ہے' اور ایسے نیک بخت لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو دین کے معاملے میں بھی اپنی راہ تلاش کریں۔ دنیا کے معاملے میں ہر شخص اپنی راہ تلاش کرتا ہے۔ باپ بڑھئی ہے تو ضروری نہیں کہ بیٹا بڑھئی ہو۔ کوشش کرتا ہے کہ اس سے کوئی اچھا پیشہ اپنا لے۔ یا اس سے زیادہ دولت کمالے' پڑھ لکھ کے کوئی آفیسر بن جائے یا کاروبار کر لے۔ باپ کسان ہے تو ضروری نہیں کہ بیٹا ہل چلاتا پھرے وہ کوئی سی ایس پی افسر بھی بن سکتا ہے۔ ہاں کسانوں کے بیٹے جرنیل بھی ہیں۔ تو دنیاوی معاملات میں وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی نسبت بہت زیادہ دنیا کمائے۔ زیادہ بہتر نام کمائے' زیادہ بہتر مقام ومرتبہ حاصل کرے۔ لیکن دین کے معاملے میں لوگ اس قدر تساہل پسند واقع ہوئے ہیں کہ بس وہ وَجدنَا اٰبآءَ نَا کَذٰلِکَ یفعلُون ہم نے باپ دادا کو دیکھا وہ اسی طرح کرتے تھے۔ اس لئے ہم اس طرح کر رہے ہیں۔ دنیا میں آپ نے پیروی کیوں چھوڑ دی۔ دنیا میں آپ کا باپ اگر لوہار تھا تو آپ بھی لوہار ہی بنتے۔ آپ کیوں پڑھ لکھ کے دوسرے شعبوں میں چلے گئے۔ لیکن دین کے معاملے میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ یعنی بہت بڑا ایک اثر ماحول کا' والدین کا' پرورش کا' خاندان کا' ان سب اثرات کے ساتھ ایک عجیب بات یہ ہے کہ نام کا بھی اثر ہوتا ہے۔ اگر کسی بچے کا نام با معنی خوبصورت اور خوبصورت معنوں والا ہو تو وہ بھی ایک حد تک اس کی زندگی پر بلکہ بڑی حد تک اس کی زندگی پر بڑا اثر ڈالتا ہے کسی کا نام ہی آپ برا رکھ دیں تو کچھ نہ کچھ اثرات اس نام کے بھی آجاتے ہیں۔

اللہ کریم نے اپنے لئے فرمایا کہ ولِلّٰہِ الاسماء الحسنی اللہ کے صفائی نام جتنے بھی ہیں وہ بڑے پیارے بڑے خوبصورت ہیں۔ فادعوبھا جب دعا کرو تو ان ناموں سے اللہ کو یاد کیا کرو۔ رزق کی ضرورت ہے' رزق کی طلب ہے' دعا کر رہے ہو تو اسے رزاق کے نام سے پکارو۔ شفا مطلوب ہے تو شافی کے نام سے پکارو۔ یعنی ہر صفت اللہ کریم کی جو ہے اس کا ایک خوبصورت نام ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کے بڑے محبوب' بڑے خوبصورت نام ہیں۔ عہد جاہلیت میں اور بعثت عالی سے پہلے عربوں میں بھی یہ رواج تھا کہ وہ نام سے بھی ایک قسم کی فال لیتے تھے۔ اور نام سے مشابہت تلاش کرتے

تھے۔اور عجیب وغریب نام بھی رکھتے تھے۔ایک صحابی کا نام قبل اسلام ضرار تھا۔ضرر پہنچانے والا۔اس طرح کے نام رکھتے تھے کہ اس کے نام کی وجہ سے کوئی اس کے قریب ہی نہ آئے۔کہ جو قریب جائے گا اسے یہ تباہ کر دے گا۔تو اگر نام میں کوئی اثر نہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس نام کو ناپسند نہ فرماتے۔ کیونکہ جب وہ شرف صحابیت سے سرفراز ہوئے تو آپؐ نے ان کا نام تبدیل فرمایا۔بعض ایسے نام تھے جنہیں اسلام نے بھی قبول کیا جیسے اسد وغیرہ۔اسد شیر کو کہتے ہیں۔اب اسد اللہ حضرت علیؓ کا لقب تھا۔حضرت خالدؓ بن ولید کو اللہ کے نبی نے سیف اللہ کہا اس کا مطلب اللہ کی تلوار ہے

نام کی بھی ایک برکت ہوتی ہے۔اگر نام برا ہے تو اس کی بھی ایک نحوست ہوتی ہے۔

ہمارے ہاں مسلمانوں میں دو نام بڑے مشہور ہیں ایک پرویز اور دوسرا رستم ۔ پرویز ایران کا حکمران تھا اور رستم، پرویز کی فوجوں میں سب سے بڑا مانا ہوا اور سب سے اعلیٰ مرتبے والا جرنیل تھا۔ دونوں آتش پرست تھے۔ دونوں کافر تھے۔ پرویز تو ایسا بدبخت اور بدنصیب تھا کہ جب رسول اللہ نے نامہ مبارک سلاطین عجم کو بھیجے تو پرویز کے پاس جب آپ ﷺ کا قاصد پہنچا اور اس نے گرامی نامہ کو دیکھا۔ غصے سے آگ بگولا ہو گیا۔ آپ ﷺ کا انداز تحریر تمام نامہ گرامی میں ہی یہ ہے کہ من محمد رسول اللہ ﷺ فلاں ابن فلاں کہ محمد رسول اللہ کی طرف سے فلاں کے نام۔ وہ اسی بات پہ بھڑک اٹھا کہ میرے نام سے پہلے اپنا نام لکھنے کی جرات کسی کو کیسے ہوئی؟

یاد رہے یہ ایرانی سلطنت تاریخ کے مطابق طوفان نوح علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والی پہلی بادشاہتوں میں سے تھی اور تب سے لے کر عہد نبوی یا اسلامی فتوحات تک ایک ہی خاندان میں صدیوں چلی آئی۔ اگر باپ کا

یہ داستان ظلم جب آپ ﷺ کے گوشہ مبارک تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا ۔ یا اللہ! جس طرح اس نے میرے خط کے پرخچے اڑائے اس طرح تو اس کی سلطنت کے پرخچے اڑا دے۔ یہ پرویز تھا جس کے لئے حضورؐ نے بددعا کی۔

جانشین بیٹا نہیں ہو سکا تو بھتیجا ہو گیا' بھانجا ہو گیا' لیکن خاندان ایک ہی رہا۔نوح علیہ السلام کے زمانے سے لیکر فتوحات اسلامی تک بہت بڑی سلطنت تھی۔سونے اور جواہرات کے زیورات ہی نہیں' بلکہ پرویز کے پاس سونے اور جواہرات کے باغات بنے ہوئے تھے۔سونے چاندی کی زمینیں بنائی گئی تھیں ان میں نہریں اور چشمے بنائے گئے تھے۔ان پہ سونے چاندی کے درخت لگائے گئے تھے اور پھولوں اور پھلوں کی جگہ ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔یہ سونے کا باغ فتح ہو کر مدینہ منورہ مال غنیمت میں آیا۔چھینی ہتھوڑوں سے فاروق اعظمؓ نے توڑ کر غرباء میں تقسیم کیا اور مستحقین میں بانٹا تھا۔

آپ اندازہ کر لیں بہت بڑی سلطنت تھی۔ بہت قدیم سلطنت تھی' آگ کے پجاری تھے اور اتنا عرصہ آتش کدہ ایران میں آگ جلی کہ صدیوں آگ جلتی رہے تو ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت ہے اس کی حکمت ہے کہ اگر صدیوں آگ نہ بجھے مسلسل جلتی رہے تو اس میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔جسے سَمندر کہتے ہیں م پر زبر ہو تو سَمندر بنتا ہے م پر پیش ہو تو سُمندر بنتا ہے۔ جو پانی کا ذخیرہ ہے۔تو سَمندر صرف دنیا میں آتش کدہ ایران میں پایا گیا اور دنیا میں اس کا کہیں وجود نہیں ملا۔ اتنا عرصہ مسلسل آگ جلتی رہی۔اس سلطنت کا مالک خسرو پرویز تھا اور اس کا ایک بہت بڑا جرنیل رستم تھا۔دونوں کافر تھے اور نہ صرف کافر تھے بلکہ پرویز اتنا ظالم اور بدنصیب تھا کہ اس نے حضور ﷺ کا نامہ مبارک لے کر غصے میں آگ بگولہ ہو کر اس پر تھوکا' اسے پھاڑا' اس کے ٹکڑے کئے اور اسے پاؤں کے نیچے مسل دیا۔ قاصد سے کہا۔ چونکہ قاصد قتل نہیں کئے جاتے۔ جس نے تجھے بھیجا ہے اسے جا کر بتا دے کہ میں نے اس کے خط کا کیا حشر کیا؟ اور اسے یہ بھی بتا کہ میں اس کا کیا حشر کرنے والا ہوں؟ ۔ یہ داستان ظلم جب آپ ﷺ کے گوشہ مبارک تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

یا اللہ! جس طرح اس نے میرے خط کے پرخچے اڑائے اس طرح تو اس کی سلطنت کے پرخچے اڑا دے۔ یہ پرویز تھا جس کے لئے حضور

ﷺ نے بد دعا کی۔ پرویز نے گورنر یمن کو جس کا نام باذان تھا۔ حکم بھیجا کہ اس شخص کو جس نے عرب میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے گرفتار کر کے میرے حضور پیش کیا جائے۔ باذان نے اپنے ایک اعلیٰ افسر کو جس کا نام فیروز تھا اور ویلمی قبیلے سے تھا۔ انہیں فیروز ویلمی کہتے تھے۔ انہیں حکم دیا کہ کچھ لوگ ساتھ لے جاؤ اور اس شخص کو گرفتار کر کے لے آؤ چونکہ اس وقت عربوں کی کوئی ذاتی حیثیت نہ تھی۔ خانہ بدوش لوگ تھے اور ایسے لوگ تھے کہ جن کے ایک طرف قیصر کی حکومت تھی اور دوسری طرف خسرو پرویز کی حکومت تھی دونوں جب چاہتے روند ڈالتے۔ لیکن اپنی رعیت میں شامل نہیں کرتے تھے۔ کہ ان سے کچھ نہیں ملے گا' انہیں کچھ دینا ہی پڑے گا۔ چنانچہ فیروز ویلمی اپنے ساتھ اپنے سٹاف کو لے کر مدینہ منورہ وارد ہوا۔ بارگاہ نبوی میں باریابی چاہی۔ حضور علیہ الصلوٰ والسلام نے شرف باریابی بخشا اس نے رخ انور کو دیکھا تو سوچا کہ یہ تو کوئی بہت ہی محبوب شخص ہے۔ اس کے ساتھ ایسا تو نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ خسرو پرویز چاہتا ہے لیکن اس نے عرض کیا کہ میں مجبور ہوں۔ مجھے میرے رب کا حکم ہے وہ بادشاہ کو رب کہتے تھے۔ میرے رب کا حکم ہے کہ آپؐ کو گرفتار کر کے پیش کیا جائے لیکن اگر آپؐ اپنی مرضی کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو جائیں میرے گورنر نے کہا کہ ہم اپنے رب سے یہ سفارش کریں گے کہ وہ آپؐ کو قتل نہ کرے لیکن باقی زندگی آپؐ پرویز کی جیل سے باہر نہیں آ سکیں گے۔ یہ سب سے بڑی رعایت ہوگی جو آپؐ سے کی جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تیرے رب کا حکم سن لیا۔ اب تو یہاں ٹھہر آج کی رات آرام کر' مجھے میرے رب سے بھی بات کر لینے دے۔ میں پھر تجھے جواب دوں گا۔ وہ رات مدینہ منورہ ٹھہر گیا۔ صبح آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا بادشاہ قتل ہو چکا' اس کے بیٹے شیروان نے رات اسے قتل کر دیا ہے۔ بادشاہ مر گیا۔ اس کا حکم مر گیا اب شیروان نیا بادشاہ ہے۔ اب اس سے جا کر نیا حکم لینا۔ میں پھر تجھ سے بات کروں گا۔ فیروز ویلمی نے پھر عرض کی آپؐ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ بہت بڑی بات ہے۔ شہنشاہ پرویز آپؐ پر پہلے ہی بہت خفا ہے صرف اس بات پر خفا ہے کہ آپ نے نامہ مبارک میں اپنا نام نامی اس کے نام سے پہلے کیوں لکھا؟ یہ جو آپ فرما رہے ہیں اگر یہ بات میں اس سے کروں گا تو وہ سارے عرب کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو دنیا میں نہیں ہے تو وہ سنے گا کب اور بجائے گا کیا؟ اس نے وہ وقت' وہ رات' وہ تاریخ لکھ لی اور واپس چل پڑا کہ گورنر کو جا کر اطلاع کرتا ہوں۔ گورنر کے دربار میں پہنچا اس نے کہا بھئی گرفتار کر کے لائے نہیں۔ شہنشاہ کو کیا جواب دیں گے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے جب یہ بات کی تو انہوں نے مجھے رات ٹھہرنے کا حکم دیا اور کہا کہ مجھے میرے رب سے بات کرنے دے۔ صبح انہوں نے مجھے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے خبر دی ہے کہ پرویز رات قتل ہو چکا ہے۔ اس کے سگے بیٹے شیروان نے اسے رات قتل کر دیا ہے اس کی حکومت ختم ہو گئی ہے لہٰذا اس کا حکم بھی ختم ہو گیا۔ باذان بھی مبہوت ہو گیا حیرت سے ابھی نکلا نہیں تھا کہ شیروان کا قاصد پہنچ گیا اور اس نے کہا کہ شیروان تخت نشین ہو چکا ہے اور اس کا حکم ہے کہ میرے باپ نے جو حکم دیا تھا اس عرب شخص کو گرفتار کرنے کا' اس پر عملدرآمد روک دیا جائے۔ اس نے تاریخ پوچھی' وہی تاریخ تھی' جو فیروز نے لکھی تھی۔ وہ وہیں مسلمان ہو کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گیا اور صحابہ کرام میں شامل ہو گیا۔ پرویز وہ بد بخت تھا جس کو اس کے بیٹے نے قتل کیا' پھر اس کا بیٹا قتل ہوا' اور اس کی بیٹی تخت نشین ہوئی اور حضور ﷺ نے فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کے امور سلطنت ایک عورت کے ہاتھ میں ہوں۔ ہم نے عورت کی حکمرانی کا مزہ بھی چکھا۔ پرویز کی حکمرانی بھی ہمارے ہی نصیبوں میں ہے۔

میں حیران ہوں ان مسلمانوں پر جو اپنے بچوں کا نام پرویز رکھتے ہیں۔ اس کی بیٹی کے بعد پھر یزدگرد حکمران ہوا۔ یزدگرد کا آخری جرنیل جب سارے جرنیلوں کو شکست ہو گئی تو آخری

جرنیل رستم تھا۔ جسے آخر میں یزدگرد نے میدان میں اتارا اور رستم پہ پورے ایران کو فخر تھا۔ لیکن میدان سے لڑتا ہوا بھاگا اور سامان کے لدے ہوئے خچر کے نیچے جا کر چھپا اور مسلمان سپاہیوں نے ٹانگوں سے کھینچ کر خچر سے نکال کر قتل کیا۔ اُس مردود کا نام بھی مسلمان اپنے بچوں کا نام رکھتے ہیں۔ آپ کو کتنے رستم بھی ملیں گے' کتنے پرویز بھی ملیں گے۔ یہاں ہمارے پاس معمولی معمولی' بیچارے مسکین سے ہندو سے ہوتے تھے۔ پکوڑیاں بیچنے والے' ہندو رام داس' رچمن داس کوئی اپنے بیٹے کا نام رام داس' رچمن داس نہیں رکھتا۔ امیر سکھ ہوتے تھے۔ نور پور کا سب سے بڑا دولت مند سکھ ہوتا تھا تاجر اور سکھوں کا سربراہ منت سنگھ۔ کسی نے اپنے بیٹے کا نام منت سنگھ نہیں رکھا۔ لوگ کیوں نہیں رکھتے؟ پرویز رکھ سکتے ہیں' رستم رکھ سکتے ہیں' تو پھر منت سنگھ نے تو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی نہیں کی تھی رام داس نے تو نامہ نامی نہیں پھاڑا تھا' تو پھر یہ بھی رکھو۔

ناموں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کوہاٹ ٹنل کا افتتاح ہو رہا تھا پشاور سے جو سڑک کوہاٹ جاتی ہے۔ وہ درہ سے گزر کر پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر نیچے کوہاٹ جاتی ہے۔ بہت بڑا پہاڑ ہے اور بڑی مدت سے پرانے حکمرانوں کی تجویز تھی اور پرانی حکومتوں کی منظوریاں تھیں۔ اس میں رکاوٹیں آتی رہیں یا سستیاں ہوتی رہی۔ بہر حال چلو اللہ کا شکر ہے اب سنا ہے کہ وہ ٹنل پورا ہو گیا اور وہ پہاڑ کی اترائی چڑھائی بچ گئی اور ایک طرف سے لوگ ٹنل میں داخل ہوں گے اور دوسری طرف نکل جائیں گے۔ اگلے دن اس کا افتتاح تھا مجھے صحیح معلوم نہیں کہ وہ جاپان یا چین کے تعاون سے بنا یا' دونوں کے تعاون سے بنا۔ بہر حال وہاں دونوں لوگ موجود تھے اور جنرل پرویز صاحب بھی تھے۔ اب افتتاح ٹنل کا ہو رہا ہے اور مذاق اڑایا جا رہا ہے شعائر اسلامی کا' داڑھی کا' برقعے کا' پردے کا' یعنی کوئی اس میں

وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کے امور سلطنت ایک عورت کے ہاتھ میں ہوں

ربط نہیں بنتا کہ نہ داڑھی سے برقعے سے جاپان کا کوئی تعلق ہے۔ نہ داڑھی اور برقعہ چین کا مسئلہ ہے اور نہ داڑھی اور برقعہ یا شعائر اسلامی کا ٹنل سے تعلق ہے۔ جب ایک بین الاقوامی سطح کا اجلاس ہو رہا ہے اور ملک کا صدر ایک اتنے بڑے ٹنل کا افتتاح کر رہا ہے تو اس میں شعائر اسلامی کا مذاق اڑانے کی ضرورت کیا تھی؟ شاید نام کا اثر غالب آیا۔ نام پرویز تھا۔ پرویز بہت بڑا گستاخ رسول تھا۔

اسلام پر عمل نہ کرنا گناہ ہے۔ شعائر اسلام کا مذاق اڑانا کفر ہے' خواہ وہ صدر مملکت اڑائے' خواہ وزیر اعظم اڑائے' بے نظیر بھٹو نے جب کہا تھا کہ اسلامی سزا میں وحشیانہ ہیں۔ تو اسی منبر پر بیٹھ کر میں نے عرض کیا تھا کہ جو کچھ وزیر اعظم صاحبہ نے ارشاد فرمایا ہے یہ کفر ہے اور آج جنرل پرویز صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں پھر کہتا ہوں کہ یہ کفر ہے۔ مجھے نہ بے نظیر سے دشمنی تھی' نہ پرویز مشرف سے کوئی دشمنی ہے۔ نہ اس سے کوئی دوستی تھی' نہ اس سے کوئی دوستی ہے۔ نہ اس سے کوئی غرض وابستہ تھی نہ اس سے کوئی غرض وابستہ ہے' نہ اس کا ڈر تھا' نہ اس کا ڈر ہے۔ ڈر بھی صرف اللہ کا ہے اور غرض بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے ہے۔ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میری یہ بات کرنے سے جنرل صاحب اپنا نام تبدیل کر لیں گے۔ وہ اب کیا بدلیں گے؟ اب تو شاید ان کی تبدیلی کا وقت قریب ہو۔ اب ناموں کی تبدیلی کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو شاید ان کی تبدیلی کا وقت قریب ہو کیونکہ بندہ جب اس طرح اول فول بکنے لگتا ہے تو اس کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ جل شانہ بہت عظیم ہے اور وہ مخلوق کے سارے جرائم' سارے گناہ' برداشت کرتا ہے۔ اس کے حلم کی کوئی حد نہیں لیکن جب کوئی مذاق اڑاتا ہے اس کے دین کا' اُس کے حبیب ﷺ کا' اور پھر نبی کریم ﷺ کی سنت اور اخلاق عالیہ کا' تو یہ یاد رکھو لو تو اس وقت اس کا پیمانہ بھر چکا ہوتا ہے۔ پھر اس بندے کو ڈوبنا ہی ہوتا ہے۔ یہ وہ آخری جرم ہے کوئی بھی گستاخ ہلاک ہونے سے پہلے جو جرائم کرتا ہے۔ وہ جرائم یہ ہیں کہ بارگاہ رسالت کا مذاق اڑاتا ہے' گستاخی کرتا ہے۔

داڑھی قاضی حسین احمد کی نہیں ہے' داڑھی میری نہیں ہے' داڑھی مولویوں کی نہیں ہے' داڑھی فضل الرحمن صاحب کی نہیں ہے' مفتی محمود کی نہیں ہے' داڑھی جتنے نبی دنیا پر آئے سارے انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے۔ داڑھی کو علماء لکھتے تو سنت ہیں لیکن فرماتے یہ وہ سنت ہے جو فرض سے قریب تر ہے اور داڑھی نہ رکھنا گناہ ہے۔ انکار کرنا اور مذاق اڑانا کفر ہے۔ اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک ٹنل بنا ملک کی ضرورت ہے اور بہت بڑا کام ہوا۔ اس میں دوست ممالک کی امداد بھی شامل تھی۔ ان کی فنی امداد بھی شامل تھی۔ ان کی مالی امداد شامل تھی جس طرح سے وہ شامل تھے وہ بھی تھے اور عوام کی سہولت کیلئے ایک بہت بڑا کام ہوا۔ کہ بہت بڑا پہاڑی چکر بچ کر وہ سیدھے سیدھے لوگ پشاور سے کوہاٹ آ جائیں گے۔ لیکن اس میں داڑھی' برقعے' دینی تعلیمات' اخلاق حسنہ' اور سنت رسول ﷺ کا مذاق اڑانے کی ضرورت کیا تھی؟ یہ موضوع سے متعلق نہیں ہے۔ تو میرے ذاتی خیال میں یہ بدبختی اس نام کی وجہ سے ہے۔

لاہور میں ایک صاحب لوئر ڈویژن کلرک ہوتے تھے پھر اپر ڈویژن ہو گئے۔ ان کا نام غلام احمد تھا۔ پہلے تو انہوں نے دین پر تھوڑا بہت تحقیقی کام کیا۔ پھر اس میں شیطان نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ دین کی خدمت کرنے سے کچھ نہیں ملے گا۔ بھوک اور ننگ ہی ملے گی اگر پیسے لینے ہیں تو دین کے خلاف کوئی نئی بات کرو۔ چنانچہ اس نے پورے کا پورا اسلام ہی تبدیل کر دیا اور اپنے نام کے ساتھ اس نے پرویز شامل کر لیا۔ اور غلام احمد پرویز پورا نام بن گیا اس شخص نے دین میں بہت زیادہ تحریف کی۔ اس شخص نے کہا کہ بھئی وہ زمانہ نبوی تھا' لوگ فارغ ہوتے تھے تو پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے تھے۔ پانچ دفعہ وضو کرتے تھے۔ اب مصروفیت کا زمانہ ہے۔ صبح اٹھ کر آپ باتھ روم جاتے ہیں۔ ہاتھ منہ دھوتے ہیں دانت صاف کرتے ہیں شیو کرتے ہیں یہ وضو ہو گیا۔ سارے دن کیلئے کافی ہے۔ اس وقت لوگوں کو کام نہیں تھا۔ وہ نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔ ہم چونکہ کاروباری زندگی گزار رہے ہیں۔ مصروف ہیں دکاندار دکان پہ جاتا ہے' افسر دفتر جاتا ہے' سکول والا سکول جاتا ہے تو اپنا کام پورا دھیان سے کرو۔ وہی نماز ہے اور کسی نماز کی ضرورت نہیں۔ یعنی اس طرح سے اس نے پورا دین اسلام مسخ کر کے رکھ دیا۔ یہ جو فتنہ ایوب خان کے زمانے میں مسلم فیملیز لاء تھا جس میں یہ نکاح رجسٹر کرو عورت اجازت دے تو ہو گا اور یہ وہ چیزیں جو بنی تھیں یہ غلبہ بھی پرویزیت کا تھا۔ ایوب خان کا رابطہ غلام احمد پرویز کے ساتھ ہاٹ لائن پر ہوتا تھا۔ اس کے پاس ایک ٹیلی فون ہوتا تھا جس پہ صرف ایوب خان اس سے بات کرتا تھا اس لئے کہ اس نے کہہ دیا تھا کہ قرآن کا وہ معنی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا وہ اس وقت درست تھا کیونکہ اس وقت حکومت حضور ﷺ کی تھی۔ ملکی ضرورت اور قومی ضرورت کے مطابق حضور نے جو ترجمہ فرمایا تھا اس وقت وہ درست تھا۔ اب حکومت جو معنی کرے گی وہ درست ہو گا۔ اب ایوب خان قرآن کا جو معنی کرے گا وہ درست ہو گا۔ لہذا تمام صاحب لوگوں کو تمام امراء کو' صدر صاحب کو' جرنیلوں کو' سب کو وہ بڑا پسند آیا اور اس کے پیروکار بنے۔ کہ بھئی نماز بھی ادا ہو گئی' وضو بھی ہو گیا۔ روزے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور قرآن کا معنی ہم جو کریں۔ وہ ہی صحیح ہے۔ شریعت بھی ہمارے قابو آ گئی۔ لہذا اس کے پاس ایوب خان کی ہاٹ لائن ہوتی تھی اور ایک شخص جو کبھی اس کے ساتھ کلرک رہا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس سے ملا۔ اس وقت میں اسے منع کرتا تھا کہ خدا کا خوف کرو چند روزہ زندگی ہے۔ تو اچھا بھلا شریف آدمی تھا دین کی تباہی کے پیچھے نہ پڑ۔ تمہیں اس سے کیا ملے گا؟ تو کہتا ہے کہ میں ایک دفعہ اسے گلبرگ ملنے گیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس ہاٹ لائن رکھی ہوئی ہے اور تمہیں کون پوچھتا ہے؟ تم مجھے کہتے تھے کہ تمہیں کیا ملے گا؟ لیکن اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ اولاد بھی نہیں دی۔ پہلے اس کی بیوی مر گئی' پھر خود ذلیل و رسوا ہو کر ہسپتالوں میں مرا۔ کسی نے

جنرل صاحب کے والد گرامی مشرف صاحب بھی غلام احمد پرویز کے عقیدت مند تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کا نام پرویز رکھا۔

پوچھا تک نہیں اور پیچھے جو چند بدمعاش رہ گئے تھے انہوں نے اپنا روزگار بنا رکھا ہے۔ کوئی اسے رونے والا بھی نہیں ہے۔ ایوب خان بھی گیا۔ ہاٹ لائن بھی گئی۔ غلام احمد پرویز بھی گیا۔ لیکن فتنہ پرویزیت باقی رہ گیا۔ جنرل صاحب کے والد گرامی مشرف صاحب بھی غلام احمد پرویز کے عقیدت مند تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کا نام پرویز رکھا۔ فارن آفس میں سفارت خانے میں آفیسر تھے۔ زیادہ عرصہ ترکی رہے۔ جنرل پرویز صاحب نے ترکی میں رہ کر ترکی زبان سیکھ لی۔ ترکی میں آپ نے پڑھا لکھا تو اتاترک کا رنگ چڑھا تو دو آتشے ہو گئے۔ کریلا پہلے تھا' نیم پر چڑھ گیا اور مزے کی بات یہ ہے یہاں تو یہ فرماتے ہیں یہ طالبان والا اسلام چاہتے ہیں۔ قوم کو پیچھے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اور آج کی تصویر میں اَن سلی چادر کر کے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ یہ طالبان والا کام آپ کیوں کر رہے ہیں؟ آپ کو شرم نہیں آتی۔ یہاں مذاق اڑا رہے ہو۔ وہاں وہی طالبان والا کام کر رہے ہو۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہاں ریش مبارک کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ پردے کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور وہاں محراب اقدس میں نفل پڑھے جا رہے ہیں۔ پھر وہی برا کام کر رہے ہو۔ جس اسلام کو' جسے تم غلط پسماندہ اور قوم کو پیچھے لیجانے والا کہہ رہے ہو۔ پھر وہ تم کیوں کرتے ہو؟ اور کل مرو گے تو وہی جنازہ' پھر وہی پرانی بات' طالبان والا اسلام' پھر کیا ضرورت ہے؟ جنازہ کی' نکٹائی پہنو' خوبصورت سا بکس بناؤ اور پھر آرام سے صلیب لگا کے کھڑے ہو جاؤ۔ مذاق بھی اڑاتے ہو اور یہ جانتے ہو کہ جرات نہیں ہے پھر روضہ رسول پہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟ جس رسول ﷺ کے اسوہ حسنہ کا مذاق اڑا رہے ہو۔ تو

> **اس لئے کہ ہمارے ہاں بھی پرویز ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ ہم میں بھی شعور تو اتنا ہی ہے۔ ہمارے گاؤں کا بھی ایک چھوٹا سا پرویز ہے۔ جب اسے دیکھتا ہوں تو مجھے اس کی ماں کی دعا یاد آجاتی ہے۔ اُس کی ماں اسے پکارتی تھی کہ پرویز شالا بنے انگریز**

بہر حال وہ تو ملک کے سربراہ ہیں اور کیوں سربراہ ہیں؟۔ اس لئے کہ ہمارے ہاں بھی پرویز ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ ہم میں بھی شعور تو اتنا ہی ہے۔ ہمارے گاؤں کا بھی ایک چھوٹا سا پرویز ہے۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں۔ تو مجھے اس کی ماں کی دعا یاد آجاتی ہے۔ وہ چھوٹا سا ہوتا تھا تو اس کی ماں اسے پکارا کرتی تھی ۔ پرویز شالا بنے انگریز۔ وہ انگریز تو اس نے کیا بننا تھا۔ وہ بیچارا کہیں چوکیدار' چپڑاسی رہا اور وہاں سے بھی آ گیا۔ اب اتنی اتنی موٹی عینک لگائی ہوتی ہے۔ نظر اسے نہیں آتا۔ بیوقوفوں کی طرح چلتا ہے۔ اِدھر کا پاؤں اُدھر جاتا ہے۔ اُدھر کا اِدھر جاتا ہے جوتیوں سے لگ لگ کر ٹخنے پھٹے ہوتے ہیں۔ انگریز تو کیا بننا تھا لیکن پرویز پہ ڈٹا ہوا ہے۔ ایسی بدنصیب قوم ہے۔

کم از کم نام تو شریفانہ رکھا کرو۔ خوبصورت نام ہو۔ اللہ کا نام شامل کرو۔ اللہ کے نبی کا نام شامل کرو۔ اللہ کی صفات نام کے ساتھ لگاؤ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی برکات نام کے ساتھ لگاؤ۔ لیکن کیسی بدنصیب قوم ہے۔ جسے یہ شعور بھی نہیں ۔ ہمارا ایک ٹرک ڈرائیور ہے۔ شریف ڈرائیور ہے' شاید یہاں بھی آیا ہو۔ اس کا نام بھی پرویز ہے۔ ایک دن اس کا ماموں مجھے ملا۔ اس کا سسر ہے میں نے اسے کہا! کہ اس کا نام منت سنگھ کیوں نہیں رکھتے؟ نور پور کا بڑا اچھا شخص تھا۔ توبہ توبہ وہ تو سکھ تھا۔ میں نے کہا! کروڑ سکھ جمع کرو تو ایک پرویز نہیں بنتا۔ پرویز کیوں رکھا ہوا ہے؟ اچھا پھر یہ ہمیں پتہ نہیں ہے تو نام کا اثر ہوتا ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنرل صاحب کا اتنا قصور نہیں ہے جتنا غیر شعوری طور پر نام پرویز ہونے کی وجہ سے شعائر اسلام کا مذاق اڑایا گیا اور اسے انہوں نے شاید کوئی اہمیت بھی نہ دی ہو گی۔ ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت بھی نہیں ہو گی۔ لیکن ایک بات بے شک لکھ لو۔ جنرل صاحب کے پاس اہمیت ہو نہ ہو' اس کی بارگاہ میں بڑی اہمیت ہے۔ اور کوئی بھی گستاخ رسول جب تباہ ہونے پر آتا ہے تو اس طرح کے کرتوت کرتا ہے۔ پھر اللہ کی گرفت فوراً آجاتی ہے۔ چاہے جنرل صاحب ہوں۔ میری کیا

حیثیت ہے؟ میں تو ایک عام آدمی ہوں۔ دیہاتی ہوں' کاشتکار ہوں' وہ ملک کا سربراہ ہے۔اور ہمارے کردار کا آئینہ ہے۔یہ جو ملکوں کے سربراہ اور حکمران ہوتے ہیں قوموں کے کردار کا آئینہ ہوتے ہیں۔جس کردار کو ہم نے لوگوں سے چھپایا ہوتا ہے۔ہم نے جو پارسائی کے لبادے اوڑھ کر اندر جو خباثتیں چھپا رکھی ہیں اللہ حکمران بنا کر وہ ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی نے کہا تھا کہ خلفاء ثلاثہ کے عہد میں ترقیاں ہوتی رہیں' اسلام بڑھتا رہا' اسلام پھیلتا رہا۔ریاست اسلامی پھیلتی رہی' عدل بڑھتا رہا' اور آپؓ کی باری آئی تو مسلمان خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے انہوں نے جواب دیا کہ اُن کے عہد میں رعیت میں میرے جیسے لوگ تھے اور جب میری باری آئی تو تیرے جیسے لوگوں پر حکومت کرنا پڑ گئی۔ میرے سامنے تجھ جیسے لوگ آ گئے۔ اس لئے خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ ہمارا یہ جو قومی کردار ہے اسی کی تصویر ہے پرویز مشرف۔

آج اللہ ہمیں توبہ نصیب کر دے۔وہ خبر آپ خود ہی جانیں' اس نے جو کچھ کیا ہے اس کے جانے کیلئے اس نے اپنا سامان تیار کر لیا ہے لیکن ذرا سی بات کا ہے کہ کوئی اس سے بھی بُرا نہ آ جائے۔ چونکہ ہم جو سدھر نہیں رہے۔تو ایسا نہ ہو کہ حالات سدھرنے کی بجائے اس سے بھی کوئی بُرا نہ آ جائے۔

نفقتہ العلوم میں حکایت ہے ایک شخص کسی کے پاس غلام تھا۔ اسے رات دن وہ کام پہ لگائے رکھتا اور اسے آرام کا وقت کم دیتا۔کھانا کم دیتا' بڑا پریشان تھا۔اس نے دعا کی یا اللہ! اس سے میری جان چھڑا۔کسی اور آدمی کے پاس مجھے بھیج دے۔ اس نے اسے بیچ دیا اب جس کے پاس گیا اس نے اسے سامان ڈھونے پر لگا دیا۔وہ ساری رات چلائے رکھتا تھا۔ میاں وہاں جاؤ اب اس نے چلانے کے ساتھ اوپر بوجھ بھی لاد دیا۔ دو کام ساتھ ہو گئے۔ چلتے بھی پھرو اور بوجھ بھی اٹھائے

[illegible]

پھرو۔ پھر بڑا تنگ آیا اس نے کہا یا اللہ! مہربانی فرما میری اس سے جان چھڑا۔اس نے اسے بیچ دیا ایک اور نے خرید لیا اس نے ڈیوٹی لگائی کہ جب شام کو میں دفتر سے آؤں تو میرے کمرے میں شمع دان لے کر اپنے سر پر رکھ کر کھڑے ہو جایا کرو اور صبح تک کھڑے رہا کرو تا کہ کمرے میں روشنی رہے۔ وہ بیچارا صبح و شام شمع جلا کر سر پر رکھتا۔ساری رات کھڑا رہتا۔اس کے مالک کا کوئی دوست ملنے آیا تو اس سے کہنے لگا کہ دعا کرو کہ اللہ تمہاری اس سے جان چھڑا دے۔ اس نے کہا نہیں بھئی مجھے دعا سے ڈر لگتا ہے۔ اب یہی کسر باقی ہے کہ کوئی نیا مجھے خریدے اور میرے آنکھ میں اینٹ رکھ کے اسے آگ لگا کر بتی جلائے۔میں اب دعا سے باز آیا کہ پہلے سے جو ملتا ہے بدتر ملتا ہے۔ ہمارا حال اس غلام جیسا ہے۔

پہلا مارشل لاء ایوب خان سے لگا لوگوں نے دعائیں اور نفلیں پڑھ پڑھ کے جان چھڑائی اور نتیجے میں کیا ملا؟ یحییٰ خان۔ پھر دعائیں کر کر کے' دیگیں پکا پکا کے انہوں نے جمہوریت بنائی اور جمہوریت نے وہ گل کھلائے کہ اس پر جنرل ضیاء صاحب آ گئے۔نسبتاً آدمی بہتر تھا۔عام آدمی کو اس کے آنے سے فائدہ ہوا اور سب سے بڑا کام یہ ہوا کہ افغانستان میں روس کے خلاف اللہ کے بھروسے پر پورے خلوص سے اس نے جہاد کیا۔ جیسا آدمی بھی تھا ضیاء الحق کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اختلاف ممکن نہیں۔ ایک واحد حکمران تھا جو مرا تو اس کی بدترین دشمن بے نظیر اقتدار میں آئی۔ دنیا کھنگال ماری اس کے کھاتے سے ایک دوانی نہیں نکال سکی۔ اس نے اپنے لئے جوڑ کھی ہو۔ ایک بات' دوسری بات یہ کہ سارے جرنیلوں نے مخالفت کی' ساری حکومت نے پبلک نے سیاستدانوں نے' مخالفت کی کہ روس کو نہ چھیڑا جائے لیکن اس نے کہا یہ جہاد ہے اور یہ دین کے لئے ہے۔ افغانسان میں اسلامی ریاست ہونی چاہئے۔ روس اور سوشلزم نہیں اور پھر یہ پاکستان کی جنگ ہے۔ وہ افغانستان پہ نہیں رکے گا۔ یہی کفر پاکستان پہ غالب کرے گا۔ میں لڑوں گا' رہوں یا نہ رہوں اور اس نے جہاد کیا۔ یہ دو باتیں جو ہیں ان سے اختلاف ممکن نہیں۔ باقی وہ بھی

انسان تھا ایک نہیں اس میں پانچ سو کمزوریاں ہوں گی۔ وہ بھی آخر ہمارا حکمران تھا۔ فرشتہ کیسے ہوسکتا تھا؟ جو ہمارا کردار ہے اس کا عکس تو اس میں بھی ہونا چاہئے تھا۔ اب وہاں سے جان چھوٹی مزید ترقی ہم کر گئے آسمانوں سے یہ جناب پرویز صاحب نازل ہو گئے۔ شاید اب آسمانوں کو ہی جائیں گے۔ جہاں سے کوئی آتا ہے۔ کل شی ءیرجع الی اصلیه. جدھر سے کوئی آتا ہے۔ اپنی اصل کی طرف ہی لوٹتا ہے۔ اور اب جو انہوں نے شعائر اسلام کا مذاق اڑانا شروع کیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شاید ان کا رخت سفر بند ھ جائے لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ آنے والا کہیں اس سے بھی بدتر نہ ہو۔ اگر ہم خلوص سے توبہ نہیں کرتے' اگر ہم اللہ کا خوف نہیں کرتے' اگر ہم خود اللہ سے معافی نہیں مانگتے' اپنے کردار کی اصلاح نہیں کرتے' مجھے کسی سیاست سے غرض نہیں ہے کسی کی مذمت یا کسی کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص شعائر اسلام کا مذاق اڑائے اور جو سن کر خاموش رہے وہ بھی کافر ہے اسے برداشت کرنا بھی کفر ہے۔ اس لئے میرے بس میں ہے کہ اُسے برسراعلان برسرمنبر بتا دیا جائے کہ یہ ظلم ہے۔ اللہ قبول کرے میں اپنا حق ادا کر رہا ہوں۔ اس سے مجھے کوئی غرض نہیں کہ کوئی شاداشادا کرے۔ یا کوئی مجھے ڈر نہیں کہ مجھے کوئی قید کر دے گا۔ مجھے کوئی خطرہ نہیں کہ میرا کوئی کچھ بگاڑ لے گا۔ کیا بگڑنا ہے؟ موت آجائے گی تو ساری عمر موت ہی کی تو تیاری کرتے رہے۔ موت آئے گی تو اور کیا چاہئے۔ یہ جو مسجد میں بیٹھ کر عمر گزار دی تو اس دنیا میں رہنے کیلئے تو نہیں گزاری۔ یہ اسی لئے تو گزاری ہے کہ موت آئے اور اللہ کے حضور لے جائے اور اللہ معاف فرمادے اور سرخرو ہو جائیں' امین۔ اسی لئے تو ساری عمر سے سر مسجد میں بھٹک رہا ہے شب وروز یہاں بیٹھیں ہیں۔ یہ بھی اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے گھر میں رہنے کی جگہ دے رکھی ہے۔ پھر اور کسی کی ضرورت کیا ہے؟ کم از کم آپ لوگ بچوں کے نام رکھتے وقت کچھ برکات نبوی ﷺ برکات الٰہی' رضائے الٰہی اور کوئی بابرکت خوبصورت نام رکھا کریں۔ دیکھا ناموں کا کیسا اثر ہوتا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ آدمی ویسا ہی کر جاتا ہے جیسا اس نام والے نے کیا ہو۔ یہی جرم خسرو پرویز نے کیا تھا۔ یہی جرم جنرل پرویز مشرف نے کیا۔ اس کے پاس نامہ مبارک نہیں تھا کہ یہ پھاڑتا اس نے شعائر کا مذاق اڑا لیا۔ اس کے پاس نامہ مبارک پہنچا اس نے اس کی توہین کر دی۔ انسان کوئی بھی فرشتہ نہیں ہوسکتا۔ انسانوں سے غلطیاں کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن گستاخی رسول ﷺ یہ غلطی اور کوتاہی نہیں ہے یہ کفر ہے۔ یہ ایسا کفر ہے جس سے توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یہ ایسا جرم ہے کہ اس کے مجرم کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ کریم کی گرفت میں آجاتا ہے اللہ کریم ایسی گستاخیوں سے پناہ میں رکھے حق کہنے کی جرات نصیب فرمائے حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت

☆.....سلسلہ عالیہ کے ساتھی میجر ہمایوں خان (راولپنڈی) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔

☆.....سلسلہ عالیہ کے ساتھی حاجی شہباز احمد (شہباز آٹوز' ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔

☆.....سلسلہ عالیہ کے ساتھی حافظ الطاف الرحمٰن (چیچہ وطنی) کی ہمشیرہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔

☆.....محمد الیاس فاروق بھٹی (راولپنڈی) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔

☆.....احمد فراز (مری) کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔

☆.....ندیم بشیر (لاہور) کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔

☆.....چوہدری طارق محمود (فیصل آباد) کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔

☆.....اختر علی (لاہور) کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔

☆.....سلطان احمد (UAE) کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

☆.....سپیشل کلاس کے ساتھی حافظ اسماعیل (فیصل آباد) قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

☆.....محمد ارشد' محمد امجد (اسلام آباد) کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں

۔احباب سلسلہ عالیہ سے ان تمام فوت شدگان کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

وطن عزیز میں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے مختلف مراکز میں ذکرواذکار کے اجتماعات ہوتے رہتے ہیں۔ مجازین سلسلہ عالیہ اور ضلعی امرأ اپنے فرائض کی ادائیگی میں منہمک رہتے ہیں اور اپنی رپورٹ اپنے ہیڈ آفس دارالعرفان منارہ ارسال کرتے ہیں۔ چوہدری یوسف حمید ؒ صاحب مجاز ؒ نے ماہ مئی ۲۰۰۳ء کی جو رپورٹ مرکز کو بھجوائی اس کا اقتباس ہمیں کرنل (ر) ابراہیم خلیل نے ارسال کیا۔ قارئین المرشد کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔

''11.05.03 بروز اتوار مظفر آباد میں ماہانہ اجتماع ہوا۔ بعد ازاں مظفر آباد کے نواح میں ''چھون'' نامی گاؤں میں جانا ہوا۔ پچھلے ماہ بھی وہاں گئے تھے۔ جس کے نتیجے میں وہاں کے ایک عالم دین حلقہ ذکر میں شامل ہوئے تھے ان کا نام عبدالرحیم ندیم ہے۔ ماہانہ اجتماع منارہ میں بیعت بھی ہو گئے۔ انہوں نے گوجری زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شاگرد ہیں۔ ۸۷ سال عمر ہے۔ اس سال انہوں نے عجیب بات بتائی۔ ''حضرت لاہوریؒ سے بیعت ہونے کا ارادہ کیا۔ خواب میں حضرت قاسم نانوتویؒ نے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ابھی میری کتب پڑھو پھر میں نے آب حیات اور تحذیر الناس پڑھی۔ اب جب سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں ذکر قلبی کی دعوت دی گئی۔ تو میں نے استخارہ کیا حضرت نانوتویؒ خواب میں آئے اور فرمایا حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے جانشیں سے بیعت ہو جاؤ''۔

ان کے حلقہ میں آنے سے بہت مثبت اثرات پڑے باقی لوگ اور علماء بھی متوجہ ہوئے ہیں۔

''چوہدری یوسف حمید آف آزاد کشمیر کی''ماہانہ رپورٹ مجازین'' مئی ۲۰۰۳ء سے اقتباس''۔

سالانہ اجتماع عام۔ دارالعرفان منارہ۔ چکوال

ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دارالعرفان۔ منارہ میں 3 جولائی 2003ء بروز جمعرات سے

سالانہ اجتماع
شروع ہو رہا ہے

اجتماع 10 اگست 2003ء بروز اتوار تک جاری رہے گا

قارئین کرام زیادہ سے زیادہ شرکت فرما کر فیضیاب ہوں

مصطفوی انقلاب

ایسی تقدیر پلٹی' ایسا انقلاب آیا کہ شکلیں وہی رہیں۔ وجود وہی رہا۔ قد کاٹھ وہی رہے لیکن بندے بدل گئے۔ بندے وہ نہ رہے۔ وہ جو سدا کے دشمن اور تلواریں سونتے پھرتے تھے وہ محبتوں کے چراغ بن گئے۔ شب تار میں محبتوں کے چاند بن کر جگمگانے لگے آج بھی جب ہم ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ میرے سینے میں میرے دل میں محبت ہے یا نفرت ہے آج کے ماحول کو دیکھیں تو ہر طرف نفرت نظر آتی ہے۔ یہ سزا ہے مصطفوی انقلاب ' مصطفوی تعلیمات سے دوری کی...... ورنہ انقلاب کی روشنی تو ابھی بھی درس محبت دے رہی ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 4-5-2003

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرَّحِیمْo

کنتم اَعْداءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِکُمْ

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَاناً

ربیع الاول وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یوں تو آپ ﷺ کا ذکر خیر ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔ درود شریف ایک ایسا عمل ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. اللہ کریم مسلسل نزول رحمت فرماتا رہتا ہے۔ تمام فرشتے نزول رحمت کی طلب کرتے رہتے ہیں اور تمام مومنین کو حکم ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً. اے ایمان والو! تم بھی صلوٰۃ والسلام اس طرح پیش کرو کہ اُس کا حق ادا ہو جائے۔ ہاں عبادات میں درود شریف ہے حتیٰ کہ تصور ذات باری کے ساتھ وابستہ ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر خیر۔

وابستہ تیری یاد سے ہے یادِ خُدا بھی
آتا ہے جو تُو یاد تو آتا ہے خُدا یاد

اللہ کی معرفت ہر متنفس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے عطا کی۔ اگر کسی کی زبان سے اللہ نکلتا ہے تو اس کے ساتھ بھی معرفت پیامبر' عشق پیامبر' اور رشتہ الفت نبی کریم ﷺ کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر مومن کے لئے زندگی ہے۔ جس طرح دل کی دھڑکن بند نہیں ہوتی' سانس کی آمد و شد بند نہیں ہوتی' اور بند ہو جائے تو زندگی نہیں ہوتی اسی طرح آپ ﷺ کا ذکر خیر۔ کبھی منقطع نہیں ہوتا اور خُدا نہ کرے منقطع ہو جائے تو پھر زندگی نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود اس ماہ مبارک میں بطور خاص اہتمام کئے جاتے ہیں۔ محافل منعقد ہوتی ہیں' مجالس برپا کی جاتی ہیں' آپ ﷺ کے حُسن و جمال کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے معجزات کا تذکرہ ہوتا ہے' آپ ﷺ کے کمالات کا تذکرہ ہوتا ہے' اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ بعض دفعہ ہم رسومات ورواجات میں کھو جاتے ہیں اور ذکر خیر الانام ﷺ کی برکات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے رسومات ورواجات کو مٹا کر انسانی عمل کو دین کا درجہ دیا۔ ہر ہر بندہ مومن کا حرکت وسکون دین ہے' ہر کلمہ دین ہے۔ دوستی ودشمنی دین ہے۔ بیع وشراء' دین ہے اور اگر دین نہیں ہے تو اُس کی وجہ ایک ہی ہوگی کہ اُس میں اتباع محمد رسول ﷺ نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے رسومات ورواجات کو مٹا کر انسانی کردار کو دین اور عبادات الٰہی کا درجہ عطا فرمایا۔ بدنصیب ہے وہ بندہ جو آپ ﷺ کے نام پر پھر رواجات کو اور رسومات کو اپناتا ہے۔ یہ صرف بے وقوفی نہیں ہے یہ بدنصیبی بھی ہے لہذا جتنا اہتمام آپ ﷺ کے ذکر خیر کا ہو سکے' کیا جائے۔ جتنا درود شریف کوئی پڑھ سکے' پڑھا کرے' دنیا اور آخرت دونوں کے لئے بہترین وظیفہ ہے لیکن آپ ﷺ کے نام پر رسومات اور رواجات کی اجازت نہیں ہے اور اس سے بچنا چاہیے کہ جتنا آپ کا ذکر خیر بابرکت ہے اتنے رواجات اتنی بڑی گستاخی ہے

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

اور میں اس مصرے کو بدل کر پڑھا کرتا ہوں۔

نفس گم کردہ می آید ابوبکر وعمر

حضرت جنید حضرت بایزید تو بہت بڑے تھے لیکن وہاں تو ابوبکرؓ وعمرؓ کی سانسیں گم ہوتی

تھیں عشق ومحبت آزاد سا جذبہ ہوتا ہے۔ اور پابندیاں قبول نہیں کرتا بے باک سا جذبہ ہوتا ہے لیکن یہ بارگاہ ایسی ہے کہ یہاں کا عشق بھی آداب کا مجبور ہے۔ لَاتَرفَعُوا اَصوَاتَکُم فوقَ صَوتِ النّبی۔

جتنا بھی عشق ہے، جتنی بھی محبت ہے، جان لٹانے والے ہو، مگر کبھی بھول کر بھی آپ کی آواز پر آواز بلند مت کرنا۔ اَن تَحبَطَ اَعمَالُکُم. ورنہ تمہاری ساری نیکیاں غارت ہو جائیں گی۔ اور جب ان آیت مبارکہ کا نزول ہو رہا تھا تو مخاطب اول میں اور آپ نہیں تھے۔ ابوبکرؓ وعمرؓ مخاطب اول تھے۔ انصار ومہاجرین مخاطبین اول تھے۔ بدر واحد کے جانثار مخاطبین اول تھے۔ فرمایا تمہاری ہجرتیں، تمہاری جاں نثاریاں تمہارے جہاد، تمہارے جذبے، ذرا سی اگر بے ادبی ہوگئی مجھے کچھ نہیں چاہئے سب واپس دے دوں گا۔ لہذا اس بارگاہ میں عشق اور محبت بھی آداب کے پابند ہیں یہ واحد بارگاہ ہے کہ جہاں عشق کو بھی حد آداب دیکھنا پڑتی ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی مبارک، وجودِ مبارک، ذات مبارک کا کوئی ایک پہلو لے لیں اور زندگی بھر تعریف کرتے رہیں۔ زندگی ختم ہو جائے گی اور بات ختم نہیں ہوگی۔؟

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

یہ داستان ختم نہیں ہوتی، زندگی ختم ہو جاتی ہیں لہذا حسن وجمال کے کسی ایک پہلو پہ چند لمحے بات کی جائے تو یہ بھی بڑی سعادت ہے۔ یہ ایک وطیرہ بن گیا ہے کہ ہر نعت، ہر تعریف، ہر محفل، کچھ مانگنے کے لئے برپا کی جاتی ہے۔ مانگا کیا جاتا ہے؟ میری بیماری ٹھیک ہو جائے، میرے بیٹے کو روزگار مل جائے۔ اگر کہیں جواہرات تقسیم ہو رہے ہوں اور بندہ وہاں پیاز اور دھنیا خریدنے چلا جائے۔ تو کونسی دانشمندی ہے یہ سارے کام تو قدرت نے کرنے ہیں۔

آپ ﷺ کا ذکر مومن کے لئے زندگی ہے۔ جس طرح دل کی دھڑکن بند نہیں ہوتی، سانس کی آمد وشد بند نہیں ہوتی، اور بند ہو جائے تو زندگی نہیں ہوتی اس طرح آپ ﷺ کا ذکر خیر ہے۔

اولاد جو نصیب میں ہے وہ پیدا ہوگی۔ رزق جو مقدر میں ہے وہ ملے گا۔ بیماری سے جب شفا نصیب ہونی ہے ہوگی۔ ارے اگر درِ مصطفیٰ سے مانگنا ہے تو خدا کو مانگو اور خدا سے مانگنا ہے تو عشق مصطفیٰ کو مانگو۔

محمد از تو مے خواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰ را
محمد از تو مے خواہم خدارا

ارے جہاں اللہ ملتا ہے وہاں دال روٹی مانگنے کا کیا فائدہ؟ کوئی چیز ہے جو اللہ کے مقابل ہے اللہ کیسے ملتا ہے؟ قرآن کریم فرماتا ہے۔ میرے نبی کی ادائیں دیکھو میرے نبیؐ کے انداز دیکھو۔ اس کی اک نگاہ نے تمہارے دل کا جہاں بدل دیا۔ کُنتُم اَعدَاءً

اے لوگو! اے بنی آدم! اے نسل انسانی، تم زمین پر ایک دوسرے کے دشمن ہو چکے تھے کُنتُم اَعدَاءً۔ تم صرف دشمن تھے۔ رشتے ناطے بھول چکے تھے، قبیلے اور عزیز واقارب بھول چکے تھے۔ ہر بندہ اپنی ذات کے لئے سوچتا تھا۔ اور دوسرے سے چھیننا چاہتا تھا۔ بھائی بھائی کا دشمن، بیٹا باپ کا دشمن، باپ بیٹیوں کا دشمن، ایک دوسرے کے قاتل، ایک دوسرے کا حلق دبا کر نوالہ چھیننے والے، ایک دوسرے کی دولت چھیننے والے، ایک دوسرے کی عزت لوٹنے والے، ایک دوسرے کا گھر چھیننے والے، تم سب دشمن تھے اور صرف دشمن، کوئی دنیا میں دوست نہیں تھا اور دنیا کی تاریخ دیکھی جائے اس وقت افریقہ میں جو قومیں آباد تھیں۔ وہ دوسرے لوگوں کو، دوسرے قبیلے کے لوگوں کو شکار کر کے پکا کر کھاتی تھیں۔ انسان انسانوں کو کھاتے تھے۔ یورپ کے لوگ تاریکیوں میں رہتے تھے۔ انہیں اس عہد کا مورخ (The Cave Men) لکھتا ہے۔ غاروں میں رہنے والے لوگ یورپ میں مکان بنانا کسی کو نہیں آتا تھا۔ یہ پہاڑوں میں غاریں کھود کر رہتے تھے۔ امریکہ ریڈ انڈین کا ملک تھا جو سدا قتل وغارت میں لگے رہتے تھے اور وحشی اور جنگلی لوگ تھے۔ آج بھی امریکہ وحشیوں اور جنگلیوں کا ملک ہے۔ اس لئے کہ امریکہ کی اب جو آبادی ہے اس میں کوئی امریکی

نہیں ہے۔ دنیا کے بھاگے ہوئے بدمعاش، مختلف ممالک کے بھاگے ہوئے بدکار اور مفرور لوگ وہاں جا کر آباد ہوئے اور ایسے ظالم تھے کہ مقامی آبادی کو قتل کر کر کے ختم کر دیا۔ وہی لوگ آج بھی وہاں آباد ہیں۔ اس وقت کی خود جو وہ دستاویزی فلمیں دکھاتے ہیں وہ دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے۔ یہی حال آگے ایشیاء میں تھا۔ وسط ایشیائی اقوام کی بربریت معروف تھی۔ برصغیر میں پتھروں کو خوش کرنے کیلئے انسانوں کو ذبح کیا جاتا تھا۔ بندر، سؤر، خنزیر اور سانپ پوجے جاتے تھے۔ فار ایسٹ میں چلے جائیں یہی عالم تھا۔

دنیا میں صرف دشمن بستے تھے کہیں دوستی اور محبت کا تصور نہیں تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے۔ فَالفَ بَیْنَ قُلُوبِکُم ۔تمہارے دلوں کو محبت کا دریا بنا دیا محبتوں سے لبریز کر دیا۔ فَاَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَاناً۔ اللہ کی اس نعمت کے طفیل کہ اس نے اپنے حبیب کو مبعوث فرمایا اور اس نعمت کو پا کر تم دنیا میں بھائی بھائی ہو گئے۔ سر کاٹنے کی بجائے سر کٹوانے پر آ گئے۔ لوٹنے کی بجائے گھر لٹوانے پہ آ گئے۔ کسی سے چھیننے کی بجائے کما کر دینے پر آ گئے۔ دوسروں کی محبت تمہارے دلوں میں گھر کر گئی۔ جو لوٹ کر کھاتے تھے وہ بھوکے سو جاتے تھے اور اپنا کھانا کسی اور غریب کو دے دیتے تھے۔ ایسی تقدیر پلٹی ایسا انقلاب آیا کہ شکلیں وہی رہیں۔ وجود وہی رہا، قد کاٹھ وہی رہے، لیکن بندے بدل گئے۔ بندے وہ نہ رہے۔ وہ جو سدا کے دشمن اور تلواریں سونتے پھرتے تھے وہ محبتوں کے چراغ بن گئے۔ شب تار میں محبتوں کے چاند بن کر جگمگانے لگے آج بھی جب ہم ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ میرے سینے میں، میرے دل میں، محبت ہے یا نفرت ہے۔

آج کے ماحول کو دیکھیں حاکم کو رعیت سے نفرت ہے، رعیت کو حاکم سے نفرت ہے، قوموں کو قوموں سے نفرت ہے، ملکوں کو ملکوں سے نفرت ہے، برادریوں کو برادریوں سے نفرت ہے، خاندانوں کو خاندانوں سے نفرت ہے، نیچے آتے جایئے تو بھائیوں کو بھائیوں سے نفرت ہو چکی ہے۔ یہ مصیبت کہاں سے آ چکی؟ یہ جو روشنی ہے یہ تو پاور ہاؤس سے بجلی آ رہی ہے، تو یہ روشنی ہے اگر پاور ہاؤس سے تار کٹ جائے تو کیا ہوگا؟ تاریکی آئے گی۔ محبتیں تو برکات محمد ﷺ سے تھیں بندہ کچھ بھی کرتا رہا۔ اگر اس کا دل، اسکا ضمیر، اسکا قلب، اسکا باطن، درِ مصطفیٰ سے کٹ گیا تو روشنی بجھ جائے گی نفرتوں سے دل بھر جائے گا۔

عجیب بات یہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا معجزہ عالی یہ ہے کہ محبت کے مقابل نفرت ہوتی ہے۔ یہ آپ جب بھی جس چیز سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اس کے مقابل جو چیزیں ہیں اس سے آپ نفرت کرتے ہیں۔ غیر شعوری طور پر اس سے آپ کو نفرت ہو جاتی ہے۔ آپ ایک شخص سے محبت کرتے ہیں۔ اُس کے دشمن سے آپ کو نفرت ہو جائے گی۔ لیکن جو محبت محمد رسول ﷺ نے دی۔ اس میں نفرت کی گنجائش نہیں ہے بلکہ فرمایا۔ اشدء علی الکفار

کفر کے مقابلے میں شدید ہو جاتے ہیں۔ کفر کو قبول نہیں کرتے، نفرت کافر سے بھی نہیں کرتے کافر سے اگر نفرت ہوتی تو سو بار کلمے پڑھتا رہتا۔ ہم اُسے دھکے دیتے۔ فرمایا نہیں، ایسی نہیں بات جو کفر اس نے اپنا رکھا ہے اُس کے مقابلے میں مومن ناقابل تسخیر ہو جائے اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کفر کے لئے کافر کے لئے شدید ہو جاتا ہے، لیکن اگر کافر کفر سے توبہ کر لے تو نفرت کا تصور نہیں ہے۔ دنیا کی کوئی محبت آپ لے لو۔ کسی بندے سے عشق لے لو۔ دولت سے محبت لے لو، حکومت واقتدار سے محبت لے لو، زمین وجائیداد سے محبت لے لو، اب اُس کے مقابل جو چیز رکاوٹ بنے گی اس سے نفرت ہو جائے گی لیکن جو محبت آقائے نامدار ﷺ نے عطا کی اس میں نفرت کا تصور نہیں ہے۔ والذین معہ جنہیں بھی آپ کے قدموں میں جگہ ملی اگر با محاورہ ترجمہ کریں محاورہ کی زبان میں ترجمہ یہی مزہ دے گا جنہیں

بھی آپ کے قدموں میں جاہ ملی۔ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ۔

بیک وقت کفر کے لئے ناقابل تسخیر ہیں اور مومن کے لئے سراپا محبت ہیں۔ تلوار اٹھائی ہے کافر کی گردن اڑانے کیلئے اور اُس نے کلمہ پڑھ لیا تلوار پھینک کر سینے سے لگالیا۔ اس سے فرد سے نفرت تو نہیں ہے۔ کفر کے خلاف شدت تھی۔ اس کے ساتھ جو اسے قبول نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ تاریکی سے نکل آیا تو اُسے بھی بھائی بنا کر سینے سے لگالیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بات صرف دیگیں پکانے سے نہیں بنے گی' بات پٹاخے چلانے سے بھی نہیں بنے گی' بات جلوس نکالنے سے بھی نہیں بنے گی' بات تب بنے گی جب ہمارے سینے میں بھی محبتوں کی کوئی بارش ہوگی' کوئی قطرے ٹپکیں گے' ارے محبت تو ایک ایسا جذبہ ہے کہ جہاں ایک قطرہ نصیب ہو جائے دنیاوی سمندروں سے بڑھ جاتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کشتی میں بیٹھے تھے۔ عراق کے شاگردوں میں غوث بہاؤ الحقؒ اور مولانا سعدیؒ آپ کے ہم رکاب تھے اور کشتی میں بیٹھے تھے تو موج میں آگئے' اہل اللہ کی بھی بات عجیب ہوتی ہے۔ ان کے قلوب بھی اللہ کے ساتھ اس طرح وابستہ ہوتے ہیں کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اللہ کا بندہ بات کرتا ہے لیکن بات رب کی ہوتی ہے۔ تو شیخ شہاب الدین سہروردی فرمانے لگے۔

بہاؤ الحق چہ مے خواہی

کہ بہاؤ الحق تم میرے ساتھ اتنا مجاہدہ کرتے ہو' اتنی محنت کرتے ہو' کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی

حضرت غوثیت می خواہم

اب غوثیت اہل اللہ میں ایسا مقام ہے کہ روئے زمین پہ ایک وقت میں ایک بندہ غوث ہوتا ہے انہوں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی اور عجیب بات ہے کہ حضرت بہاؤالدینؒ کا نام ہی غوث بہاؤالحق پڑ گیا۔ اور واقعی غوث بھی تھے۔ اللہ نے انہیں غوثیت عطا بھی فرمائی۔ اور ان کے نام کا وہ لاحقہ بن گیا غوث بہاؤالدین دنیا میں اور بھی بے شمار غوث ہوئے ہیں صرف ان کے نام کے ساتھ پکا پیوست ہوگیا۔ غوث بہاؤ الحق آپ شیخ سعدی کی طرف متوجہ ہوئے۔

اگر در مصطفی سے مانگنا ھے تو خدا کو مانگو اور خدا سے مانگنا ھے تو عشق مصطفی کو مانگو۔

سعدی توچہ می خواہی

سعدی تیری خواہش کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی حضور

درد دل می خواہم

مجھے درد دل چاہئے تو آپ نے فرمایا چیزے عظیم خواستی تو نے بڑا مشکل سوال کیا ہے؟ تو نے بڑا مشکل سوال کیا ہے؟ تو نے بہت مہنگی چیز مانگی۔ غوثیت کو اہمیت نہیں دی جواب ہی نہیں دیا۔ عطا بھی ہوگئی انہیں مل بھی گئی۔

اب دیکھنا ہمیں یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول ہماری یاد دہانی کو پھر آیا ہے اپنے دفتر دل کو کھولو' دیکھو کتنے صفوں پہ محبت کا سبز رنگ ہے۔ اور کتنی سطور نفرتوں کی سُرخ سیاہی سے' آگ سے لکھی ہوئی ہیں۔

ہم ہمیشہ دوسروں کا تجزیہ کرتے ہیں۔ فلاں ایسا ہے' فلاں ایسا ہے' دوسروں کی جگہ ہمیں جواب دینا پڑے گا بارگاہ الوہیت میں میدان حشر میں کوئی ہم سے پوچھے گا کہ کون کیسا تھا؟ ہم سے پوچھا یہ جائے گا کہ تم کیسے تھے؟ تمہارے پلے کیا ہے؟ اور یہی کام ہم نہیں کرتے ربیع الاول ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اس مہینے میں تو یوں دلوں کا نور بٹا کہ دنیا جو اللہ جل شانہٗ سے بیگانہ تھی۔ ربع صدی میں اللہ والوں سے بھر گئی۔ تیئس برس نزول قرآن کریم ہوتا رہا۔ رحمت الٰہی مسلسل برستی رہی اور وصال نبوی ﷺ کے بعد تیئس ہی برسوں میں اتنے ہی عرصے میں تین چوتھائی دنیا پر اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی۔ ارے ہم کیا ہیں؟ کس بات کا جشن منائیں کہ دنیا میں چھپن اسلامی ریاستیں ہیں اور کسی میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا قانون رائج نہیں۔ کس بات کا جشن منائیں کہ ہم کلمے

پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، لیکن ہمارے خُلیے تک بھی حضور ﷺ سے نہیں ملتے۔ کس بات کا جشن منائیں کہ ہمارا رزق حلال نہیں ہے اور ہماری معیشت سود پہ اُستوار ہے کس بات کا جشن منائیں کہ ہماری عدالتیں انگریز کے بنائے ہوئے غلامانہ قانون کو انصاف کہتی ہیں۔ اگر یہ انصاف ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے خلاف جو ہے وہ عدل نہیں ہے۔ اور یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے دیئے ہوئے عدل کو جس نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا عدل نہ مانا جائے اور انگریز کے دیئے ہوئے خاکے کو عدل اور اُسے قائم کرنے والے کو عدالت کہا جائے تُف ہے ایسی عقل پر' اور تف ہے ایسے شعور پر' اور اللہ کی ہزار بار پناہ مانگتا ہوں ان جرائم سے' ہمیں اللہ محفوظ فرمائے اور کس بات کا آپ جشن مناتے ہیں۔ کیا ہمارے دل میں عالم اسلام کیلئے' کسی مسلمان کیلئے درد ہے' ارے ہم تو وہ شقی القلب ہیں کہ صدیوں بعد اللہ کے کچھ بندوں نے اللہ کے نام پر ایک چھوٹی سی ریاست قائم کی کفر کو فکر پڑ گئی کہ یہ چراغ جو ہے یہ خرمن کفر کو جلا کر راکھ کردے گا۔ یہ چنگاری جو ہے یہ خرمن کفر کو جلا دے گی۔ اتنی سی سلطنت تھی ریاست اسلامیہ افغانستان لیکن جرم یہ تھا کہ وہاں قانون وہ تھا جو اللہ کا تھا۔ قانون وہ تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ کا تھا۔ اور انہوں نے پھر سے خلافت اسلامیہ کو زندہ کردیا۔ انہوں نے یہ گناہ' یہ جرم' کیا۔ اور ہم وہ ہیں کہ جب کفر نے اُن کا گلہ کاٹنا چاہا تو ہم نے ان کے ہاتھ پاؤں پکڑ رکھے۔ ہمیں تو شرم آنی چاہئے کہاں آقائے نامدار ﷺ کی ذات بابرکات اور کہاں ہم؟ وہ کسی نے کیا خوب کہا تھا۔

تم سے بچھڑ کر زندہ ہیں
جان بہت شرمندہ ہیں

ہم تو بچھڑے ہوئے لوگ ہیں' محروم لوگ ہیں' بدقسمت لوگ ہیں' ہماری تو زندگی زندگی نہیں رہی شرمندگی ہوگئی۔

تم سے بچھڑ کر زندہ ہیں
جان بہت شرمندہ ہیں

بھلا کوئی مومن کا اور بارگاہ نبویؐ میں بچھڑنے کا تصور ہے اور بچھڑ جائے تو روشنی نور کا کوئی امکان ہے۔ ملک تبدیل نہیں ہوتا' قانون تبدیل نہیں ہوتا' قوم تبدیل نہیں ہوتی' تو اس ایک وجود کو تو تبدیل کر لیجئے۔ اس ایک دل میں تو آقا کو بٹھا لیجئے۔ آپ کے کردار پہ تو کوئی قدغن نہیں۔ زبردستی تو سود نہیں کھلایا جاتا۔ کم ازکم اپنا حساب کتاب تو بلاسود کر لیجئے۔ زبردستی تو عدالتیں پھانسی نہیں لگاتی۔ کبھی کوئی مسلمان اپنا تنازع لیکر علماء کی خدمت میں بھی گیا ہے کہ مجھے شرعی فیصلہ بتا دو۔ ہم دونوں مان لیں گے۔ کہاں اسلام نافذ ہو؟ ہم کہتے ہیں حکومت اسلام نافذ نہیں کرتی ہم اسلام نافذ کرواتے کب ہیں؟ ہم میں جب تنازع ہوتے ہیں۔

اِذاتنازعتم فردوہ' الی اللہ ورسولہ. اگر تم میں کوئی تنازع ہو' جھگڑا ہو جائے تو اُسے اللہ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لاؤ۔ آپ کے علم کے جو امین ہیں۔ جو وارث ہیں' انبیاء کے علمائے حق جو ہیں۔ ان کی خدمت میں جاؤ کہو میرے ساتھ میرے بھائی نے یہ زیادتی کی ہے۔ وہ بھی مانے اگر اسکا حق بنتا ہے وہ اپنی بات بتائیں اور شریعت مصطفوی کا فائدہ لیں۔ کوئی ایسا کرتا ہے۔ جب ہم نہیں کرتے تو کس منہ سے کہتے ہیں جی حکومت اسلام نافذ کرے۔ ہم اسلام چاہتے کب ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جسے عدالت کہتے ہیں۔ یہ عدالت نہیں ہے۔ یہاں ظلم ہوتا ہے' جوروستم ہوتا ہے' یہاں انصاف کو بھی تول کے بیچا جاتا ہے' ہمارے حکمران خود کہتے ہیں کیس کا فیصلہ نہیں بریف کیس کا فیصلہ ہے۔ اس پہ وزیراعظم کی گواہی بھی ہے' اس پہ صدر مملکت کی گواہی بھی ہے' کہ جی عدالت عالیہ نے بریف کیس کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر وہاں ہم لینے کیا جاتے ہیں؟ انصاف لینے وہاں جاتے ہیں کسی عالم دین' کسی نیک' کسی اللہ کے بندے کے پاس نہیں جاتے کہ ہمیں آقا کا فیصلہ بتا دو اس میں کیا ہے۔

ایک یہودی اپنا مقدمہ بارگاہ نبوی ﷺ میں لے گیا۔ وہ بڑا چرب زبان تھا' شور شرابا کیا لیکن وہاں تو حق ہوتا تھا اسکا خیال تھا یہودیوں کا یہ بڑا خیال تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جو باتوں میں لگا لیتا ہے۔ اسی کی بات مان لیتے ہیں اور یہ علمائے یہود نے بڑا اس کا چرچا بھی کیا۔ اُس کا خیال یہی تھا لیکن وہاں تو فیصلہ حق کے مطابق ہوا' جھگڑا مسلمان کے ساتھ تھا' جب

باہر آئے تو وہ کہنے لگا نہیں' بھئی میں ابھی مطمئن نہیں ہوں۔ میں آپ کو عمرؓ کے پاس لے کے جاؤں گا۔ وہاں چلے چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے پاس گئے انہیں باہر بلایا انہوں نے بٹھایا۔ بات پوچھی یہودی نے چرب زبانی سے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ مسلمان نے فقط ایک بات بتائی کہ ہم نے ساری روئیداد حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا اب یہ اُس فیصلے پہ قائم نہیں ہوتا۔ آپؓ نے فرمایا! بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔ آپؓ اندر سے تلوار لائے اور یہودی کا سر قلم کر دیا۔ کہ جسے آقا کی بات پسند نہیں ہے اُس کا میرے گھر پہ کیا کام۔ وہ دنیا میں رہے کیوں؟

محبتوں کا یہ عالم تھا کہ ایک صحابی نے ایک سرخ رنگ کی چادر لی ہوئی تھی۔ مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اچھی نہیں لگی۔ یہ اُتار دو یہ نہیں لیا کرو۔ کچھ دن بعد حضور ﷺ نے پوچھا کہ بھئی وہ تمہاری چادر پھر نظر نہیں آئی فرمایا رسول اللہ ﷺ میں نے تنور میں پھینک دی تھی۔ فرمایا ایسا کیوں کیا؟ بیوی کو دے دیتے۔ بچی کو دے دیتے۔ رنگ ایسا تھا کہ عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ ایک چیز کو آپ ﷺ ناپسند فرمائیں تو پھر وہ کیوں رہے۔ آپ ﷺ نے اُس چادر کو ناپسند فرمایا میں نے تنور میں پھینک دی

آیئے ہم بھی اپنا جائزہ لیں کہ ماہ مبارک تو ہمیں یاد دہانی کرانے پھر آ گیا قرآن کریم سطر سطر میں اس ذکر کی یاد دہانی کراتا ہے۔ صفحے صفحے پہ اللہ اپنے احسان کو یاد دلاتا ہے اور قدم قدم پہ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے اتباع کی ضرورت پڑتی ہے۔ دلوں کا جائزہ لو سینوں کا جائزہ لو اُن میں نور محبت ہے تو آقائے نامدار ﷺ کی طرف سے ہے اور نفرتیں ہیں تو پھر ہم خدانخواستہ کٹ چکے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی محبت ہے جس میں نفرت کا تصور نہیں' ہاں شدت اتنی

> **بات صرف دیگیں پکانے سے نہیں بنے گی' بات پٹاخے چلانے سے بھی نہیں بنے گی' بات جلوس نکالنے سے بھی نہیں بنے گی' بات بنے گی جب ہمارے سینے میں بھی محبتوں کی کوئی بارش ہو گی' کوئی قطرے ٹپکیں گے**

ہے کہ اپنے سے غیر کو قبول نہیں کرتی۔ اللہ کریم یہ دردِ عشق عطا کر دے' دردِ دل عطا کر دے' جذبہ محبت عطا کر دے' تو یہ نہ سمجھانے سے سمجھ میں آتا ہے نہ بتانے سے اس کی تعبیر ملتی ہے چونکہ یہ ایک کیفیت ہے۔ کیفیات وارد ہوتی ہیں تو سمجھ آتی ہے وارد نہ ہو تو واضع نے الفاظ وضع نہیں کیے۔ کیفیات کو تحریر و تقریر میں نہیں آتی۔ یہ بات بیان میں نہیں آتی۔ محسوس کی جاتی ہیں۔ ہر بندہ اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ میرے دل میں محبت کا دریا ہے۔ کہیں نفرتوں کی چٹانیں تو نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو ایک نقطے پہ فیصلہ ہو جاتا ہے کسی بھی لمحے خلوص دل سے اتباعِ رسالت کا عہد کر لو چٹانیں گھل جائیں گی' چشمے جاری ہو جائیں گے' ایک لمحے کی بات ہے وہ لمحہ جس میں ہم دل کی گہرائی سے یہ طے کر لیں کہ میری زندگی میری نہیں ہے میں آقائے نامدار ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر چکا ہوں۔ جو آپ ﷺ فرمائیں گے وہ ہو گا۔ جہاں سے آپ روک دیں گے' رک جاؤ گا۔ اس ایک فیصلے کی دیر ہے توفیق وہ ارزاں کر دیتا ہے۔

میرے بھائی اپنا اپنا حال دیکھ کر اپنا اپنا فیصلہ کیجئے اور اس ماہ مبارک کی آمد کا شکر ادا کیجئے۔ اسکا خلوص دل کے ساتھ استقبال کیجئے۔ رجوع الی اللہ کے ساتھ رشتہ الفت آقائے نامدار ﷺ جوڑے کے ساتھ آپ کے فضائل بیان کرتے رہو' ختم ہونے میں نہیں آتے' آپؐ کے معجزات بیان کرتے رہو' ختم ہونے میں نہیں آتے۔ آپؐ کے مقامات بیان کرتے رہو' ختم ہونے میں نہیں آتے' لیکن اپنا حال بھی دیکھو' ہمارے پاس کیا ہے؟ دیکھنے کی چیز تو یہ ہے کہ اتنے کمالات حضور ﷺ میں ہیں کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ان کا کوئی پرتو جمال کوئی ذرہ محبت کوئی دردکی چنگاری اپنے دل میں بھی ہے تو بات بن گئی نہیں ہے۔ عمر ضائع ہو رہی ہے پہلا کام یہی کرو کہ اللہ مجھے حضور کی غلامی عطا کر دے۔ اللہ کریم مسلمانوں کے حال پہ رحم فرمائے سب کو دردِ دل عطا کرے اور اسلام کی سربلندی کا سبب بنائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہم اس پاک وطن پر

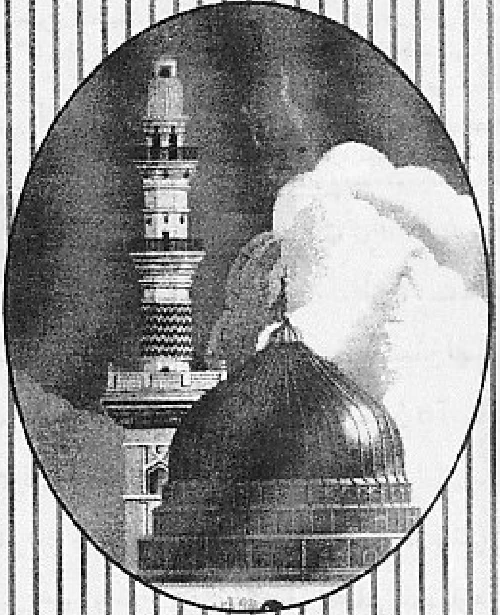

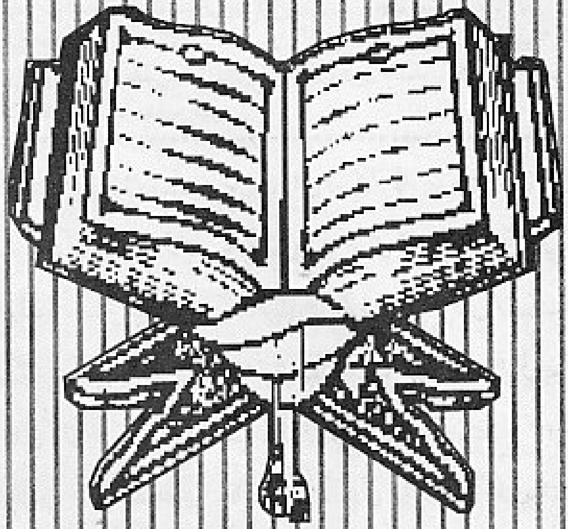

قرآن و سنت

کی حاکمیت چاہتے ہیں

شیخ ناصر شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ
منٹگمری بازار فیصل آباد فون 617057-611857

تاجران : کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

قیامِ حق کی توفیق

بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں وہ قیام حق کے لئے کھڑا ہونے کی توفیق دے دیتا ہے کھڑے ہو جانو اللہ کے لئے حق کا ساتھ دینے کے لئے یہ بہت بڑی خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے۔ ہمارے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ آپ کے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہوتا وہی ہے جو وہ کرتا ہے دیکھا یہ جاتا ہے کہ کون کس دل کے ساتھ کہاں کھڑا ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ اس کی خواہش و آرزو احیائے حق کی ہے یا وہ کفر کے غلبے کیلئے کوشاں ہے۔ انسان کے پاس صرف فیصلہ کا اختیار ہے کہ وہ کس راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ غلبہ ہمیشہ حق کا مقدر ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 3-5-03

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

جاھِدِ الکُفّارَ والمُنٰفِقِینَ واغلُظ علَیھِم o وقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی مقام اٰخر قُوموا للّٰہِ قٰنِتینَ o

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ کچھ لوگ مسلسل نیکی کرتے رہتے ہیں لیکن پھر کوئی ایک ایسا گناہ سرزد ہوتا ہے کہ تمام نیکیوں کو ختم کر کے انہیں دوزخ میں لے جاتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بُرائی کرتے رہتے ہیں ایک وقت آتا ہے کہ کوئی ایسی نیکی کر جاتے ہیں جو سب کا کفارہ بن جاتی ہے اور وہ جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اس پر جب یہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ فرمایا! رب العالمین کے یہ اپنے کام ہیں۔ اس میں کیوں اور کیسے کو دخل نہیں ہے۔

اللہ کریم کا ایک نظام ہے۔ ہر بندے کا اللہ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق ہے۔ وہ اتنا خفیہ رکھتا ہے کہ اگر اللہ بتائے نہیں تو نہ کسی ولی اللہ کو پتہ ہوتا ہے نہ کسی صاحب کشف کو پتہ ہوتا ہے نہ ہی نبی اور رسول کو پتہ ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ بتا دے۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ءَ اَنذَرتَھُم اَم لَم تُنذِرھُم لَا یُومِنُونَ o آپ انہیں نصیحت کریں یا نہ کریں ایمان نہیں لائیں گے کیوں نہیں لائیں گے؟ خَتَمَ اللّٰہُ عَلیٰ قُلُوبِھِم وَعَلیٰ سَمعِھِم وَعَلیٰ اَبصَارِھِم غِشَاوَۃٌ وَّ لَھُم عَذابٌ عَظِیمٌ، اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ان کے کانوں پہ مہر کر دی ان کی آنکھوں کے آگے پردے ڈال دیئے یہ بڑے عذاب میں جائیں گے۔ اب یہ بات منافقین کے متعلق یا کچھ کفار کے متعلق رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ کو بتائی۔ ان کے ساتھ محنت کرنے کا فائدہ نہیں ہے چونکہ یہ تعلق بندے کا ذاتی ہوتا ہے۔ اس لئے نماز باجماعت کی تاکید کی گئی کہ اگر جماعت میں بیس بندے کھڑے ہیں پچاس کھڑے ہیں تو ہر بندے کا ایک ذاتی تعلق ہے اس نسبت سے رحمت نازل ہو رہی ہے۔ تو جتنے زیادہ لوگ ہوں گے اتنا مختلف قسم کی رحمتوں کا گلدستہ بن جائے گا یہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ نے دلوں پر مہر کر دی کانوں پر بھی آنکھوں پہ پردے ڈال دیئے تو پھر بندہ بیچارہ کیا کرے؟ پھر تو اس نے کفر ہی میں جانا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ زبردستی مہر نہیں کرتے۔ آدمی خطا کرتا ہے اور اپنے اس تعلق میں خرابی پیدا کرتا ہے۔ جو اس کا اللہ کے ساتھ ہے۔ تو حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے رجوع الی اللہ کرتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے اگر توبہ نہیں کرتا مزید گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے کہ سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اگر کوئی اُس حد تک چلا جائے تو پھر اللہ کریم اس پر مہر کر دیتے ہیں کہ اب یہیں رہو۔ یہ بندے کی اپنی پسند و ناپسند یا بندے کے ذاتی اختیار سے ہوتا ہے۔ بندے کے پاس اختیار ہی اتنا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ اس نے اللہ کی اطاعت کرنی ہے یا نافرمانی، آگے کر وہ کچھ نہیں سکتا۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ اس کے اس ذاتی فیصلے سے اللہ کا فیصلہ اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ ایذا منافقین نے دی۔ مشرکین سے بھی زیادہ لیکن آپ نے ہمیشہ درگزر فرمائی اور شفقت فرماتے

رہے حتی کہ ابن ابی جب مر گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے جنازے کے لئے تیار ہو گئے۔سیدنا فاروق اعظمؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بہت بدمعاش تھا۔اس نے آپ کو بڑا پریشان کیا اور اسلام کے خلاف بڑی سازشیں کیں۔فرمایا وہ اس کا کردار تھا میں رحمت دو عالم ہوں تو وحی الٰہی آئی۔کہ ایسے لوگوں کے لئے اگر آپ ستر مرتبہ بھی دعا کریں گے تو میں انہیں نہیں بخشوں گا۔حضور ﷺ ایسے کریم تھے کہ آپ نے عرض کی کہ بارالٰہا! میں ستر سے زیادہ مرتبہ کردوں گا۔تو پھر وحی آئی کہ نہ آپ ان کا جنازہ پڑھیں گے نہ آپ ان کی قبر پر تشریف لے جائیں گے۔ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اُس کی قبر پر تشریف نہیں لے جائیں گے۔اس کے لئے دعا نہیں کریں گے۔اسکی نماز جنازہ ادا نہیں فرمائیں گے۔ٹوٹلی کلی طور پر منع کر دیا گیا اس لئے کہ ایذا انہوں نے حضور ﷺ کو دی' کام انہوں نے دین کے خلاف کیا لیکن آپ ﷺ نے تو درگزر فرمائی مگر اللہ تو بڑا غیور ہے۔وہ معاف نہیں کرتا بالخصوص ایسے جرائم جو دین کے اور اللہ کے مقرب بندوں کے خلاف کیے جائیں اُن کو معاف نہیں کرتا بلکہ مولانا سعدی تو ایک کلیہ بیان کرتے ہیں کہ۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعناں نیکاں کند

کہ جس بندے کو خدا دنیا و آخرت میں ذلیل کرنا چاہتا ہے اُسے اس کام پر لگا دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں پر طعن و تشنیع کرتا رہے اور بہتان تراشی کرتا رہے شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

کہ کسی ولی اللہ پر کیچڑ اُچھالنا کفر تو نہیں ہے لیکن ایسے لوگ مرتے عموماً کفر ہی پر ہیں۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔چونکہ لوگوں کا رب کے ساتھ تعلق ہے اگر کسی نے بگاڑ لیا تو اب اُس کے بارے وہ ہمیں تو نہیں بتائے گا۔لیکن جب اُس کی گرفت آتی ہے تو وہ شخص پھر سامنے آجاتا ہے۔رُسوا ہو جاتا ہے' ساری بات کھل جاتی ہے' اور ایسی عقل پہ پتھر پڑتے ہیں کہ اُسے سمجھ نہیں آتی۔

سعدیؒ کلیہ بیان کرتے ہیں کہ جس بندے کو خدا دنیا و آخرت میں ذلیل کرنا چاہتا ہے اُسے اس کام پہ لگا دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں پر طعن و تشنیع کرتا رہے اور بہتان تراشی کرتا رہے

سرکاری ایجنسیوں نے ان کی مدد کی۔ امریکہ تک کی ایجنسیاں ان کے ساتھ تھیں۔ فوجی حکومت ہے پوری حکومت ان کے ساتھ تھی لیکن الحمدللہ کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکے اور رُسوا ہوئے۔وکیل حیران تھے کہ ہم کہہ رہے تھے کہ ان کا ریمانڈ نہ دیا جائے۔انہیں جیل بھیجو۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ سب کو چھوڑ دو۔ایسا کبھی قانون کی تاریخ میں آج تک ہم نے دیکھا نہیں۔لیکن اس سے انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے یا مشائخ کی توجہ ہے یا بارگاہ نبوی ﷺ کے فیصلے ہیں یہ نہیں سمجھا۔اب بھی یہ سوچ رہے ہیں کہ انہوں نے کسی کو بہت زیادہ رشوت دی۔کیا دی؟ عقل پہ ایسے پتھر پڑتے ہیں۔ورنہ میرا خیال ہے سمجھنے کے لئے یہ ایک حادثہ ہی کافی تھا کہ ہم غلط جا رہے ہیں اور رحمت الٰہی اور مشائخ کی توجہ دوسری طرف ہے۔لیکن جب اللہ کریم کی گرفت آتی ہے تو دلوں پہ مُہر ہو جاتی ہے' کانوں پہ مُہر ہو جاتی ہے' آنکھوں پہ پردے پڑ جاتے ہیں اور یہ حقیقتیں سمجھ نہیں آتیں۔اور جن پہ وہ بہت راضی ہوتا ہے اُن کو دفاع پہ لگا دیتا ہے۔جن سے ناراض ہوتا ہے انہیں مخالفت پہ لگا دیتا ہے اور جسے قبول کر لیتا ہے اُسے دفاع کی' جہاد کی' استعداد دے دیتا ہے۔

فرماتا ہے جاھد الکفار والمنٰفقین

اب یہ حکم نبی کریم ﷺ کو ہو رہا ہے اب کفار سے جہاد تو میدانِ کارزار میں ہوا وہ تو سمجھ آتی ہے منافقین سے حضور ﷺ کی کوئی جنگ تو نہیں ہوئی۔لیکن اُس جہاد کی نسبت زیادہ تکلیف دہ منافقین کا رویہ تھا اُس کا تدارک جو زیادہ مشقت والا تھا اور اُسے بھی اللہ کریم نے جہاد ہی فرمایا۔اور فرمایا واغلظ علیھم۔ ان سے کوئی رعایت نہ کی جائے پوری سختی سے نپٹا جائے۔وَمَاْوٰھُم جَھَنَّم۔ وَ بِئسَ الْمَصِیرُ o ان کا راستہ جہنم کو جا رہا ہے جو بہت

بُری جگہ ہے۔

زندگی خود ایک حادثہ ہے اور ساری زندگی حادثات سے عبارت ہے ہر حادثے میں دیکھا صرف یہ جاتا ہے کہ کیا ہم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے بتائے ہوئے راستے اور طریقے پر اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یا اپنی بڑائی کے لئے، اپنے ذاتی مفادات کے لئے، اللہ رسول ﷺ کو بھول چکے ہیں۔ کتاب اللہ کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ کہنے کو تو غلام احمد قادیانی بھی کہتا تھا کہ میں سچا نبی ہوں لیکن جانتا وہ بھی تھا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اسی طرح جو بھی بھٹکتا ہے۔ وہ جان رہا ہوتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں لیکن بولتا ہے اور یہ احساس سب سے زیادہ تکلیف دہ منافقین کے لئے خود بن جاتا ہے کہ اب انہیں مسلسل جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ایک جھوٹ کو زندہ رکھنے کے لئے ہزار جھوٹ ساتھ اور گھڑنا پڑتے ہیں لیکن الحمد للہ جو ہوتا ہے وہ خود کرتا ہے لیکن دنیا عالم اسباب ہے اور یہاں وہ اسباب پیدا فرما کر اُن پر نتائج مرتب فرماتا ہے اور بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں وہ قیام حق کے لئے کھڑا ہونے کی توفیق دے دیتا ہے وَقُومُوا لِلّٰہِ قٰنِتِین. کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے حق کا ساتھ دینے کے لئے یہ بہت بڑی خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے۔ ہمارے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ آپ کے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہوتا وہی ہے جو وہ کرتا ہے۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ کون کس دل کے ساتھ کہاں کھڑا ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ اُس کی خواہش و آرزو احیائے حق کی ہے کچھ اجتہادی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اللہ کریم اجتہادی غلطی پر آخرت کا گناہ تو نہیں دیتے لیکن دنیا کی سزا ملتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اُحد میں پہاڑی پر تیر اندازوں کا دستہ مقرر فرمایا۔ کہ ہمیں فتح ہو یا شکست تمہیں یہاں سے نہیں ہلنا لیکن جب فتح

انشاء اللہ جب تک دم میں دم ہے ہم اللہ اور اللہ کے دین کا اور اللہ کے حبیب ﷺ کی سنت کا اور سلسلہ عالیہ کا دفاع کرتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت، کوئی حکومت، کوئی ایجنسی کسی کو اس معاملے میں ہم پر کاہ نہیں سمجھتے۔

ہوگئی اور اہل مکہ بھاگنے لگے تو انہوں نے سوچا اب تو جنگ ختم ہوگئی۔ لوگ بھاگ رہے ہیں تو ہم بھی کچھ اُن کو بھگانے میں حصہ لیں۔ پچاس کے قریب لوگ تھے۔ سات رہ گئے۔ باقی سارے نیچے اُتر گئے اُن سات نے کہا جی ہمیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑا کیا ہے۔ جب حضور ﷺ حکم دیں گے تو نیچے اُتریں گے۔ دشمنوں میں ابو سفیان اُس وقت کمانڈر تھے خالد بن ولید بھی جرنیل تھے اُس طرف ابو سفیان نے حضرت خالد سے کہا کہ بھئی بات ختم ہوگئی ہم تو ہار گئے اُس نے کہا نہیں ابھی ایک داؤ باقی ہے وہ دیکھو وہ تیر انداز مسلمانوں کے اُتر رہے ہیں اگر وہ جگہ خالی ہو جاتی ہے تو اُدھر سے ہم حملہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے پلٹ کر اُس وادی سے پیچھے سے اُحد سے مسلمانوں پہ حملہ کر دیا۔ وہ ساتوں افراد وہاں شہید ہو گئے اور ایسا گھمسان مچا کہ بعض مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ زخمی ہوئے، ستر مسلمان شہید ہوئے۔ یہ کیا تھی؟ وہ جو اجتہادی غلطی تھی اُس کی وجہ سے یہ دنیوی تکلیف آئی ورنہ فتح ہو چکی تھی۔ تو اگر ایسے اکابرین سے یا صحابہ سے اجتہادی غلطی ہو جائے تو تکلیف آتی ہے تو ما وشما کس قطار میں ہیں۔

دراصل غلطی میری تھی کہ حضرتؒ اپنی زندگی میں ان سے بیزار اور انہیں نکالنے اور ان سے جان چھڑانے پہ کمربستہ تھے جیسا کہ آپ کا خط المرشد میں چھپا آپ نے حضرتؒ کی رائے پڑھی بھی یہ میری غلطی تھی کہ میں انہیں بچانے کا سبب بنا اور میں نے کہا کہ جی اللہ درست کر دے گا۔ ہم ایک ایک بندہ جمع کرتے ہیں۔ اب جو پاس ہیں انہیں ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ انہیں معاف فرما دیجیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس شخص نے شیخ سے وفا نہیں کی۔ اُس کی سفارش کر کے میں نے غلطی کی۔ مجھے یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ جو حضرتؒ سے وفا نہیں کر رہے یہ کب کسی سے وفا کریں گے تو یہ سارے اس طرح کے لوگ ہیں۔ ہم نے تو الحمد للہ نیکی کے ارادے سے انہیں بچایا۔ پھر میں ایک عجیب

بات آپ کو بتاؤں کہ میں گزشتہ دو تین سال سے جوان کا کردار دیکھ رہا تھا تو میں نے بڑی دعائیں کیں کہ یا اللہ اس کو مطلوب کو تو دنیا سے اٹھا لے کم از کم اس بھرم میں اُٹھ تو جائے آخرت کا جو ہوگا۔ تُو جان اور تیرا بندہ جانے دنیا میں تو رسوائی سے بچ جائے لیکن وہ بھی قبول نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ رُسوا ہونا ان کا مقدر تھا۔ اور ابھی کہاں ابھی تو رُسوا ہوں گے تو پتہ چلے گا۔ کہ کہاں تک یہ بات جاتی ہے جب گرفت الٰہی آتی ہے تو کہاں تک بندے کو لے کے جاتی ہے لیکن یہ اللہ کا شکر ہے اور آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو اُس نے دفاع کے لئے منتخب فرما لیا اور یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ اس پہ اُس کا اور شکر ادا کیجیے گا اور انشاء اللہ جب تک دم میں دم ہے ہم اللہ اور اللہ کے دین کا اور اللہ کے حبیب ﷺ کی سنت کا اور سلسلہ عالیہ کا دفاع کرتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت، کوئی حکومت، کوئی ایجنسی، کسی کو اس معاملے میں ہم پر کاہ نہیں سمجھتے۔ اگر دنیا طلبی کی ضرورت ہوتی تو ہم بھی بہت سی دنیا اکٹھی کر لیتے۔ ہر حکومت شکر کرتی ہے کہ ہم اُس سے پیسے لیتے۔ ہمیں دنیا نہیں، ہمیں اللہ چاہیے اور آج تک اُس نے ہماری کوئی ضرورت خالی نہیں رہنے دی۔ تشنہ نہیں رہنے دی۔ آئندہ بھی وہی کارساز ہے اور ہر ضرورت پوری کرنے والا ہے ہمیں دنیا بھی اُسی سے چاہئے اور دین بھی اُسی سے۔ تو اِس بات پہ اللہ کا شکر ادا کیجیے یہ زندگی کا حصہ ہے اسے آخری مت سمجھو کیا پتہ ہماری اور کتنی خطائیں ہوں گی، کتنی لغزشیں ہوں گی، جو ہم نے خلوص سے اور نیکی سمجھ کر کی ہوں گی لیکن اُن کا ردِ عمل آئے گا یا اور کسی کے کتنے گناہ ہوں گے اُس نے وہ سزا بھگتنی ہوگی۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ مراقبات میں ایسی جگہ آدمی چلا جاتا ہے جہاں تکالیف اور مصیبت کا آنا اس کا ضروری حصہ ہوتا ہے جیسے شہید کے لئے قتل ہونا ضروری ہے شہادت ایک مقام ہے اُس کو پانے کے لئے قتل ضروری ہے اسی طرح بعض مراقبات اہل اللہ کے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے ساتھ یہ چیزیں وابستہ ہوتی ہیں وہاں سے گزرنا ہوتا ہے کسی میں صحت خراب ہوگی۔ کسی میں بیماری آئے گی اور کسی میں دنیوی تکلیف آئے گی۔

ہمیں اللہ چاہیے اور آج تک اُس نے ہماری کوئی ضرورت خالی نہیں رہنے دی۔ تشنہ نہیں رہنے دی۔ آئندہ بھی وہی کارساز ہے

مولانا تھانویؒ نے شادی کر لی۔ اُس وقت آپؒ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور اہلیہ محترمہ جن کا گزشتہ سال یا اُس سے چند ماہ پہلے انتقال ہوا ہے، جس سے شادی کی جا رہی تھی اُن کی عمر اٹھارہ برس تھی اب بریلوی حضرات پہلے ہی بڑے اُن پر فتوے لگاتے تھے۔ پورے ہندوستان میں شور مچ گیا کہ دیکھو جی بوڑھا آدمی ہے۔ ساٹھ سال عمر ہے اور مریدنیاں تو بیٹیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ کیسا ہے؟ جی اشرف علی کو دیکھو۔ بڑا شور مچا بڑے گھبرائے۔ جب گھبرائے تو طلاق دے دی۔ اب عالم تھے، باعمل تھے، اور ولی اللہ تھے جاہلوں کی طرح تینوں طلاقیں تو نہیں دینی تھیں۔ ایک طلاق دی۔ جب ایک طلاق دے چکے اور وہ شہرہ بھی عام ہو گیا تو احباب نے کہا کہ حضرت کہ کیا ساٹھ سال کی عمر میں اٹھارہ سال کی بچی سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔ نہیں، نکاح نہیں ہوتا، فرمایا! ہوجاتا ہے آپ جانتے ہیں جس عورت کو طلاق ہو جائے اُسے پھر کوئی قبول بھی نہیں کرتا۔ ہاں، ایسا ہی رواج ہے تو فرمایا پھر اس کو آپ سزا کیوں دے رہے ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ گھبرا کر اللہ کی اس بندی کی زندگی تباہ کرنے چلے ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے انہیں بڑا احساس ہوا انہوں نے کہا یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ انہوں نے پھر رجوع کر لیا۔ اب وہ طلاق کا شہرہ تھا انہوں نے کہا لو جی طلاق دے کر پھر جو کمی رہ گئی تھی وہ پھر پوری ہو گئی۔ جب یہ سب شور ہوا تو فرمانے لگے کہ مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ اس راستے میں بدنامی کی گھاٹی بھی آتی ہے۔ اس سے بھی مجھے گزرنا تھا۔ میں خواہ مخواہ گھبرا رہا تھا۔ یہ تو راستہ تھا اور اس میں مختلف قسم کی جھاڑیاں، مشکلیں، مصیبتیں، اتار چڑھاؤ، تکلیفیں اُن میں ایک گھاٹی بدنامی کی بھی ہے۔

دنیوی حالات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بات ہوتی ہے اس تعلق کی جو رب کے ساتھ ہے وہ

کیسا ہے؟ سلسلہ عالیہ اور احباب انشاء اللہ العزیز حضرتؒ کی پیش گوئی کے مطابق ظہور مہدی پر مہدی کا ساتھ بھی دیں گے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اُن کے ہم رکاب بھی نقشبندیہ اویسیہ کے مجاہد جہاد میں شامل ہوں گے یہ حضرتؒ نے بارہا فرمایا اور پرانے ساتھیوں میں سے کئی ساتھی ہوں گے جنہوں نے سنا ہوگا۔

ہماں شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند

ایک ایسی زنجیر ہے کہ روئے زمین کے سارے شیر اس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سلاسل تصوف اسے سلسلہ کہتے ہی اس لئے ہیں کہ ایک ایسی زنجیر بن جاتی ہے۔

ہماں شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند

دنیا کے سارے شیر اس زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں۔

روبہ از حیلہ چساں بگسلت ایں سلسلہ را

لومڑیاں اپنے مکر سے زنجیر کو پگھلا نہیں سکتیں۔ جس نے شیروں کو باندھ کے رکھ دیا ہے وہ لومڑیوں کی مکاری سے نہیں پگھلتا۔ بدنصیب لوگ ہیں اللہ سے کوئی ایسی بگاڑی اور سب سے بات تب بگڑتی ہے جب بندہ اپنی انا میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہ وہی جرم ہے جو ابلیس نے کیا تھا۔

انا خیر منہ۔ میں اُس سے اچھا ہوں

یہ جہاں بھی آتا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں۔ الکبر ردائی۔ بڑائی تو میری چادر ہے۔ اب کوئی دوسرا کہتا ہے کہ میں بڑا ہوں اُس نے گویا میری چادر میں ہاتھ ڈال دیا۔ تو الحمد للہ اللہ کریم نے آپ لوگوں کو اِس سلسلہ کا دست و بازو بنا دیا یہ اُس کی بہت بڑی نعمت ہے۔

مجھ پر اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ میری عمر چوبیس پچیس سال تھی جب اللہ کریم مجھے حضرتؒ کے قدموں میں لے آیا اور اب میری عمر اُنہتر برس ہے حضرتؒ نے اِسی عمر میں شروع کیا تھا اور اسی برس کی عمر تک محنت فرمائی۔ اِسی عمر میں

بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ مراقبات میں ایسی جگہ آدمی چلا جاتا ہے جہاں تکالیف اور مصیبت کا آنا اس کا ضروری حصہ ہوتا ہے۔

نے شروع کیا ہے اور ایک کم ستر برس ہو چکے ہیں میری عمر کے اتنی زندگیاں لگا کر اگر ایک پتہ بھی جھڑ جائے تو اُس کا دکھ لگتا ہے کہ ایک پودے پہ اتنی زندگیاں لگائیں اب اُس سے۔ لیکن جو نظامِ قدرت ہے اُس میں پتوں نے جھڑنا بھی ہے شاخوں نے ٹوٹنا بھی ہے۔

مالی دا کام پانی دینا بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کام پھل پھول لونا لاوے یا نہ لاوے

یہ تو اُسی کا کام ہے اور یقیناً وہ بندہ تباہ ہوتا ہے۔ جس کا ذاتی تعلق جو اللہ کے ساتھ ہے جب اُسے بگاڑتا ہے۔ دنیوی لالچ میں آ جاتا ہے' یا اپنی بڑائی میں آ جاتا ہے' یا کسی نہ کسی طرح کی ایسی خرابی میں مبتلا ہوتا ہے جس سے اللہ رد کر دیتا ہے۔ ورنہ چھوٹی موٹی خطائیں تو بندے سے ہوتی رہتی ہیں۔ انسان فرشتہ نہیں بن سکتا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو دل کی کیفیت اور ہوتی ہے۔ گھروں میں اور کاروبار میں لگ جاتے ہیں تو بدل جاتا ہے۔ بعض اوقات غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ویسے ہی ہو جاؤ جیسے میری صحبت میں ہوتے ہو تو اللہ تمہیں اٹھا لے اور ایسی مخلوق بھیج دے جو پھر غلطیاں کرے اور اُس سے معافی مانگتی رہے۔ غلطی نہ کرنا فرشتے کا خاصہ ہے اور غلطی کا ہو جانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے لیکن وہ غلطیاں معاف فرماتا رہتا ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم ٥ اللہ سے محبت ہے تو میری غلامی اختیار کر لو تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور تم سے جو غلطیاں ہوں گی وہ معاف فرماتا رہے گا۔

لیکن نظریے کا بدل جانا' اپنی بڑائی میں گرفتار ہو جانا ہے' دنیا کی محبت میں اُلجھ جانا' شہرت کے لالچ میں پھنس جانا' یہ غلطی نہیں' یہ کفر ہے۔ غلطیاں معاف ہوتی ہیں اپنی بڑائی میں گرفتار ہونا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ اسلام تو شروع ہی اللہ کی بڑائی سے ہوتا ہے اگر کوئی کہتا ہے کہ میں بھی بہت بڑا ہوں تو پھر یہ غلطی تو نہیں ہے یہ صریحاً شراکت کا دعویٰ ہے۔ جس پر بندہ

نہیں بچ سکتا۔ بہرحال دُکھ ہوتا ہے ہر اُس بندے کا جو بھی گرتا ہے ایک آدمی کے بدن پہ کتنے بال ہوتے ہیں لیکن کوئی ایک بھی نوچ لو تو اُس کا الگ درد ہوتا ہے۔ لیکن ہم کوشش کر سکتے ہیں۔ دعا کر سکتے ہیں مگر کسی کو سلسلہ تباہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ خواہ وہ باپ ہو، بھائی، رشتہ دار ہو، یا دوست، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات مقدم ہے جو سامنے آئے گا وہ مار کھائے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپؓ کی چار پشتیں صحبت رسول ﷺ سے مستفید ہیں۔ آپؓ کے والد صحابی تھے آپ صحابیؓ تھے آپؓ کے بیٹے صحابی تھے آپؓ کے پوتے صحابی تھے چار پشتیں نبوت ہے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی پشت میں اور چار پشتیں صحابیت ہے ابوبکر صدیقؓ کی نسل میں۔ بدر میں ابوبکر صدیقؓ کے مقابل حضرت عبدالرحمٰن آ گئے اور اُس وقت تک حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور بدر میں اہل مکہ کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے مدینہ منورہ میں بیٹھے تھے ایک دن یاد کرانے لگے کہ ابا جی بدر کا دن آپؓ کو یاد ہے۔ ہاں بڑا یاد ہے کہنے لگے آپؓ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے اور میں چاہتا تو آپؓ کی گردن اڑا دیتا لیکن میرا ہاتھ رُک گیا کہ آپؓ میرے والد تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم اگر تُو میری زد میں آتا میں تیرے پرخچے اڑا دیتا انہوں نے عرض کی کہ آپؓ کو بیٹے پہ ترس نہ آتا۔ فرمایا کہ تُو اللہ کے خلاف لڑ رہا تھا میں اللہ سے نبھاتا یا تیری پرواہ کرتا اگر تُو میری زد میں آتا تو میں تیرے ٹکڑے اُڑا دیتا۔

الحمدللہ اللہ نے توفیق بخشی ہے انشاء اللہ

ہم یہ امانت جو حضرتؒ نے ہمیں سپرد کی ہے یہ بھی اللہ کی دی ہوئی توفیق ہے کہ اسے ہم نے روئے زمین پر پھیلایا پہنچایا اور الحمدللہ اب صبح اور عشاء کے وقت روئے زمین پہ ذکر ہوتا ہے اتنی بڑی اللہ کی نعمت ہے کہ اس ویرانے میں بیٹھ

اللہ سے محبت ہے تو میری غلامی اختیار کر لو تم اللہ کے محبوب بن جائو گے اور تم سے جو غلطیاں ہوں گی وہ معاف فرماتا رہے گا۔

کر جاپان اور ملائیشیا سے لیکر کینیڈا اور امریکہ تک اور افریقہ سے لیکر چین تک احباب صبح شام کے ذکر میں پال ٹاک پہ شامل ہوتے ہیں۔ یہ اُس کا احسان ہے اُس کی دی ہوئی توفیق ہے کہ جو امانت ہمیں حضرتؒ نے عطا فرمائی روئے زمین پر اُسے پھیلایا، پہنچایا۔ اب لوگوں کے اپنے اپنے نصیب ہیں۔ جس کی قسمت میں ہے اُسی کو ملے گی۔ جو چاہے گا وہی پائے گا۔ جو نبھائے گا اُس کے ساتھ نبھے گی۔ اور بڑے بدنصیب ہیں وہ جو بھرے ہوئے دامن اُلٹ رہے ہیں۔ اللہ کریم اس سے پناہ میں رکھے۔ الحمدللہ اِس موضوع پہ بیٹی نے بہت اچھی کوشش کی ہے دو سال لگا کے صحابہ سے لیکر اکابرین سے لیکر مفسرین محدثین اور اہل اللہ تمام کے ارشادات طریق السلوک فی آداب الشیوخ میں یکجا کر دیئے ہیں اس کا موضوع ہی یہی ہے کہ شیخ کے ساتھ تعلق کس طرح ہونا چاہئے؟ چھپ کر آ گئی ہے خوبصورت کتاب بنی الحمدللہ۔ یہاں پہنچ گئی ہے میرے خیال میں ہر ساتھی کو اُس کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ پتہ چلے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آج تک جتنے اہل اللہ گزرے ہیں اور جتنے سلاسل گزرے ہیں اُن میں طالب کا تعلق شیخ سے کس طرح ہوتا ہے۔

الحمدللہ مجھے آپ لوگوں پہ اس بات پہ فخر ہے کہ اللہ نے آپ کو سلسلے کا دست و بازو بنا دیا اور دست و بازو پورے جسم کا دفاع کیا کرتا ہے۔ پاؤں پہ چوٹ پڑے وہاں مرہم لگاتا ہے، آنکھ میں کچھ پڑے تو ہاتھ اُس کی حفاظت کرتا ہے، سر پہ چوٹ لگے تو اُسے سہلاتا ہے، سارا جسم اگرچہ قیمتی ہوتا ہے لیکن دست و بازو اس سارے کے نگہبان ہوتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں کی سعادت ہے۔ اللہ کریم آپ کو اس میں ترقی دے اور اس کا شکر اس طرح ادا کیا کریں کہ عبادات دوسروں سے زیادہ کریں۔ اذکار دوسروں سے زیادہ کریں، یہ ضروری نہیں کہ معین اوقات پہ ہوں مصروفیات ہیں لیکن جب بھی وقت مل جائے کوئی دن کوئی رات، ذکر سے خالی نہ ہو جس حال میں ہوں فرائض مت چھوڑیں کبھی نہ چھوڑیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک صحابی

نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنت میں آپ ﷺ کی غلامی اور رفاقت چاہئے۔ جس طرح میں آپ ﷺ کے دنیا میں ہاتھ پاؤں دھلاتا ہوں' وضو کراتا ہوں' یہ خدمت مجھے وہاں مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تھوڑی سی میری مدد کرو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ فرمایا تہجد ہے۔ تہجد باقاعدگی سے ادا کیا کرو تم میری مدد کرو گے جنت میں تمہیں لے جانا آسان ہوگا۔ عبادات کی پابندی اور دکھاوے کی ضرورت نہیں ہے کہ لوگ نیک سمجھیں۔ دکھاوے کی پارسائی پارسائی نہیں ہوتی۔ اور مسلمان مسکین نہیں ہوتا کہ جو دیکھے اُسے اُس پر ترس آنے لگے مسلمان اللہ کا شیر ہوتا ہے جو دیکھے وہ ایک دفعہ ٹھٹھک جائے کہ کسی سے پالا پڑا ہے۔ یہ جو مسلمانوں پر مسکنت چھا گئی ہے۔ یہی ہمارے زوال کا سبب ہے کہ جہاں دیکھو کاسۂ گدائی لئے پھرتے ہیں۔ جسے دیکھو یوں پتہ چلتا ہے کہ ابھی رو پڑے گا۔ یہ اسلامی زندگی نہیں ہے اسلامی زندگی یہ ہے کہ اللہ کا بندہ جلالت الٰہی کا مظہر ہو اور کافر اور منافق اُسے دیکھ کے لرز جائے اُسے خوابوں میں بھی نظر آتا رہے کہ پتہ نہیں کیا ہو جائے گا؟ ہیبت ہونی چاہئے اور الحمدللہ آپ لوگوں کو اللہ نے یہ صفت دی ہے کہ دو دو کے بھی لوگوں کو اسّی اسّی نظر آتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں پتہ نہیں کیا ہو گیا؟ کیا ہو جائے گا؟ دنیا میں چیخ مچی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم آئندہ بھی حق کا دفاع اس طرح کریں گے کہ اُس کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ اللہ کریم بہتر کرے گا دنیا میں جب اللہ کا ساتھ ہے تو سر بلند ہو کے جینا ہے اور خوشی سے موت قبول کرنا ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

اللہ کریم ہمیشہ آپ لوگوں کا حامی و ناصر ہو گناہ سے حفاظت فرمائے اور اپنی راہ میں شہید کر کے سرفراز فرمائے۔ میں تو ہمیشہ دعا کیا کرتا ہوں کہ یا اللہ غزوۃ الہند میں شرکت نصیب فرما اب یہ اللہ کی مرضی کہ ہماری زندگی میں ہوتا ہے یا ہمارے بعد لیکن بعد میں ہوا تو ہم اُس میں شامل ہیں کہ ہم ہمیشہ اُسی کے لئے تیار رہتے ہیں اور اللہ کا احسان ہے۔ ایک بڑی تبدیلی کی یہ بنیاد ہے۔ یہ تو چھوٹی چھوٹی رکاوٹیں شیطان ڈال رہا ہے کوئی دو چوچے اُس کے قابو آ جاتے ہیں تو انہیں کھڑا کر دے۔ دو کتے بھونکنا شروع کر دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا اصل ٹکراؤ تو تب ہوگا جب عالم کفر سے ٹکرائیں گے غزوۃ الہند برپا ہوگا اور خون کی ندیاں بہیں گی' نالے بہیں گے' مقابلہ تو وہاں ہوگا' یہ کوئی مقابلہ تو نہیں ہے گلی میں آوارہ کتے پھر رہے ہوں تو وہ بھونکنا شروع کر دیں' یہ کوئی مقابلہ تو نہیں ہوتا آدمی طرح دے کے گزر جاتا ہے وقت ضائع نہیں کرتا مقابلہ بھی آ رہا ہے۔ انشاء اللہ' اللہ توفیق دے گا اور ہم اُس کا حق ادا کریں گے اللہ کریم آپ کا حامی و ناصر ہو دعا کرو اللہ ہمیشہ اس خلوص کے ساتھ اپنی راہ پہ لگائے رکھے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نعت

رحمت خُدا کی ہم پر سایہ فگن نہ ہوتی
جو ذات مصطفیٰ کی جلوہ فگن نہ ہوتی
بادِ صبا نہ ہوتی ارض و سما نہ ہوتے
شمس و قمر نہ ہوتے بُوئے سمن نہ ہوتی
نہ بارشیں برستیں چشمے رَواں نہ ہوتے
گلہائے رنگا رنگ سے زیبِ چمن نہ ہوتی
نہ کُوکتی یوں کوئل بُلبل نہ چہچہاتی
گلشن پہ سبز چادر یُوں زیبِ تن نہ ہوتی
کوئی جمالِ حق سے یُوں آشنا نہ ہوتا
نامِ خُدا پہ کوئی گردن زدن نہ ہوتی
اُلفت کے زمزمے نہ گونجتے کہیں بھی
رنگیں قبا گلوں کی یُوں پیرہن نہ ہوتی
ظلمت کدے دلوں کے ہوتے کبھی نہ روشن
ایمان کی دلوں میں کوئی کرن نہ ہوتی
جو خُون کے تھے پیاسے بنتے نہ بھائی بھائی
قومِ عدُو اخوت پر گام زن نہ ہوتی
یہ جان لے اویسی کچھ بھی یہاں نہ ہوتا
نظمِ چمن نہ ہوتا اِس پر پھبن نہ ہوتی

☆...... انجینئر عبدالرزاق اویسی ٹو۔

اصلاح اعمال

یہ نعمتیں حیلے' حوالوں اور طاقتوں سے نہیں چھینی جا سکتیں' یہ وہ خود دیتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے خلوص سے محنت کریں۔ ذکر کی پابندی کریں۔ عبادات کی باقاعدگی اور پابندی کریں۔ ذکر پہ محنت کریں اور اسے وسعت دینے میں' اسی کو بڑھانے میں' لوگوں کو اس سے آشنا کرنے میں اپنی پوری قوت صرف کریں اور اس خلوص سے کریں کہ گویا آپ غزوۃ الھند کی فوج بھرتی کر رہے ہیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان، منارہ ضلع چکوال 6-04-03

بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ o

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَقَالَ فِى مقام الاخر. جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ o

اللہ کریم نے اس گئے گزرے دور میں جو انتہائی دینی پسماندگی کا دور ہے۔ ایک ایسا وقت جس میں نمازیں بغیر خشوع کے ہوگئی ہیں اور سجدے بے ذوق۔ جس میں عبادات رسوم بن گئیں ہیں اور ایک رواج کی طرح اپنائی جاتی ہیں۔ ایسا بدنصیب عہد کہ جس میں کوئی عبادت کسی فرد کے عمل کو متاثر نہیں کرتی۔ حالانکہ عبادات کا سارا حاصل ہی اصلاح احوال' اصلاح اعمال ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے بتا دیا۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۔صلوٰۃ میں تمام عبادات آجاتی ہیں مالی' جانی' بدنی' روزہ' نماز ساری عبادات کا حاصل یہ ہے کہ انسان کے کردار کی اصلاح ہو۔ آخرت کا مدار کردار کی اصلاح پر ہے۔ عمل پر ہے جو عمل ہم کرتے ہیں۔ اُس پر آخرت اور دنیا میں دو نتیجے مرتب ہوتے ہیں دنیا میں سکون کی دولت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں اللہ کی رضامندی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کی رحمت نصیب ہوتی ہے لیکن عبادات براہ راست صرف آخرت حاصل نہیں کرتیں۔ عبادت کا نتیجہ فوری ہے اُس پہ پھل لگتا ہے یہ غلط محاورہ ہے کہ عبادت اُدھاری مزدوری ہے۔ اُدھار نہیں' اُسکی نقد اجرت ہے کہ ہر سجدہ' ہر تسبیح' ہر کلمہ' انسان کی عملی زندگی پر اپنا ایک اثر چھوڑتا ہے ہم ایک ایسے دور میں ہیں کہ جس میں عبادات بہت ہوتی ہیں لیکن کردار کو متاثر نہیں کرتیں۔ بے شمار لوگ حج کرتے ہیں لیکن عملی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ بے شمار لوگ پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں عملی زندگی کوئی قابل قدر نہیں ہوتی۔ بے شمار لوگ ذکر اذکار کرتے ہیں لیکن عملی زندگی میں وہ وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں اور جو لوگ عبادت کرتے ہی نہیں ان کا عالم کیا ہوگا؟ تو یہ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر عبادت کرنے سے کوئی عملی زندگی میں فرق نہیں پڑتا۔ تو جن لوگوں نے چھوڑ ہی دی ہے ان کا حال کیا ہوگا؟ یاد رکھیں! نظام قدرت بھی ہے تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ o زمانے کی رفتار گاڑی کے پہیے کی طرح ہوتی ہے۔ جو اس کا رخ اوپر جاتا ہے اُسے نیچے آنا ہوتا ہے جو نیچے ہوتا ہے وہ اوپر چلا جاتا ہے۔ جس طرح ہر سورج غروب ہونے کیلئے طلوع ہوتا ہے۔ جس طرح ہر موسم چلے جانے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح ہر رات کسی دن کی آمد کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اس طرح حالات بدلتے رہتے ہیں اور اُس میں دوام اگر ہے تو اس ایک ذات کو ہے جس پر کوئی تغیر' کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ جو سب پر تبدیلیاں وارد کرتا ہے لیکن اُس کی ہستی' اسکی عظمت' اسکی ذات' اسکی صفات' اسکی شان' میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔ جس کی شان ہر لمحے ایک نیا جلوہ' ایک نیا روپ' دکھاتی ہے۔ حالات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو جن لوگوں کو اس عہد میں توفیق ذکر نصیب ہوئی۔ حضرتؒ کی شفقت' آپ کی توجہ اور اس سلسلہ عالیہ کی برکات نصیب ہوئیں۔ یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کے بارے میں دنیا میں سمجھا نہیں جا سکتا۔ ہمارے اس زمانے کے ایک پرانے ساتھی تھے جب حضرتؒ کے ساتھ صرف تین' چار' پانچ ساتھی ہوتے تھے۔ ان کا نام خان تھا اور وہ فرمایا

کرتے تھے۔ کہ بھی بات ایک ہے۔ یہ جو محنت جو مزدوری کر رہے ہو اسکی سمجھ تب آئے گی جب قبر میں آپ کا سر وہ مٹی پہ رکھ کر چلے جائیں گے۔ اس وقت تم اندازہ کرو گے کہ یہ ساری زندگی تمہیں کیا نصیب ہوتا رہا؟ یہاں اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔ یہ اللہ کریم کا بہت بڑا انعام ہے۔ اور ایک بات طے ہے ہر بندہ بایزید بسطامی نہیں بن جاتا۔ لیکن جو بھی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتا ہے اگر وہ دن میں دس غلطیاں کرتا تھا تو دس سے نو پر آہی جاتا ہے کم از کم عقائد کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ایمانیات درست ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اسکا سفر نیکی کی طرف شروع ہو جاتا ہے اور یہی سنت الٰہی کا طریق ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ٥ مومنین کا ساتھی اللہ ہے' دوست ہے' ولی ہے' اور انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ بعض ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جن میں بہت جلدی تبدیلی آجاتی ہے۔ سارے کردار کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ یہ اسکا انعام ہے۔ اور بعض ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں جو سب کچھ پانے کے بعد پھر کسی ذاتی مفاد کی لپیٹ میں آگئے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ گئے' اپنی رائے کو وزنی سمجھنے لگ گئے۔ تو اللہ کی گرفت بھی آجاتی ہے چونکہ بڑائی تو صرف اسکی اپنی ذات کیلئے ہے تو وہ معاف ہی فرماتا رہے لیکن اگر وہ ردکر دے تو اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد ٥ پھر اُسکی گرفت بھی بہت سخت ہوتی ہے۔ تصوف اور تزکیہ باطن اور برکات نبوی ﷺ کے حصول میں جس شخص کو یہ راستہ مل جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ بشرطیکہ موت اللہ اسی پر نصیب کرے لیکن اگر راستے میں گر جائے تو پھر اس سے بڑا بدنصیب بھی کوئی نہیں۔ جو اس عہد کو توڑتا ہے۔ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ جو عہد کو توڑتا ہے تو اس نے گویا اپنے آپ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ بیعت توڑنا یا راستے سے ہٹ جانا یا اہل اللہ سے الگ ہو جانا یہ کفر تو نہیں ہے لیکن ایسے لوگ مرتے عموماً کفر ہی پر ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ بیعت توڑنا یا راستے سے ہٹ جانا یا اہل اللہ سے الگ ہو جانا یہ کفر تو نہیں ہے لیکن مرتے کفر ہی پر ہے۔ آہستہ آہستہ ایمان بھی سلب ہو جاتا ہے۔ جب یہ برکات' انوارات سلب ہوتے ہیں تو ان کی خصوصیت یہ ہے کہ پھر ان کے ساتھ ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ ہر آدمی آخری دم تک اس آزمائش میں ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ٥ دنیا آزمائش گاہ ہے۔ اس میں شیطان بھی موجود ہے۔ اپنا نفس شیطان سے زیادہ خطرناک ہے چونکہ یہ شیطانی وساوس قبول کرتا ہے۔ الا یہ کہ اللہ اسے تبدیل کر دے نفس امارہ سے لوامہ بن جائے یا اللہ یہ احسان فرمادے کہ وہ لوامہ سے بھی مطمئنہ بن جائے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے زمانے میں درآمد و برآمد کا کاروبار کرتے تھے۔ بحری جہاز اس زمانے میں آپ کے سامان کے آتے تھے۔ اور تھوک بحری جہاز باہر جاتے تھے۔ تو ایک دفعہ تشریف فرما تھے کسی نے یہ اطلاع دی کہ ہمارا جو جہاز سامان کا لدا ہوا آرہا تھا۔ وہ سمندر میں غرق ہو گیا۔ تو آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرما کر فرمایا۔ الحمدللہ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پھر اطلاع آئی وہ تو غلطی لگی تھی وہ تو ڈوبنے والا جہاز کوئی اور تھا اور ہمارا جو جہاز ہے وہ بحفاظت آرہا ہے اور شام تک یا صبح تک کنارے لگ جائے گا۔ آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرما کر فرمایا الحمدللہ تو کسی نے عرض کی۔ حضرت آپ نے جہاز ڈوبنے کی خبر آئی تو فرمایا۔ الحمدللہ تو ہم نے سمجھا کہ آپ نے صبر کر لیا۔ پھر جہاز کی سلامتی کی خبر آئی تو آپ نے فرمایا۔ الحمدللہ تو یہ دونوں طرح الحمدللہ کا کیا مطلب ہے۔ دونوں باتوں میں آپ نے یا تو چاہیے تھا کہ ڈوبنے پر آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے۔ آپ نے فرمایا میں نے جہاز پر کچھ بھی نہیں پڑا۔ مجھے جب جہاز کے ڈوبنے کی خبر آئی۔ تو میں نے اپنے دل پر نگاہ کی کہ یہ اللہ کی طرف مصروف ہے یا جہاز کی جمع تفریق میں لگ گیا ہے۔ کیا نقصان ہوا؟ کیا نفع ہوا؟ تو میں نے دیکھا میرا دل یاد الٰہی میں **مستغرق** ہے۔ اُسے کوئی فرق نہیں پڑا تو میں نے کہا الحمدللہ۔ اور جب جہاز کے بچ جانے کی اطلاع آئی تو پھر میں

نے اپنے قلب پر غور کیا یہ اپنا کام کر رہا ہے یا جہاز کی خوشی میں اُسی طرف مصروف ہو گیا ہے۔ تو میں نے دیکھا میرا قلب میرے رب کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہوا ہے تو میں نے کہا الحمدللہ۔

دنیا میں دنیا کے کام کرنا' اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق کرنا ہی اسلام ہے۔ عبادت اسلام کی تیاری' تمہید اور توفیق کا کام دیتی ہے کہ عبادت کرنے والے کو عمل کی توفیق ارزاں ہو۔

حالات نے کروٹ لی۔ عالم اسلام جہاں بھی دیکھو کفار کے غیض وغضب کا نشانہ ہیں۔ ہم مسلمان دعائیں بھی کرتے ہیں اور دعائیں اثر پیدا نہیں کر رہیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ہمیں اس کے سبب کی طرف غور کرنا چاہئے۔ کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری زبانیں مسلمان ہیں ہمارے دلوں نے کفر کے ساتھ سمجھوتہ کیا ہوا ہے۔ ہم زبان سے کلمہ بھی پڑھتے ہیں' تلاوت بھی کرتے ہیں' تسبیحات بھی پڑھتے ہیں' درود بھی پڑھتے ہیں' لیکن دنیا میں نصف سو سے زیادہ اسلامی ریاستیں ہیں۔ کسی ریاست کا قانون اسلامی نہیں ہے۔ کوئی ریاست ایسی نہیں' جو سود نہ کھاتی ہو۔ جس نے سودی نظام بند کر دیا ہو۔ کوئی ریاست ایسی نہیں ہے' جہاں شرعی حدود لاگو ہوں۔ ہم نے عملی زندگی سے اسلام کو خارج کر دیا ہے۔ جبکہ اسلام نام ہی عمل کا ہے اور ہم نے عملی زندگی سے اسلام کو سیاست سے' عدالتوں سے' تعلیم وتعلم سے الگ کر دیا ہے۔ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ مسلمان قوم کے مدارس میں دین نہیں پڑھایا جاتا۔ بلکہ دین کے لئے الگ مدارس ہیں۔ اقوام عالم اپنی ذات' اپنی قوم' اپنے ملک' اپنے عقیدے' کو بنیادی اولیت دیتی ہیں اور اُس کے بعد بچے کو الف ب ج پڑھاتی ہیں جبکہ ہمارے ہاں سرے سے نظریے کو تعلیم سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ یہ تو اللہ کے کچھ بندے اللہ کی دی ہوئی توفیق سے قال

> مجھے جب جہاز کے ڈوبنے کی خبر آئی تو میں نے اپنے دل پر نگاہ کی کہ یہ اللہ کی طرف مصروف ہے یا جہاز کی جمع تفریق میں لگ گیا ہے۔ کیا نقصان ہوا؟ کیا نفع؟ تو میں نے دیکھا کہ میرا دل یاد الٰہی میں مستغرق ہے۔

اللہ وقال الرسول ﷺ پڑھا رہے ہیں الحمدللہ۔ اللہ نے دین کو قائم رکھنا ہے انہیں اس بات کا سبب بنا دیا۔ ورنہ ہمارا ملکی نظام تعلیم کسی کو کلمہ شہادت بھی نہیں بتاتا۔ ہمارے کردار کی یہ دورنگی جو ہے اس نے ہماری دعاؤں کو بے اثر کر دیا۔ اب آپ بھڑوں کے چھتے میں جا گھسیں گے تو بھڑیں تو کاٹیں گی۔ ہم نے عملی زندگی میں کفار کی پیروی اختیار کر لی تو جوتے پڑیں گے اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے سارے نظام ہائے زندگی کافروں کی غلامی میں ہوں' کافروں کے طریقے پر ہوں' اور شریعت کے خلاف ہوں اور ہم کافروں میں گھل مل جانا چاہتے ہوں۔ اپنے اسلام سمیت اور وہ ہم پر پھول برسائیں پھول تو نہیں برسیں گے۔ کہ یہ تو بھڑوں کا چھتہ ہے اُس میں جو سر دے گا اُسے بھڑیں ہی کاٹیں گی۔ اُس پر پھول نہیں برسیں گے۔ تو یہ جو کچھ آج عالم اسلام کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے کفر کو عملی زندگی میں داخل کر لیا ہے۔ روزمرہ کے معمولات سے لیکر فیصلے جو ہوتے ہیں وہ عموماً افراد پر نہیں ہوتے اقوام پہ ہوتے ہیں اور اقوام کا حال اگر مسلمان کو آپ ایک قوم کہیں تو بھی دیکھ لیں اگر مختلف ممالک کے حساب سے آپ مختلف قومیں بانٹیں' قبائل وشعوب بانٹیں' تو بھی دیکھ لیں کہ چھپن کے قریب اسلامی ریاستوں میں سرکاری جو نظام ہے حکومت بنانے کا' حکومت چلانے کا' عدل کا' معیشت کا' سیاست کا' سارا کافرانہ ہے۔ تو یہ وہ وقت ہے کہ ہم خود کافروں کی کھوہ میں یا اُس کے گھر میں گھسے ہوئے ہیں اور بھڑوں کے چھتے میں ہم نے ہاتھ ڈالا ہوا ہے یا سر ڈالا ہوا ہے اور بھڑیں ہمیں کاٹ رہی ہیں اور اس کا ایک علاج تو یہ ہے کہ ان سے بچا جائے اور ان کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن کیا سر وہاں سے نکالا نہ جائے؟ کیا یہ علاج نہیں ہے۔ یعنی یہ علاج تو ہے کہ وہ کاٹ رہی ہیں ہم بھی مقابلہ کریں۔ جہاد کریں۔ دعا کریں۔ مال' بدنی' جانی جو بھی مدد ہو سکے مجاہدین کی کریں۔ یہ تو درست ہے لیکن کیا یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ خلافتِ اسلامیہ افغانستان کی طرح ہم اپنا سر تو باہر کھینچ لیں۔

دنیا میں ہم نے ،ایک چھوٹی سی چند سالہ

ریاست خلافتِ اسلامیہ افغانستان ہے' جس نے خلافت زندہ کی' امیر المومنین بنایا اور جس نے اپنا آئین قرآن کو قرار دیا کہ جو کتاب اللہ اور سنت میں ہے' وہی ملک کا قانون ہے' وہی آئین ہے' وہی دستور ہے۔ ہم کتنے بدنصیب ہیں کہ آج کافر بھی کہتا ہے کہ اگر پاکستانی میرا ساتھ نہ دیتے تو میں یہ خلافت اسلامیہ تباہ نہیں کر سکتا تھا۔ یعنی امریکہ ہمارے اس کردار کا گواہ ہے۔ تو جب ہم اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتے ہیں تو وہ کیا فرماتا ہوگا؟ ہماری دعائیں کہاں جائیں؟ اُن میں کیا اثر ہوگا؟۔ اگرچہ قوم کا ایک ایک فرد اُن کے درد میں شریک تھا لاکھوں لوگ یہاں سے جا کر شہید ہوئے اور لاکھوں ہو نگے اور ہو رہے ہیں۔ لوگوں نے جان' مال سے مدد کی اور کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ لیکن بحیثیت قوم تو ہم نے اُن کی مخالفت کی۔ اور اُن کی تباہی کا سبب بنے۔ جو تباہی اُن کی نہیں ہے تباہی انشاء اللہ کفر کا مقدر ہے۔ اور میں اُس وقت بھی کہا کرتا تھا اور آج بھی میں اپنی اُس بات پہ قائم ہوں کہ افغانستان کی جنگ جہازوں اور بموں کی جنگ نہیں تھی۔ جب یہ جہاز ختم ہو جائیں گے زمین پر امریکی فوجیں اُتریں گی۔ جنگ تب شروع ہوگی اور جب سے انہوں نے زمین پہ قدم رکھا ہے تب سے جنگ شروع ہے اور اپنے پورے جوبن پر ہے اور لگی ہوئی ہے اور انشاء اللہ فتح تک چلتی رہے گی۔

عراق پر حملے کا سبب کچھ بھی ہو اُس کی بنیاد کافرانہ معیشت ہے میں نہیں سمجھتا کہ عراق صدر صدام حسین کوئی بڑا مولوی' عالم' یا بڑی دینی شخصیت ہے' ایک بات ہے کہ اُس نے اپنے ملک کو صفر سے حاصل کیا اور دنیا کے ممالک میں سب سے چوٹی پر لے آیا۔ دنیا کا واحد ملک ہے جس میں بجلی کا بل نہیں آتا۔ جس میں ملک کے اندر لوکل ٹیلی فون کا بل نہیں ہوتا۔ جس میں گریجوایشن تک تعلیم حکومت کی ذمہ داری ہے۔

چھپن کے قریب اسلامی ریاستوں میں سرکاری جو نظام ہے حکومت بنانے کا' حکومت چلانے کا' عدل کا' معیشت کا' سیاست کا' سارا کافرانہ ہے

جس میں علاج معالجہ مفت ہے اور جس میں بے روزگاروں کو گھروں تک راشن پہنچایا جاتا ہے۔ دنیا کا واحد ملک ہے کہ جس میں ہر مفلس یا بے روزگار کو مانگنا نہیں پڑتا بلکہ حکومت راشن اُن کے گھروں تک پہنچاتی ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ اس انتہائی جنگ کے حال میں بھی راشن کے قافلے مختلف شہروں کو جا رہے ہیں۔ پہنچ رہے ہیں' تقسیم ہو رہے ہیں۔ یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ پر بھروسہ اور اللہ کے نام پر جہاد انہوں نے ماٹو بنا لیا ہے۔ اور رات دن اُس میں مصروف ہیں اور اس یقین کے ساتھ مصروف ہیں کہ کافر کی غلامی نہیں کریں گے' شہید ہو جائیں گے' یا اپنا ملک قائم رکھیں گے۔

وہ کسی نے کہا تھا کہ اہل کوفہ کے دل تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے ساتھ ہیں لیکن اُن کی تلواریں یزید کے ساتھ ہیں ہمارا بھی عالم یہ ہے کہ ہمارے دل تو اُن کے ساتھ ہیں لیکن ہماری تلواریں امریکہ کے خلاف نیام سے باہر نہیں آسکتیں۔ اور ہم اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ ہماری پوری حکومت اور اپوزیشن نے تو چھ دن بحث کرنے کے بعد افسوس اور مذمت ان دو لفظوں پر چھ دن بحث ہوتی رہی اور چھٹے دن فیصلہ ہوا کہ ہمیں جنگ پر افسوس ہے ہم مذمت نہیں کر سکتے۔ تو یہ ہماری تلواروں کی تیزی اور چمک کا یہ عالم ہے لیکن جہاں تک اللہ کریم نے مجھے سمجھ دی ہے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ ایک بے نتیجہ جنگ ہے۔ ظالمانہ جنگ ہے۔ قتل و غارت گری ہے۔ لیکن اس میں امریکہ بھی اپنے مقصد میں انشاء اللہ کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ ایک بے نتیجہ جنگ لڑ رہا ہے۔ اور اس کا ردعمل اُسے بھی بھگتنا پڑے گا۔ اُس پر بھی معاشی اثرات مرتب ہوں گے۔ اور عین ممکن ہے کہ اُس کی ریاستیں بھی اب علیحدہ ہونے کا سوچنے لگیں چونکہ جب تک میز پر کھانا ہوتا ہے تو مل بیٹھ کر کھانے کی باتیں سب کرتے ہیں لیکن جب میزیں خالی ہو جاتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ جیب سے نکال کر بانٹو۔ تو پھر بانٹنے والے کم ہوتے ہیں امریکہ پر بھی اس ساری جنگ کا ایک اثر یہ بھی آئے گا کہ معاشی طور پر دیوالیہ ہو کر جب وہ دوسری ریاستوں کے سر پہ بوجھ بنے گا۔ کہ اب یہ سب بوجھ بانٹو تو شاید کسی کی رگ حمیت نہ بھڑکے لیکن وہ جو پیسے کا

لاچ ہے وہ اپنی جیب سے دینے کی بجائے اب امریکہ کی ریاستیں بھی الگ ہونے لگیں گی اور روس کی طرح امریکہ سپر پاور کا زعم بھی انشاء اللہ **ختم** ہو جائے گا۔ اس جنگ کا جو نتیجہ نکلے گا انشاء اللہ وہ یہی ہوگا کہ طاقت کا توازن پھر نئے سرے سے قائم ہوگا اور امریکہ جو روئے زمین کا ایک پولیس مین کا کردار ادا کر رہا ہے اس **کی** یہ تھانیداری اس سے انشاء اللہ چھن جائے گی۔ اور اس کے بعد انشاء اللہ پھر جنگ شروع ہوگی۔ یہ گرد بیٹھ جائے گی یہ اپنے نتائج دنیا کو دکھائے گی۔ اس کے بعد اسلام کے حق میں پھر ایک مومنٹ اٹھے گی اور پھر جنگ شروع ہوگی اور وہ بڑھتے بڑھتے غزوۃ الہند پر فتح ہوگی اُس میں بے شمار مسلمان بھی شہید ہوں گے' لیکن بہت زیادہ **نقصان** کفار کا ہوگا۔ بے شمار کفار قتل ہوں گے اور مغلوب ہوں گے اور پورا برصغیر اسلامی ریاست بنے گا اور اسلام روئے زمین پر پھیلے گا۔

میں پرسوں ایک بزرگ کا کالم پڑھ رہا تھا اُن کے خیال کے مطابق اس جنگ کے نتیجے میں ظہور مہدی کا وقت آ گیا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آ گیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں بے شمار کتابوں کے' احادیث کے' پیش گوئیوں کے' حوالے انہوں نے دیے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں غلطی لگ رہی ہے ابھی غزوۃ الہند باقی ہے احیائے اسلام غزوۃ الہند سے ہوگا اُس کے بعد جب وقت گزرنے کے بعد پھر وہ جب کی آئے گی تو پھر ظہور مہدی کا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وقت ہوگا۔ ابھی اس تاریکی میں' اس شب میں جو سورج طلوع ہوگا وہ غزوۃ الہند کا ہوگا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ امریکہ عراق جنگ یا خلیج کی جنگ جو ہے یہ اس کے ساتھ جڑے گی' یہ بے نتیجہ جنگ ختم ہو جائے گی۔ امریکی اپنے مفادات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ امریکیوں کو اس کا بہت بڑا دھچکا لگے گا اور امریکہ خود ٹوٹے گا اُس کے بعد جو نئے توازن بنیں گے۔ طاقت کے نئے دائرے بنیں گے' نئی نئی سوچیں آئیں گی' نئے ملک آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے' تو

> **عراق پر حملے کا سبب کچھ بھی ہو اُس کی بنیاد کافرانہ معیشت ہے میں نہیں سمجھتا کہ عراقی صدر صدام حسین کوئی بڑا مولوی' عالم' یا بڑی دینی شخصیت ہے۔**

اُس ہنگامے میں ایک تحریک وطن عزیز سے اٹھے گی جو احیائے اسلام کی ہوگی اور اُسے پھر کافر طاقتوں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اُس کے ساتھ بے شمار لوگ شامل ہوں گے اور وہ مقابلہ بڑھتے بڑھتے غزوۃ الہند پر فتح ہوگا۔ اور اُس وقت تک ہم ہوں گے' نہیں ہوں گے یہ تو اُس کے دستِ قدرت میں ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج بھی جو شخص خلوص نیت سے یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ اے اللہ میں اُسی کے لئے کام کر رہا ہوں اللہ اتنا کریم ہے کہ اُس کو بھی اس میں شامل رکھے گا۔

اہل اللہ کے مشاہدات اور مکاشفات کے بارے میں ایک کتاب التعرف فی مقامات اہل تصوف لائبریری میں تھی۔ معروف کتاب ہے۔ اُس میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ایک خاتون کا انتقال ہو گیا کوئی شخص کفن چور تھا اور اُس کی عادت تھی کہ وہ پہلی صف میں کھڑا ہو کر جنازہ اس لئے پڑھتا کہ میت کا کفن دیکھ لیتا کہ اگر کوئی قیمتی کپڑے کا ہے یا اچھا ہے نیا ہے تو اُس کے لئے تکلف کیا جائے۔ اگر ویسے ہی بے کار سا ہے تو اُس کے لئے قبر نہ کھودی جائے تو وہ بھی جنازے میں شامل تھا تو رات کو اُس نے اُن کی قبر میں سوراخ لگایا۔ قدرت باری ہے اُس کا تو خیال تھا کہ وہ کفن چور سوراخ لگاتے تھے اُس میں گھس کر میت سے کفن کھینچ لیتے تھے۔ تو اُس نے جب سر آگے ڈالا تو اُس پر برزخ منکشف ہو گیا۔ بجائے میت نظر آنے کے اُس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی کھلی جگہ ہے اور ایک سبزہ زار ہے اور اُس میں ایک بارہ دری سی بنی ہوئی ہے۔ اور ارد گرد بڑے پھول ہیں اور پیچھے کوئی بڑا محل ہے۔ اور خادم نوکر چاکر ہیں اُس بارہ دری میں کوئی خاتون بیٹھی تلاوت کر رہی ہے۔ تو وہ کفن چور تھا ان کے دل مضبوط ہوتے ہیں۔ تو اُس نے کہا کہ جا کر دیکھیں تو سہی۔ کہ میں کہاں گھسا؟ تو جب گیا تو دیکھتا ہے کہ وہی خاتون ہے' جس کا جنازہ پڑھا تو انہوں نے قرآن حکیم سے نظر اٹھا کر اُسے دیکھا تو اُسے کہا۔ کہ ارے بے وقوف تو کہاں پھر رہا ہے؟ میرے ساتھ تو اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ تو

جنتی ہے۔ تجھے اُس نے بخش دیا ہے اور تُو کفن چُراتا پھرتا ہے۔ اُس نے کہا جی یہ نئی بات آپ کر رہی ہیں۔ مجھے اللہ نے کیسے بخش دیا؟ میں تو بے عمل آدمی ہوں۔ میں نے کوئی وضو بھی نہیں کیا تھا میں نے جنازہ پڑھا تھا میں تو ویسے ہی کفن چوری کے لئے وہاں گیا تھا انہوں نے فرمایا جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوئی تو اُس نے مجھے فرمایا کہ بی بی میں نے نہ صرف تجھے بخشا بلکہ جتنے لوگ تیرے جنازے میں شامل ہوئے۔ میں نے انہیں بھی بخش دیا۔ اور تو میرے جنازے میں کھڑا تھا۔ اللہ نے تو تجھے بخش دیا۔ ویسے کھڑا ہو گیا تھا میں۔ میرا تو وضو بھی نہیں تھا اور میں نے نماز بھی نہیں پڑھی، میں تو کھڑا ہو گیا تھا کہ کفن.....، انہوں نے فرمایا اللہ نے یہ شرط نہیں لگائی کہ کوئی ویسے کھڑا ہے۔ اللہ نے تو مجھے سیدھی سی بات کہی ہے کہ جتنے لوگ جنازے میں تھے میں نے بخش دیئے تو ان لوگوں میں موجود تھا، بات ختم ہو گئی۔ اور اُس کا مشاہدہ بند ہو گیا اُس نے دیکھا کہ وہی سامنے میت پڑی ہے۔ کفن ہے اور کفن پر ہاتھ ہے تو وہ روتا ہوا باہر آ گیا اور پھر معروف ولی اللہ ہوا زندگی بدل گئی۔

تو ایسا قادر ہے کہ ضروری نہیں اُنہی کو بخشے جو جہاد میں شریک ہوں گے۔ جو آج سے اس نیت سے کام شروع کر دیں گے وہ بھی انہی میں شامل ہیں۔ میں ہر ذکر کے ساتھ صبح شام یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اے اللہ ہمیں اُس میں شامل ہونے کی اُس میں حصہ ڈالنے کی توفیق عطا کر اور اسلام کی فتح دیکھنے کی سعادت نصیب فرما۔ قبر پر کسی نے جا کر بتایا تو وہ کیفیت اور ہوگی۔ یہاں دیکھنے کا مزا کچھ اور ہے لیکن دعا دعا ہوتی ہے۔ آرزو ہوتی ہے، تمنا ہوتی ہے، ہوگا کیا یہ اُس کے دستِ قدرت میں ہے اور اُس کے علم میں ہے۔ ایک بات یقینی ہے کہ جو خلوص نیت سے اپنے آپ کو اُس فوج کا رکن سمجھے اُسے اللہ محروم نہیں کرے گا۔

اہل کوفہ کے دل تو حسین کے ساتھ ہیں لیکن اُن کی تلواریں یزید کے ساتھ ہیں ہمارا بھی عالم یہ ہے کہ ہمارے دل تو مظلوم مسلمانوں کے کے ساتھ ہیں لیکن ہماری تلواریں امریکہ کے خلاف نیام سے باہر نہیں آسکتیں۔

حضرتؒ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ نہ صرف غزوۃ الہند بلکہ ظہور مہدی کے وقت بھی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت بھی حضرتؒ نے فرمایا تھا کہ یہ نقشبندی اویسی موجود ہوں گے اور اُن کے ساتھ شریک جہاد ہونگے۔ تو غزوہ الہند تو درمیان کی ایک منزل ہے احیائے اسلام اس سے ہوگا پھر اُس کے بعد وقت آئے گا۔ کہ جب پھر روبہ زوال ہوگا۔ بے عملی بڑھے گی، تو پھر ظہور مہدی ہوگا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا چونکہ ابھی تک وہ نشانیاں، وہ چیزیں، جو بہت سی حدیث شریف میں مذکور ہیں۔ اُن کا ظہور بھی نہیں ہوا اور پھر غزوۃ الہند ایک احیائے اسلام کی درمیانی منزل ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سولہ سو سال بعد یا کب ہوتا ہوتا ہے؟ تو پھر ظہور مہدی کے لئے کتنا وقفہ چاہیے ہوگا یہ اُس کا اپنا نظام ہے، وہ خود جانتا ہے نہ میرے علم میں ہے نہ آپ کے علم میں ہے ایک بات طے ہے انشاء اللہ العزیز کہ یہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے مجاہد غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے فاتح ہوں گے۔ اسلامی انقلاب کا سبب بنیں گے۔

اہل سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ نعمتیں حیلوں، حوالوں، طاقتوں سے نہیں چھینی جا سکتیں۔ یہ وہ خود دیتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے خلوص سے محنت کریں۔ ذکر کی پابندی کریں۔ عبادت کی باقاعدگی اور پابندی کریں۔ ذکر پہ محنت کریں اور اسے وسعت دینے میں اس کو بڑھانے میں لوگوں کو اس سے آشنا کرنے میں اپنی پوری قوت صرف کریں اور اسی خلوص سے کریں کہ گویا آپ غزوۃ الہند کی فوج بھرتی کر رہے ہیں۔ کوئی مقصد نہیں ہے نہ الاخوان کا اور نہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا، کسی ایک بندے کو خدا بنانا، بلکہ بندوں کو نقلی خداؤں سے چھڑانا مقصد ہے۔ بندوں کو اللہ سے آشنا کرنا مقصد ہے اور میں تمام مجازین کو بھی یہ گزارش کروں گا اور تمام ذمہ دار جو الاخوان کے ہیں امراضلعی ہیں یا جو صوبائی ہیں یہ آپ لوگ اس بات پہ کیوں رہتے ہیں کہ میں آؤں گا اور میں بات کروں گا۔ کیا آپ لوگوں نے مجھے کوئی مافوق الفطرت سمجھا ہوا ہے۔ اگر میں نہیں ہوں گا تو یہ کام نہیں چلے گا ایسی بات

نہیں ہے۔ جو بھی خلوص نیت سے بات کرنے کا' کام کرنے کا ارادہ کرلے گا وہ دیکھے گا کہ میری باتیں اُس کی زبان پر آجائیں گی۔ جو باتیں وہ مجھ سے کہلوانا چاہتا ہے وہ باتیں اللہ اُس کی زبان سے کہلوادے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی پورے خلوص کے ساتھ اُٹھ کر کھڑا تو ہو۔ لہذا میری تمام ذمہ داران سے گزارش ہے کہ آپ کام کریں اور کر کے دیکھیں کتنا ہوتا ہے۔ اہل اللہ میں اللہ کریم نے عجیب قسم کی استعداد رکھی ہوئی ہے۔ اور صوفیا میں ایک درجہ ہوتا ہے کثرت امثال وجود ذاتی کہیں بھی ہو وجود مثالی بے شمار جگہوں پہ موجود ہوتے ہیں اور خارج میں اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ وجود نہیں ہوتے دراصل اُن کی توجہ القا انوارات قلب ہوتے ہیں۔ اور اُس آئینے میں جس طرح صورت نظر آتی ہے اِس طرح محسوس ہوتا ہے کہ شیخ پاس ہے حالانکہ انوارات آرہے ہوتے ہیں اور اسے تصوف کی اصطلاح میں تعدد امثال یا کثرت امثال کہا جاتا ہے۔ اللہ کریم جب کسی کو یہ قوت دیتا ہے تو اُس کا ہر جگہ جانا ضروری نہیں ہوتا۔ وہ وہیں سے بیٹھ کر ہر جگہ کام کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ کرنے والے موجود ہوں۔ کوئی ایسا دل ہو جو وہ توجہ حاصل کر سکے۔ کوئی ایسا ارادہ ہو جو وہ برکات حاصل کر سکے۔ کوئی ایسا شخص ہو' کوئی ایسی ذات ہو' جو اُن برکات کو سمیٹ سکے تو وہ ایک مرکز سے رہ کر روئے زمین پر کام ہو سکتا ہے۔ اور ہو رہا ہے الحمد للہ اس لئے آپ پورے عزم پورے حوصلے اور پوری ہمت کے ساتھ اپنے کام میں لگ جائیں۔

یاد رکھیں! اگر اللہ اللہ نہ رہی تو کچھ باقی نہیں بچے گا۔ اللہ اللہ کو قائم رکھنے کے لئے فرائض کی ادائیگی فرض ہے اور نوافل کا درجہ نوافل کا ہے۔ حلال کھانا شرط ہے۔ اِلّا یہ کہ آپ کے اختیار سے باہر ہو جائے جہاں تک آپ کا اختیار ہے۔ کوشش کریں ضروری نہیں ہے۔ کہ مُرغا اور اچھا ہی کھایا جائے۔ سوکھا روکھا' سوکھا

وہی خاتون ہے جس کا جنازہ پڑھا تو انھوں نے قرآن حکیم سے نظر اُٹھا کر دیکھا تو اُسے کہا' کہ ارے بے وقوف تو کہاں پھر رہا ہے؟ میرے ساتھ تو اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ تو جنتی ہے۔ تجھے اُس نے بخش دیا ہے اور تو کفن چراتا پھرتا ہے۔

کھالیں جو حلال ہو اُس کی قوت اُس مرغن سے زیادہ ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو صاف ستھرا سچا صحیح کھرا رکھیں۔ اور اللہ کے لئے محنت کریں مت دیکھیں ایک دوسرے کی طرف کہ وہ کرے گا۔ تو میں بھی کروں گا وہ کرے گا تو یہ ہوگا جو لوگ اس طرح دیکھتے ہیں کہ وہ کرے گا۔ اُن میں کوئی بھی نہیں کرتا کام کرنے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں میں اپنے حصے کا کروں۔ دوسرے کی دیکھی جائے گی۔ اللہ اُسے بھی توفیق دے میں تو اپنے حصے کا کر گزروں۔

اس کی مثال اورنگ زیب عالمگیرؒ نے دی تھی جب انہیں کہا گیا کہ آپ فرداً فرداً ہر ایک سے اس طرح باز پرس کرتے ہیں۔ یہ ذمہ دار ہیں اِن پر اعتماد نہیں کرتے فرمایا اچھا' وزیر سے کہا! کہ میں تجھے تجربہ کراتا ہوں تم اعلان کردو تمام اہل دربار کو اور امراء کو صرف کہو کہ یہ جو شاہی حوض ہے۔ اس میں سے پانی نکال دیا گیا ہے۔ یہ جو صحن میں ہے اور صبح اس میں دودھ ہونا چاہئے اور ہر وزیر' ہر امیر' ہر جرنیل ایک ایک گلاس دودھ اس میں رات کو ڈالے گا۔ وہ صبح دیکھا تو حوض خالی تھا۔ ہر ایک اس بات پر رہا کہ میرا ایک گلاس نہ ڈالنے سے کیا ہوگا؟ باقیوں نے ڈال دیا ہوگا۔ بھر گیا ہوگا اور سارے اسی پر سوئے رہے کہ آدھی رات کو اٹھ کر کون جائے۔ نہ وزیر صاحبان اٹھے' نہ جرنیل صاحبان اٹھے' اور ہر ایک اس پر رہا کہ میرے ایک گلاس کے نہ ڈالنے سے کیا ہوگا؟ تو صبح حوض خالی تھا تو بادشاہ نے اُسے کہا کہ دیکھ لو جب لوگوں پر چھوڑ دیا گیا تو کیا ہوا؟

تو ہم بھی جب بات کو اس پہ چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ کرے گا۔ وہ کرے گا۔ تو بات نہیں ہوتی' کوئی بھی نہیں کرتا' لہذا کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک بارگاہ رسالت ﷺ کا خادم ہے ہم میں سے ہر ایک مرضیات باری کا طالب ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اللہ کی فوج کا سپاہی ہے۔ ہر ایک کو اپنی ڈیوٹی کرنی ہے۔ جتنی اُس سے ہو سکتی ہے۔ آگے اُس کی دی ہوئی توفیق ہوتی ہے۔ ایک نئے عزم کے ساتھ ایک نئی ہمت کے ساتھ' اس کے لئے جب کام ہونے کا وقت آتا ہے تو رکاوٹیں

بھی بڑھتی ہیں۔ یہ جو رکاوٹیں آتی ہیں۔ یہ عارضی اور وقتی ہوتی ہیں۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہوتی ہیں کہ کوئی بہت بڑی کامیابی قریب ہے جس کے لئے شیطان اپنے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ کہ کامیابی سے روکا جائے اس لئے ایسے حادثات سے بددل ہونے کی بجائے اُس خوش خبری پہ نگاہ رکھنی چاہئے۔ اور وہ انعام اور وہ نتیجہ حاصل کرنا چاہئے۔ جس سے روکنے کے لئے یہ ساری بدمعاشیاں شیطان پھیلاتا ہے اور یہ زندگی کا ایک حصہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ پر اُن کے سکھائے ہوئے لوگوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ اور کتابوں میں چھپے' اُسی زمانے کی دنیا میں پھیلے وہی لوگ تھے جو اُن سے اللہ اللہ سیکھ کر گئے تھے۔ لیکن اُن کفر کے فتووں نے کیا بگاڑا؟ وہی مجدد الف ثانی تھا جس نے اکبری سجدوں سے اہل ہند کو نجات دلوائی اور جہانگیر کو سجدے سے تائب کروایا اور لوگوں کی انسان کے سامنے' بادشاہ کے سامنے سجدہ کرنے سے جان چھوٹ گئی۔ لیکن وہ جو فتوے تھے اُن کا مقصد یہ تھا کہ انہیں اس عظیم کام سے روکا جائے۔ نہیں' روک سکا جو ہونا تھا وہ ہوا جو سعادت اُن کے حصے میں تھی انہیں نصیب ہوئی جو عظمت من جانب اللہ انہیں عطا ہوئی تھی وہ ہوئی۔ شیطان نہیں روک سکا۔

كَانَ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ ضَعِيْفًا ۝ اس کے سارے مکر بے جان' ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں یہاں فقط اعتماد علی اللہ کی' اپنے عزم کی اور اپنی ہمت کی ضرورت ہوتی ہے کہ بندہ اُس کے سامنے ہتھیار نہ ڈال دے۔ بندے کو کمزور نہیں ہونا چاہئے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ۝ میرے بندوں پر تیری کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوگی جب معیتِ باری حاصل ہے تو اس میں ڈر کی' اندیشے کی' فکر کی' کیا بات ہے؟ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ آنا' جانا' مل بیٹھنا' اسے ایک رسم مت جانو۔ یہ بہت قیمتی ہے یہ لمحات بڑے قیمتی ہیں۔ اللہ کریم نے ایسے اسباب بنا دیئے ہیں کہ اس دارالعرفان سے' اسی مسجد سے' روئے زمین پہ صبح وشام ذکر ہوتا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں لوگ اسی سے بیٹھ کر ذکر کرتے ہیں۔ آپ کی یہ تقریریں سنتے ہیں۔ آپ کے یہ سارے بیان جاتے ہیں۔ اور غزوۃ الہند کی ایک بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کام کریں اور شیطان چھوڑ دے وہ تو نہیں چھوڑے گا۔ آپ اُس کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں' دفع کریں۔ جو وہ کرتا ہے اللہ اُس سے نبٹ لے گا اگر کسی کے گھر جائیں اور اُس کا کُتا بھونکنے' کاٹنے' کو دوڑے۔ تو کیا آپ کُتے سے اُلجھیں گے؟ یا مالک کو بلائیں گے میرا خیال ہے۔ آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ مالک سے کہا جائے۔ اُس کی جھڑک پہ وہ رُک جاتا ہے اور کُتے سے اُلجھ کر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کپڑے پھاڑ دے گا ہاتھ پاؤں کاٹ کھائے گا۔ یہ اللہ کریم کا کتا ہے اور اُسی سے بات کیا کرو اللہ اِس اپنے کُتے سے ہمیں بچائے اور اُس نے ذمہ لیا ہے کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ۝ میرے بندوں کو تو نہیں کاٹ سکے گا۔ تیری تدبیر اُن پر کارگر نہیں ہوگی۔ لہٰذا کسی گھبراہٹ کی' کسی پریشانی کی' کوئی بات نہیں ہے۔ من جانب اللہ چیزیں آتی ہیں۔ ہم کمزور لوگ ہیں۔ میں دعا کیا کرتا ہوں کہ اللہ ہم امتحانوں کے لائق نہیں ہیں۔ خواہ مخواہ فیل ہوں گے۔ ہمارے امتحان نہ لے۔ ہمارا بھرم رہنے دے۔ ہم میں اتنی قوت نہیں ہے کہ جو تیرے بندوں میں ہونی چاہئے۔ ہم کمزور ہیں لیکن یہ سارے پر اسی ایک عمل کا حصہ ہیں اور یہ کسی کامیابی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ کوئی نعمت عظمیٰ ملنے والی ہے۔ جس سے روکنے کے لئے شیطان ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ تو چیزوں کے تاریک پہلو کی طرف دیکھنے کی بجائے اُن کے روشن پہلو کی طرف دیکھنا زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ اللہ کریم آپ سب کو ہمت دے۔ توفیق عمل دے۔ میں یہ دعا بھی کرتا ہوں اور میں یہ امید بھی رکھتا ہوں میری آرزو بھی ہے کہ اگلے اجتماع پر نظر آئے کہ ساتھیوں نے اجتماع سے واپس جا کر کام کیا تھا۔ اس لئے اگلے مہینے کا اجتماع جو ہے وہ نتائج لائے کیا ایک بندہ ایک بندے کو بھی مطمئن نہیں کر سکتا۔ کیا ایک بندہ ایک بندے کو بھی ساتھ نہیں لا سکتا۔ آپ کسی سے بات کر کے تو دیکھیں اب تو لوگوں کے دل منتظر ہیں کہ کوئی انہیں دعوت تو دے۔ یہ وقت کی بات ہوتی ہے۔ وقت ایسا آ گیا ہے قدرت کی طرف سے اس انقلاب کی تیاری کا وقت آ گیا ہے۔ آپ کسی سے بات کر کے دیکھیں وہ آپ کے ساتھ چل پڑے گا۔

☆☆☆☆☆☆

ہوزری شٹل لیس لومز کیلئے بہترین اور معیاری دھاگہ

اسلم برانڈ یارن

ASLAM BRAND YARN

16/PC
22/PC
24/PC
26/PC
30/PC

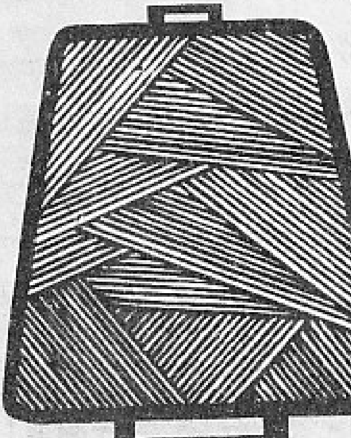

اسلم ٹیکسٹائل ملز

ہیڈ آفس
پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

امت مسلمہ کی غفلت

یہ الگ بات ہے کہ ہمارے گناہ' ہماری بے راہ روی' اور ہماری دین سے دوری ہمارے لئے تازیانۂ عبرت بن گئی ہم پر عذاب کی شکل میں ان خنزیر کھانے والوں کو اور شراب پینے والوں کو مسلط کر دیا گیا۔ کیا ہی اچھا ہو' کہ ہمیں اب بھی یہ احساس ہو جائے۔ کہ ہم اللہ کا دروازہ چھوڑ کر غلطی کر رہے ہیں۔ مسلمان من حیث القوم اب بھی واپس آجائیں تو اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 11-4-03

اللہ کریم کا اپنا ایک نظام ہے۔ دنیا میں تاریخ گواہ ہے کہ بہت بڑی بڑی طاقتیں منصۂ شہود پہ آئیں اور پھر ایسے مٹ گئیں کہ ان کا تذکرہ محض کتابوں میں اور قصے کہانیوں میں رہ گیا۔ نظام کائنات ایسا ہے کہ ہر چیز اپنے منطقی انجام کی طرف چلتی رہتی ہے اور دنیا کا منطقی انجام فنا ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی کو معیت باری حاصل ہو۔ معیت باری ایسا انعام ہے کہ جس میں فنا نہیں ہے۔ جو بھی اللہ جل شانہٗ سے غافل ہوا۔ اُسے نہ صرف فنا ہونا ہے۔ بلکہ آخرت کے دردناک عذابوں سے سامنا کرنا پڑے گا۔ جو کبھی ختم نہ ہونگیں۔ بغداد کی ایک اپنی تاریخ ہے۔ بہت قدیم شہر ہے اور دہلی کی طرح کئی بار اُجڑا اور کئی بار آباد ہوا لیکن اب کے جو تباہی بغداد پر آئی ہے۔ اُس میں زیادہ حصہ ہماری بداعمالیوں کا ہے۔ بحیثیت قوم' مسلمان قوم کا تعلق اللہ سے کم اور غیر اللہ سے زیادہ ہے۔ جہاں تک امریکی قبضے کا تعلق ہے تو امریکہ کا مقصد صرف اللہ سے کم اور غیر اللہ سے زیادہ ہے۔ جہاں تک امریکی قبضے کا تعلق ہے تو امریکہ کا مقصد صرف بغداد پر قبضہ کرنے سے پورا نہیں ہوتا۔ امریکہ کی اپنی ضرورتیں ہیں۔ اسکی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ عراق جو دنیا میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ تیل والا ملک ہے۔ سعودی عرب کے بعد اس کے تیل پہ قبضہ کرنا اور وہ تیل حاصل کرنا ہے۔ اس لڑائی کی بنیاد نہ کوئی تباہی کے ہتھیار تھے اور نہ کوئی دوسری وجہ۔ اصل وجہ معاش تھی کہ امریکہ کا سکہ جسے وہ ڈالر کہتے ہیں وہ آئل کرنسی تھا یعنی دنیا پوری کو تیل ڈالر کے عوض ملتا تھا۔ جس میں امریکہ کی مناپلی تھی۔ اور امریکہ کو اس بات کی ضرورت بھی نہیں تھی کہ وہ اتنا سونا اپنے ریزرو میں لکھائے جتنا وہ ڈالر چھاپتا ہے چونکہ دنیا کے ہر ملک کو تیل خریدنے کے لئے ڈالر کی ضرورت تھی تو امریکہ کروڑوں ڈالر صرف چھاپ دیتا بغیر سرمائے کے اور وہ اسی قیمت پہ چلتے رہتے تھے۔ پھر ایک تبدیلی آئی کہ یورپ کے ممالک نے متحد ہو کر ایک نیا سکہ ایجاد کیا جسکا نام انہوں نے یورو رکھا۔ وہ جتنے ممالک اس میں سوائے برطانیہ کے شامل ہوئے اُن سب ممالک کا وہی ایک سکہ ہے۔ یورو کی قیمت شروع میں ڈالر سے بہت کم تھی۔ عراق پہلا ملک تھا جس نے اپنا تیل یورو بیچنا شروع کیا اور ڈالر سے تعلق توڑ لیا عراق نے بہت نقصان بھی اٹھایا۔ چونکہ اگر دس یا بیس ڈالر ملتے تھے ایک بیرل کے تو دس یا بیس یورو ملنے لگے اور ان کی قیمت کم تھی۔ لیکن جب یورو آئل کرنسی بنا یعنی اس کے بدلے تیل ملنے لگا تو یورو کی قیمت بڑھنے لگی اور اب یورو کی قیمت ڈالر سے زیادہ ہے۔ لہذا عراق کو بہت فائدہ بھی ہوا۔ جب یورو کی قیمت ڈالر سے بڑھ گئی اب عراق کے بعد شام نے' ایران نے ان ملکوں نے بھی سوچنا شروع کر دیا۔ جن ملکوں کو امریکہ دھمکیاں دے رہا ہے اور ان کا جرم بھی یہ ہے کہ وہ بھی یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم بھی اپنا تیل یورو پر بیچیں۔ اگر یورپین سکہ آئل کرنسی بن جاتا ہے یعنی اس کے بدلے تیل ملتا ہے۔ تو پھر ڈالر کی حیثیت ختم ہو جائے گی اور پھر بغیر ریزرو سونے کے یعنی اتنے ہی ڈالر صرف بغداد پر قبضے سے نہیں ہوگا۔ اس کام کو کرنے کیلئے امریکہ کو ایک اپنی پسند کی حکومت وہاں چاہئے جو اس کے کہنے پر تیل نکالے۔ اس کے کہنے پر تیل بیچے اور ڈالر کو

زندہ رکھے۔ لیکن ایسا ممکن نظر نہیں آتا۔ وسط ایشیائی تیل کو حاصل کرنے کیلئے امریکہ نے افغانستان کو تباہ تو کر دیا اور کرزئی حکومت بھی بنا دی لیکن امریکہ ابھی تک وسط ایشیا سے تیل حاصل کرنے کی بجائے لاشیں وصول کر رہا ہے ایک ایسی جنگ چھڑ چکی ہے افغانستان میں جسکا کوئی سرا نظر نہیں آتا اور نہ جانے کب تک چلے گی۔ اور وہ انشاء اللہ تب تک چلے گی جب تک امریکہ پسپا نہیں ہو جاتا وہی عالم عراق کا بھی ہوا۔

ہمارے پاکستانی دانشور تو اس بات پہ کافی خفا ہیں۔ کہ اخبار عراق کی حمایت میں خبریں چھاپتے رہے اور عراق نے بغیر مزاحمت کے بغداد دے دیا۔ ایسی بات نہیں ہے عراق نے بڑی مزاحمت کی۔ بغداد کے جن حصوں پہ امریکی اور برطانوی فوجوں نے قبضہ کیا۔ ان سے واپس لئے۔ انہیں مار بھگایا لیکن افغانستان کی طرح امریکہ کی بے پناہ اور بے تحاشا ظالمانہ بمباری کا جواب عراق کے پاس نہیں تھا۔ لہذا انہوں نے بھی طالبان کی طرح اپنی فوج نکال لی۔ شہر خالی کر دیئے لیکن جو فوج جس طرح طالبان کی فوج نکل تو گئی تھی مگر لڑ ابھی تک رہی ہے۔ اور انشاء اللہ امریکہ کے قبضے کے خاتمے تک لڑے گی۔ اسی طرح عراقی افواج بھی لڑتی رہیں گی۔ انشاء اللہ اور زمینی جنگ ایک دوسرے انداز سے شروع ہو گئی ہے۔

بے شک امریکہ کو وہاں بھی کوئی اور کرزئی مل جائے گا اور برائے نام حکومت بنانے میں کامیاب ہو سکتا ہے لیکن اس حکومت کو چلانا 'امن' قائم کرنا' تیل کے ذخائر سے تیل حاصل کرنا' یہ ایک بڑا لمبا کام ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز یہ امریکہ کے لئے ممکن نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ شاید اتنا جانی نقصان امریکہ برطانیہ کو نہ اٹھانا پڑا ہو۔ جس میں لڑے کم ہیں اور شہروں پر سول آبادیوں پر اور بے گناہ مظلوم شہریوں پر بے پناہ بمباری کی ہے۔ اب کام بمباری سے نہیں چلے گا۔ جس طرح افغانستان میں ہے اب لڑنا

جدید تکنیک اور ماڈرن ٹیکنالوجی کو جاننا چاہئے۔ رکھنا چاہئے' اسے بنانا چاہئے' ہونا چاہئے' لیکن یہ سوچنا کہ سب کچھ ھی ماڈرن ٹیکنالوجی ھے۔ یہ درست نہیں ھے۔

پڑے گا۔ زمین پر قبضہ بحال رکھنے کیلئے یا جو برائے نام حکومت کھڑی کریں گے اسکو زندہ رکھنے کیلئے اور یہ ایک طویل اور تھکا دینے والی جنگ ہوگی۔ جس طرح دنیا کا قاعدہ ہے ہر چیز اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھتی رہتی ہے۔ اسی طرح امریکہ بھی انشاء اللہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے گا۔ روس نے بغیر مزاحمت کے افغانستان پر قبضہ کر لیا تھا اور آٹھ دس برس مختلف حکومتیں بنائیں۔ مختلف حکمران چنے' پوری روسی فوج کوشش کرتی رہی لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ خود روس تباہ ہو گیا۔ دنیا میں دو سپر پاور کا شور تھا کہ روس اور امریکہ دو سپر پاور ہیں۔ امریکہ اکیلا سپر پاور بن گیا اور اُس طاقت کے نشے نے اُسے چکرا دیا۔ اس کے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ سپر پاور اللہ ہے۔ جو اس کائنات کا خالق ہے۔ جسکی سلطنت ہمیشہ کیلئے ہے۔ جسکی حکومت ہمیشہ کیلئے ہے۔ جسکو زوال نہیں' اللہ کے علاوہ کوئی طاقت سپر پاور نہیں ہے۔ اسکی حیثیت اللہ کی بارگاہ میں بہت معمولی ہے' نہ ہونے کے برابر ہے یہ الگ بات کہ ہمارے گناہ' ہماری بے راہ روی' اور ہماری دین سے دوری ہمارے لئے تازیانہ عبرت بن گئی ہم پر عذاب کی شکل میں ان خنزیر کھانے والوں کو شراب پینے والوں کو مسلط کر دیا گیا کیا ہی اچھا ہو۔ کہ ہمیں اب بھی یہ احساس ہو جائے کہ ہم اللہ کا دروازہ چھوڑ کر غلطی کر رہے ہیں۔ مسلمان من حیث القوم اب بھی واپس آ جائیں تو اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ ہمارے دانشوروں نے بڑے بیانات دعوے کہ عراق جنگ سے ثابت ہو گیا ہے کہ ماڈرن ٹیکنالوجی ہی لڑائی میں غلبے کا اصل سبب ہے۔ یہ درست ہے کہ ٹیکنالوجی ایک بہت بڑا فیکٹر (Factor) ہے۔ ایک بہت بڑا اثر ہے اور جدید سے جدید جو ٹکنیک ہے اُسے سیکھنا اُسے حاصل کرنا چاہئے۔ اسکی اپنی ایک اہمیت ہے اور اسکا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے کے جہاد میں بہترین جنگی ٹکنیکس استعمال فرمائیں۔ لیکن یہ کہنا کہ جدید تکنیک ہی سب کچھ ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ بہت ہی جدید تکنیک روس کے پاس تھی۔ بے شمار ایٹم بم روس کے پاس تھے اور اب روس کے پاس

ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ اسکی ٹیکنالوجی چھن گئی ہے۔ یا اس کے بم کسی نے چھین لئے ہیں۔ اسکے پاس اب بھی اسکے ایٹمی ذخائر موجود ہیں۔ اور اس کی ٹیکنالوجی اب بھی اس کے پاس ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود روس کو ٹکڑے ٹکڑے ہونا پڑا۔ اس طرح اب امریکہ بہادر کی باری ہے اور انشاء اللہ یہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگا اور ضرور ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے ٹوٹنے کا وقت اللہ کے نزدیک کب ہے؟ ہماری تمنا ہماری دعائیں ٗ ہماری خواہش ٗ تو یہ ہے کہ یہ بہت جلدی ٹوٹے اور یہیں ٹوٹ جائے اور لیکن کون جانتا ہے کہ ابھی اس نے اور کتنے ظلم کرنے ہیں اور کتنے بدنصیبوں کو ابھی عذاب الٰہی بن کر تباہ کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے عراق کے بعد کسی دوسرے مسلم ممالک پر ٹوٹ پڑے۔ ہوسکتا ہے کسی تیسرے پر بھی ٹوٹ پڑے۔ لیکن یہ سارا سفر جو یہ طے کر رہا ہے یہ امریکہ کی تباہی پر منتج ہوگا۔ اور اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں یورپین اقوام کی دیکھا دیکھی برتھ ڈے پیدائش کا دن منانے کا رواج ہوگیا۔ یہ کسی کو سمجھ نہیں آتی کہ جب پیدائش کا دن مناتے ہیں۔ خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں۔ تو موت ایک سال اور تک قریب آچکی ہوتی ہے اور زندگی کا ایک سال اور ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ بندہ یہ محاسبہ کرے کہ **عمر** کا ایک سال میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس میں میں نے کیا کھویا؟ کیا پایا؟ موت ایک سال اور قریب آگئی۔ اُس کے لئے میں نے کیا تیاری کی؟ اس سارے کو بھول کر ہم یورپ کی تقلید میں برتھ ڈے کے کیک کاٹتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور اب تو مرنے والوں کا بھی مرنے کے بعد برتھ ڈے منایا جاتا ہے۔ یعنی بندہ اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکا برزخ میں چلا گیا۔ اب آگے اللہ جانے اور وہ جانے۔ ہم تو شاید کسی کے ساتھ ہمارا تعلق اچھا ہے تو اس کے بارے حسن ظن رکھتے ہونگیں۔ کسی کو ہم اچھا نہیں سمجھتے تو اُس بارے ہمارا گمان خراب بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن ہمارے گمان اور ہمارے خیال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہوتا وہ ہے جو اللہ کے پاس ہے۔ اللہ کے ساتھ اسکا کیسا معاملہ تھا؟ جب وہ وہاں پہنچتا ہے تو اُسے وہ چیزیں پیش آتی ہیں۔ جو تعلق اس نے دنیا میں رہ کر اللہ سے بنایا تھا۔ اگر اللہ سے دوری کا شکار ہوا تو وہاں عذاب الٰہی کا شکار ہوتا ہے۔ اور اگر زندگی میں اللہ کا ساتھ پایا۔ معیت باری پائی ٗ تو وہاں اللہ کی طرف سے وصل سے سیراب ہوتا ہے۔ انعامات الٰہی کا سزاوار ہوتا ہے۔ تو یہ درست ہے کہ جدید تکنیک اور ماڈرن ٹیکنالوجی کو جاننا چاہیے۔ رکھنا چاہیے۔ اسے بنانا چاہیے۔ ہونا چاہیے۔ لیکن یہ سوچنا کہ سب کچھ ہی ماڈرن ٹیکنالوجی ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ ماڈرن ٹیکنالوجی کی ایک اپنی حیثیت ہے۔ اور ایک بہت بڑا سبب ہے۔ یہ درست ہے لیکن اُس کے ساتھ مومن کے لئے تو از حد ضروری ہے کہ اسکا ذاتی تشخص بھی ہوا سے یہ پتہ بھی ہو کہ اللہ کی ایک فوج ہے۔ اللہ کا ایک کنبہ ہے۔ اللہ کی ایک ایسی مخلوق ہے جو اللہ سے جڑی ہوئی ہے اور اس خاندان کا ایک فرد میں بھی ہوں۔ ذاتی طور پر مومن کو یہ جاننا چاہیے۔ کہ دنیاوی اسباب وسائل کی اہمیت اپنی جگہ لیکن سب سے پہلے اللہ سے تعلق ہے۔ اگر مومن کلمہ گو بھی اس تعلق سے خدانخواستہ محروم ہوجائے تو پیچھے صرف ٹیکنالوجی کی جنگ رہ جاتی ہے۔ وہ جس کے پاس زیادہ ہوگی وہ کامیاب ہوجائے گا۔ تو ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں پہ آیا تھا جب تاتاریوں نے مسلمان ریاستوں کو تاراج کیا تھا۔ بغداد اس وقت بھی اُجڑا تھا لیکن بغداد تک پہنچنے کیلئے راستے میں متعدد ریاستیں تھیں۔ جن سب ریاستوں کا حشر یہ ہوا کہ باقی ریاستوں کے ساتھ تاتاری اپنے سفارت کار بھیج کر تعلقات بنالیتے اور ایک کو مجرم قرار دیتے کہ اسکو ہم ضرور سزا دیں گے۔ آپ کے ساتھ تو ہماری دوستی ہے جب اُسے تباہ کرچکتے تو وہ الزام کسی دوسری ریاست پر آجاتا اور باقی ریاستوں کے پاس ان کے سفارت کار پہنچ جاتے اور چنگیز خان کی طرف سے اور تاتاریوں کی طرف سے دوستی کا پیغام لے جاتے۔ یوں باری باری تمام

وہ قادر ہے کہ تم اسکا دروازہ چھوڑ دو گے تو کسی دوسری قوم کو اپنی معرفت عطا کر دے گا۔ اور انہیں اپنی محبت دے دے گا اُن میں جذبہ جہاد کو بیدار کر دے گا۔

ریاستیں تباہ ہوتی گئیں بالآخر بغداد بھی تباہ ہوا۔ لیکن یہ سب تباہی اسلام کو ختم نہ کر سکی۔ اسکا اپنا ایک نظام ہے۔ **عسیٰ ان یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبو نہ' یجاھدون فی سبیلہ فیقتلون ویقتلون** وہ قادر ہے کہ تم اسکا دروازہ چھوڑ دو گے تو کسی دوسری قوم کو اپنی معرفت عطا کر دے گا اور انہیں اپنی محبت دے دے گا اُن میں جذبہ جہاد کو بیدار کر دے گا وہ اس کی راہ میں جہاد کریں گے، قتل کریں گے بھی قتل ہونگیں بھی۔ اور دنیا کا کوئی پروپیگنڈہ انہیں اس سے باز نہیں رکھ سکے گا، یعنی ایمان اور تعلق باللہ کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ مومن پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوتا۔ لیکن ہم بحثیت قوم سارے ہی محض پروپیگنڈے کا شکار ہیں اور جو کچھ اہل مغرب جھوٹ پہ جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔ ہم اُسے امنا صدقنا کہہ رہے ہیں۔ اور نظام قدرت کی ان اٹل تدبیروں اور اسکے اٹل ضابطوں کو ہم بھول رہے ہیں۔ یہ بڑی ٹھوس حقیقت ہے کہ دنیا میں قیام قیامت تک رہنے والی تہذیب صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی تہذیب ہے۔ اسلام کی تہذیب ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تہذیب ہے۔ قرآن کی تہذیب ہے ہے یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ پچپن کے قریب مسلمان ریاستیں حکومتی سطح پر ساری کتاب اللہ کے نظام سے الگ ہیں اور کافروں کا بنایا ہوا نظام ہم نے اپنا رکھا ہے۔ وہ ہماری عدلیہ ہو' ہماری معیشت ہو' ہماری سیاست ہو' حتیٰ کہ ہمارا نظام تعلیم تک غیروں کے نظام کے تابع ہے اور مسلمان قوم کی اس تباہی سے اور بے گناہ مظلوموں کے اس خون سے بھی اگر ہماری آنکھیں نہیں کھل رہیں۔ کسی سوئے ہوئے پر پانی کا چھینٹا پھینک دیا جائے تو بھی اُس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ لیکن ہماری قوم اتنی گہری نیند میں چلی گئی ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کا خون بھی ابھی تک اس کی آنکھ کھولنے سے قاصر ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کے چہرے پر خون کے چھینٹے پڑ رہے ہیں۔

> **ہماری قوم اتنی گھری نیند میں چلی گئی ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کا خون بھی ابھی تک اس کی آنکھ کھولنے سے قاصر ہے۔**

مظلوموں کی چیخیں ہمارے کانوں سے ٹکرا کر لوٹ جاتی ہیں۔ تباہ شدہ لاشوں کے ٹکڑے ہماری نگاہوں کے سامنے گزر جاتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مرنا تو انہی کو تھا۔ ہمیں شاید نہیں مرنا اس طرح ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی مر جاتا ہے لوگ اُسے دفن کرنے جاتے ہیں تو بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ آج اسکی شاید کل میری باری بھی آجائے۔ بلکہ جتنے لوگ جنازے میں جاتے ہیں وہ اپنی اپنی الگ گپیں لگا رہے ہوتے ہیں اپنے موضوعات پہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور جینے کے اسباب تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ موت کو بھولے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے سمجھا یہ جائے کہ مرنے والا مر گیا ہمیں تو نہیں مرنا ہمیں ہمیشہ رہنا ہے جب تک مسلمان بحثیت قوم اس غفلت سے بیدار نہیں ہوتے یہ سارے تازیانے' یہ سارے کوڑے' ہم پر اس کی قدرت کاملہ برسا رہی ہے کہ کوئی کوڑا کسی مظلوم کی آہ' کسی شہید کا خون' اس قوم کو جگانے کا سبب بن جائے۔ ہمارے ملک میں تو عجیب ہی دنیا ہے اور یہاں کا ماحول ہی عجیب ہے۔ جتنی ملک کی عمر ہے اس میں اس سے آدھے سے زیادہ حصہ فوجی جرنیلوں کی حکومت رہی۔ اور دس دس بارہ بارہ سال جرنیلوں نے حکومت کی۔ اب پھر ایک ایسی صورتحال دو چار ہوئی کہ حکومت کو رخصت ہونا پڑا۔ جنرل پرویز مشرف نے اپنی فوجی طاقت اور اپنی قوت سے اقتدار حاصل کر لیا لیکن اس کے باوجود یہ غنیمت ہے کہ دس بارہ سالوں کی بجائے اس بندے نے تین سال میں ایک سول حکومت بنا دی۔ اور یہ بھی بہت اچھی بات ہے کہ اُس میں علماء کی ایک کثیر تعداد پہلی دفعہ اسمبلی میں پہنچی ایک اتحاد کے تحت ایک اتحاد بنا کر علماء بھی اسمبلی میں پہنچ گئے لیکن اب اسکا کیا کیا جائے کہ اسمبلی میں بھی ملکی حالات پہ کوئی بات نہیں ہو رہی۔ مفلسی کا عفریت انسانوں کو نگل رہا ہے کوئی بات نہیں ہو رہی۔ ٹیکس روزمرہ بڑھ رہے ہیں۔ اس پہ کوئی بات نہیں ہو رہی' تیل کی قیمتیں روزانہ جب آپ سو کر اٹھتے ہیں تو بڑھی ہوئی ہوتی ہیں اس پر کوئی بات نہیں ہو رہی اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے جو علماء حضرات اسمبلی میں پہنچے ان کے سامنے بھی ایک

ہی مشن ہے کہ پرویز مشرف وردی اتار دیں یا وردی پہن لیں۔ جہاں تک آئین پاکستان کا تعلق ہے اس میں یہ گنجائش نہیں ہے کہ فوج حکومت پر قبضہ کر لے غیر آئینی ہے۔ اب اگر وردی اتار بھی دیں تو کیا آئینی ہو جائے گا۔ جو قبضہ ہی غیر آئینی ہے۔ وردی اتارنے سے وہ آئینی تو نہیں ہو جائے گا۔ پھر وردی اتارنے کا حاصل کیا ہوگا؟ اور اس وقت میں جبکہ مسلم بحیثیت ایک قوم' بحیثیت ایک امہ کے اپنی بربادیوں کا نظارہ کر رہا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے سر پر بھی ہندوستان کی تلوار لٹک رہی ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ نے یہ بیان دیا کہ دوسرے ایسے ممالک جن کے پاس تباہی لانے والے ہتھیار ہیں۔ وہ خود کو محفوظ نہ سمجھیں ہم کسی بھی ملک پر حملہ کر سکتے ہیں۔ ہندوستان نے کہا کہ امریکہ نے عراق پر جو حملہ کیا ہے یہ اس نے اس پر جواز مہیا کر دیا ہے کہ ہم پاکستان پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اور عجیب بات ہے کہ پاکستان میں جو اسمبلی بنی ہے وہ ان سب باتوں سے بے نیاز وردی اتارو' وردی پہن لو کے تکرار میں پھنسی ہوئی ہے۔ خدانخواستہ ہندوستان حملہ کر دیتا ہے یا اتحادی افواج ادھر کا رخ کر لیتی ہیں تو یہ وردی پہننا یا اتارنا اُس میں کیا کام آئے گا؟ یہ ایک سول حکومت بنی ہے۔ تو اب اُس سول حکومت کو چاہئے کہ وہ کوئی اپنی کارکردگی دکھائے۔ تمام محکموں میں کرپشن ہے اور حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ اربوں روپے مختلف محکمے اور اُن کے ساتھ مل کر عوامی نمائندے کھا جاتے ہیں۔ اور ہوتا کیا ہے کہ جی گاؤں کی گلی پختہ ہوگئی۔ ہم دیہاتی کچی گلیوں میں پیدا ہوئے' کچی گلیوں میں کھیلے' پلے بڑھے' جوان ہوئے' کچی گلیوں میں چلتے ہم پر بڑھاپا آ گیا۔ یہ زندگی کے آخری چند سال بھی ہمیں تو کوئی تکلیف نہیں۔ ہم کچی گلیوں میں گزار سکتے ہیں یہ جو اربوں روپیہ جو اس پہ آپ ضائع کرتے ہیں۔ جس کا پیشتر حصہ محکمے کھا جاتے ہیں۔ جو محکموں سے بچتا ہے وہ عوامی نمائندہ کھا

لوگ جنازے میں جاتے ہیں وہ اپنی اپنی الگ گپیں لگا رہے ہوتے ہیں اپنے موضوعات پہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور جینے کے اسباب تلاش کر رہے ہوتے ہیں موت کو بھولے ہوئے ہوتے ہیں۔

جاتا ہے اور کوئی پانچ دس فیصد جا کر وہ خرچ ہوتا ہے۔ گاؤں کی گلی پر تو یہ سارا پیسہ بچا کر اگر آپ تیل کی قیمتیں بڑھانے کی بجائے اُس مد میں خرچ کریں اور تیل کی قیمت کم کر دیں۔ تو پختہ گلی کی بجائے عام آدمی کو اشیائے زندگی اگر سستی دستیاب ہو جائیں تو یہ اس کے لئے کروڑوں درجہ بہتر ہے۔ یہاں کی حکومتیں نرالی ہیں۔ محمد خان جونیجو نے اربوں روپے ایک پروجیکٹ پہ ضائع کر دیئے اور کہا کہ بیوہ عورتوں کے لئے گھر بنا رہے ہیں۔ ہر گاؤں سے باہر دو چار گھر بنا دیئے گئے۔ گویا بیوہ عورتیں کوئی شاید نجس ہیں یا کوڑھی ہیں جو گاؤں میں نہیں رہ سکتی۔ عام لوگوں سے انہیں الگ رہنا چاہئے۔ جب کہہ رہے ہو بیوہ ہے کوئی اسکا سرپرست بھی نہیں ہے تو پھر اُسے تو آبادی میں رہنا چاہئے۔ آبادی سے باہر آپ کیا بنا رہے ہیں؟ تو اربوں روپے کا پروجیکٹ تھا۔ اربوں روپے ہضم ہو گئے۔ کہیں دس دس اینٹیں لگا کر ڈھانچے کھڑے کر دیئے۔ میں نے وہ پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیہات میں بنے ہوئے دیکھے۔ جونیجو صاحب کو گئے بھی ایک مدت ہوگئی لیکن ابھی تک ان گھروں میں کوئی آباد نہیں ہے اور آوارہ گدھوں کا ٹھکانہ ہے۔ آوارہ کتوں کی رہائش گاہ ہے لیکن کیا قومی سرمایہ اُس پر خرچ نہ ہوگیا۔ اس طرح کہا کہ ہم تعلیم عام کر رہے ہیں۔ نئی روشنی سکول بن گئے۔ اربوں روپیہ اس پر خرچ ہوگیا۔ کوئی ایک بندہ اس نئی روشنی سکول سے پڑھ لکھ کر پڑھنا لکھنا سیکھ گیا۔ کچھ بھی نہیں' کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔ اور اربوں روپے ضائع ہو گئے یہی حال باقی حکومتوں کا بھی ہے۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے کہ اربوں روپے غیر ضروری منصوبوں پر' غیر ضروری باتوں پہ خرچ ہو رہے ہیں۔ آپ گاؤں کی گلیاں پکی بنانے کی بجائے دیہاتوں کو سڑکیں مہیا کریں۔ انہیں بجلی دے دیں۔ ان کے سکول درست کریں۔ ہمارے سکول سرکاری جتنے ہیں ان کا عالم یہ ہے کہ آدھے ٹیچر ایک ہفتہ آتے ہیں اور آدھے اگلا ہفتہ آتے ہیں۔ یا تین دن آدھے چھٹی کرتے ہیں اور حاضری چوتھے دن آ کر لگا لیتے ہیں۔ اور آدھے تین دن چلاتے ہیں پھر وہ چلے جاتے

ہیں۔ دوسرے تین دن چلاتے ہیں وہ بجائے پڑھانے کے خاموش رہو۔ خاموش رہو' کلاسوں میں ڈنڈا لے کر پھرتے رہتے ہیں۔ چپ کر کے بیٹھو۔ جس کے نتیجے میں گلی گلی پرائیویٹ سکول بن گئے ہیں جو مہنگے ہیں اگر سرکاری سکولوں میں بچوں کو پڑھایا جاتا تو لوگ کیوں زیادہ خرچ کر کے پرائیویٹ سکولوں کی طرف جاتے؟ کیا ارکان اسمبلی کو یا حکمرانوں کو اس کا خیال نہیں آتا تو تعلیمی اصلاحات کریں۔ کم از کم استادوں کی حاضری یقینی بنائیں۔ انہیں چیک کیا جائے۔ پتہ چلے کیا پراگرس ہے؟ بچوں کا تعلیمی معیار کیا ہے؟ اس سب کو جانچنے کی بجائے ایک آسان کلیہ دے دیا گیا کہ کسی کو فیل نہ کرو۔ بس گریڈ بنا دو۔ اے' بی' سی' ڈی' ای اور ایف جی پانچ سات' دس گریڈ بنا دو۔ پہلے پاس کرتے تھے انگریز نے ایک بدمعاشی بنائی تھی کہ فرسٹ ڈویژن' سیکنڈ ڈویژن' تھرڈ ڈویژن اب جو تھرڈ ڈویژن پاس ہوتا ہے اسے کالج والے بھی نہیں لیتے تھے۔ کہیں نوکری کے لئے جاتا ہے۔ وہ بھی نہیں لیتے کہ تم تھرڈ ڈویژن ہو وہ دوبارہ سکول آنا چاہتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں تم تو پاس ہو گئے ہو اب تم نے کیا سکول میں آکر کرنا ہے تو یوں ایک بندے کی زندگی برباد ہو جاتی ہے وہ تین تک پہنچے تھے۔ یہ چھ سات تک پہنچ گئے ہیں انہوں نے چھ سات گریڈ بنا دیئے ہیں پہلے دو گریڈ تو کسی کام آئیں گے باقی سارے گریڈوں کے ساتھ یہ حال ہو گا کہ جہاں نوکری کیلئے جائیں گے کہ تمہارا گریڈ صحیح نہیں ہے۔ واپس سکول آئیں گے وہ کہیں گے تم پاس ہو۔ اور دوسرا جب سارے ہی طالب علم پاس ہو نگیں۔ تو چیک تو ختم ہو گیا۔ کسی نے کوئی پڑھایا بھی ہے یا نہیں اُسے کچھ آتا بھی ہے یا نہیں۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے ممبران اسمبلی اور حکمرانوں کو یہ بات شاید اس لئے نظر نہیں آتی کہ ان سب کے بچے غیر ملکی سکولوں

ملک میں اربوں روپے غیر ضروری منصوبوں پر' غیر ضروری باتوں پہ خرچ ہو رہے ہیں۔ آپ گائوں کی گلیاں پکی بنانے کی بجائے دیہاتوں کو سڑکیں مہیا کریں۔ انھیں بجلی دے دیں۔ ان کے سکول درست کریں۔

میں پڑھتے ہیں۔ باہر سے ملکوں سے پڑھ کر آتے ہیں اور اپنے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ اسکی ضرورت شاید انہیں ذاتی طور پر پیش نہیں آتی۔ بڑے بڑے نامور جو یہاں رات دن امریکہ کو گالیاں دیتے نہیں تھکتے' بچے ان کے امریکہ ہی پڑھتے ہیں۔ لہذا انہیں غریب کے بچے پر کیا بیتی ہے شاید یہ جاننے کی فرصت بھی نہ ہے وہ جاننا چاہتے ہیں۔ اب یہ چھینا جھپٹی ہے کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ ملک کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہو۔ اب ظاہر ہے کسی ایک نے حکمران بننا ہے سارے تو بننے سے رہے۔ یہ بھی طے ہے کہ مانگے سے کوئی حکومت نہیں دیتا حکومت طاقت سے لی جاتی ہے لیکن یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہمیں جن لوگوں پہ بھروسہ ہے جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہماری کشتی کے چپو ہیں وہ ہماری حالت سے بے نیاز اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس میں ہمارا بھی ہاتھ ہے۔ ہم بھی خود غرضیوں کا شکار ہیں اور ہمیں بھی جب موقع ملتا ہے تو اپنے مفادات کے پیش نظر ہم بھی ووٹ دیتے ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں سے مجھے یہ مل جائے گا۔ ملتا تو کچھ بھی نہیں' بعد میں تو وہ بندہ بھی ملنا چھوڑ جاتا ہے۔ وہ بھی نہیں ملتا تو اور کیا ملے گا؟ لیکن اس وقت ہم بھی اپنے لالچ کا شکار ہو چکے ہیں۔ بہر حال ہر آدمی کم از کم اپنے کردار کا مکلف ہے۔ ہم یہ سوچتے ہیں سارے توبہ کریں تو اچھا نہیں ہے۔ کم از کم ہم تو توبہ کریں۔ رجوع الی اللہ کریں۔ برائی سے اجتناب کریں۔ حلال کھائیں۔ جھوٹ بولنا چھوڑ دیں۔ کوئی ایک ایسا طبقہ بھی کم از کم منصۂ شہود پر ہو جسے لوگ دیکھ کر کہہ سکیں کہ یہ اس طرح مسلمان ہوتے ہیں۔

ضرورت رشتہ

ایک لڑکی جس کی عمر 30 سال' ارائیں فیملی سے تعلق ہے۔ تعلیمی قابلیت (F.A) پی۔ٹی۔سی گورنمنٹ سکول میں ملازمت کرتی ہے۔ اسلامی اور شریف فیملی سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ فون 041-732762

عہد وفا کی پاسداری

ہمارا سارا سرمایہ اللہ اور اللہ کے رسول کا نام ہے۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہماری ساری سائنس' ہماری ساری ٹیکنالوجی' ہماری ساری دولت' ہمارا سارا اسلحہ' ہماری ساری فوجیں' اس ایک چیز کے بغیر مٹی کا ڈھیر ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا کے لئے اپنے اللہ سے عہد وفا باندھو۔ اپنے نبی سے وفا کرو۔ چھوڑ دو مجھے بھی' دوسروں کو بھی' کسی کو کوئی اہمیت نہ دو اور کسی کی کوئی اہمیت نہیں' اگر اہمیت ہے تو اللہ کی بات کی ہے۔

خطاب مولانا اکرم اعوان
دارالعرفان' چکوال 03-03-21

بسم اللہ الرحمن الرّحیم○

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ سمندروں میں' خشکیوں پر لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد کا ظہور ہوتا ہے۔ ہماری بدقسمتی اور ہماری بداعمالیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ یکے بعد دیگرے مسلمان ریاستیں مشق ستم بن رہی ہیں اور بے گناہ بچے' بوڑھے' عورتیں' بے دریغ شہید کئے جا رہے ہیں۔ اس سارے ظلم وستم کے پیچھے سب سے بڑا محرک اور سب سے بڑا دماغ یہودی کا ہے۔ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ عیسائی دنیا نے کبھی یہ سوچنے کا تکلف نہیں کیا کہ یہودیوں نے اُن کے ساتھ کیا کیا؟ تمام آسمانی کتابوں میں خنزیر حرام ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں شراب حرام ہے۔ عیسائیت ایک آسمانی مذہب تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برحق رسول اور نبی تھے۔ یہودیت بھی اپنے زمانے میں برحق مذہب تھا اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے برحق رسول تھے۔ لیکن گردش ایام نے حقائق پر حکایات کی اتنی تہیں چڑھا دیں کہ کتابوں کے اصل نسخے محفوظ نہ رہے۔ آسمانی کتابیں تحریف ہوئیں' بدل گئیں۔ اس سب کے باوجود اگر عیسائی دنیا تھوڑا سا غور کرنے کی زحمت گوارا کرے تو وہ یہ دیکھ سکتی ہے کہ یہودی آج بھی خود خنزیر نہیں کھاتا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ پورے یورپ میں' پورے مغرب میں' امریکہ میں' کینیڈا میں' یہودی سارے ہی عیسائیوں کو خنزیر کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا۔ اور تمام عیسائیت کو شراب پر لگا دیا ہے' شراب بیچتا ہے' خود نہیں پیتا۔ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہودی اب بھی کثرت سے داڑھیاں رکھتے ہیں جبکہ عیسائیوں کے چہرے مسخ کر دیئے ہیں۔ اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ اُنہی کے درمیان رہتے ہوئے یہودی عورتیں آج بھی اوپر چادر لیتی ہیں اور پردہ کرتی ہیں۔ اُنہی شہروں میں اُنہی ممالک میں رہتے ہوئے یہودیوں کی اپنی خواتین پردے کی چادر لیتی ہیں۔ جبکہ عیسائیوں کی بہو بیٹیوں' کو انہوں نے رسوائی دی' اس ذلت میں گرا دیا ہے جسکا تصور کسی ایسی مخلوق سے کیا جا سکتا ہے۔ جو جنگلوں میں رہتی ہو اور انسانی تہذیب سے کسی طور پر آشنا نہ ہوئی ہو۔ وحشی اقوام جنگلوں میں ایسی بھی پائی گئیں جو لباس سے بے نیاز' عزت و آبرو سے بے خبر اور ماں' بیٹی' بہن' بھائی' باپ' کے رشتوں سے قطعی ناآشنا تھیں۔ بالکل وہی عالم یہودیوں نے عیسائیوں کا بھی کر دیا ہے۔ اور کتنی عجیب بات ہے کہ امریکہ کے بڑے بڑے جدید شہروں میں لوگ بے لباس رہتے ہیں۔ صرف امریکہ نہیں پوری عیسائی دنیا جہاں جہاں ہے اسے یہودیوں نے بے آبرو کر دیا ہے۔ مستشرقین کے بہت سے اقوال مختلف کتابوں میں جو ہم نے یکجا بھی کر دیئے ہیں۔ دس بارہ چوٹی کے محققین مستشرق تھے اور اتفاق دیکھیے سارے یہودی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں تقریباً سب کا مفہوم ایک ہے۔ الفاظ کے فرق کے ساتھ' کہ مسلمان ریاستوں میں ڈکٹیٹر شپ قائم کی جائے اور انہیں آزادی رائے' سوچ کی آزادی' اور ان کی مذہبی تعلیم سے دور رکھا جائے اور ڈکٹیٹر شپ کے بارے میں بھی پھر لکھتے ہیں کہ یہ بھی مسلسل نہیں رہنی چاہیے' کہ کوئی ڈکٹیٹر بھی بغاوت کر سکتا ہے۔ وہ بھی اسلام

کی طرف مائل ہوسکتا ہے۔ وہ بھی بدل سکتا ہے۔ چونکہ بالآخر مسلمان تو ہوگا۔ لہذا ڈکٹیٹر شپ میں بھی وقفہ آنا چاہئے اور ڈکٹیٹروں کو ہٹا کر انہیں تھوڑا سا عرصہ جمہوری دنیا چاہیے اور اس کے بعد پھر ان پر کوئی اور ڈکٹیٹر مسلط کر دینا چاہیے۔ اور ایسے ڈکٹیٹر مسلط کئے جائیں جو مغرب کے وفادار ہوں ورنہ کیا ہوگا؟ اسکی تصویر وہ بناتے ہیں کہ وگرنہ اگر کسی ایک مسلم ملک کو ایسی قیادت میسر آ گئی۔ جو اسے واپس اسلامی تعلیمات کی طرف لے گئی۔ اسلامی تہذیب کی طرف لے گئی۔ اسلامی معیشت کی طرف لے گئی۔ تو مغرب کیلئے اسلام کے آگے بند باندھنا ممکن نہیں رہے گا اور اسلام دوبارہ روئے زمین پر چھا جائے گا۔ یہ وہ تحقیق ہے۔ جو یہود کے علماء اور علوم شرقیہ پر جنہوں نے تحقیق کی جنہیں مستشرق کہا جاتا ہے۔ تاریخ کو اگر ہم دیکھیں تو خلافت راشدہ' خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کے عہد سے لے کر آج تک جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ جہاں مسلمانوں پر خانہ جنگی ہوئی ہے۔ جہاں مسلمانوں پر کوئی باہر سے حملہ آور چڑھ دوڑا ہے۔ اس کے پیچھے آپ دیکھیں گے تو آپ کو یہودیوں کے چہرے نظر آئیں گے۔ لیکن خلافت عثمانیہ سے لیکر آج تک یہودی خود میدان میں نہیں اترے۔ چونکہ یہ انہوں نے اس وقت طے کر لیا تھا عجیب بات یہ ہے کہ خود عہد نبویؐ میں سب سے پہلے غزوہ بدر جو انقلاب کی بنیادی اینٹ ہے۔ جس نے بنی آدم کو انسانیت سے آشنا کیا اور جبر کے مقابلے کا درس دیا اس میں بھی یہودیوں کا مشورہ شامل تھا۔ اہل مکہ کے ساتھ کہ تمام شہر کا سرمایہ جمع کر کے کوئی تجارتی قافلہ بھیجا جائے۔ اور اس سے جتنا منافع کمایا جائے اس منافع سے اسلام کے خلاف جنگ کا آغاز کیا جائے۔ اسی قافلے کو روکنے کیلئے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور اللہ کی شان دیکھیئے کہ اس نے قافلہ کی بجائے مکہ والوں کو اطلاع دی۔ وہ قافلہ بچانے کیلئے آئے تو جنگ آقا نامدار ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان

کسی ایک مسلم ملک کو ایسی قیادت میسر آگئی۔ جو اسے واپس اسلامی تعلیمات کی طرف لے گئی۔ اسلامی تہذیب کی طرف لے گئی۔ اسلامی معیشت کی طرف لے گئی۔ تو مغرب کیلئے اسلام کے آگے بند باندھنا' ممکن نہیں رہے گا اور اسلام دوبارہ روئے زمین پر چھا جائے گا

ہوئی۔ اور کفار کو ایسی شکست ہوئی کہ قیامت تک اُس کی نظیر پیش کرنا ممکن نہ ہوگی۔ اور یوں اسلام کی اس حکومت کا جو صرف مدینہ منورہ میں تھی پہلا تعارف بحیثیت ایک طاقت کے پوری دنیا سے ہوا۔

غزوہ احد میں یہود نے تمام قبائل عرب کا دورہ کر کے متحد کیا۔ اور انہیں کہا کہ باری باری تم سب مارے جاؤ گے۔ لہذا سارے قبائل جمع ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو۔ وہاں بھی انہیں شکست فاش ہوئی۔ اور دس سالہ مدنی زندگی میں چوراسی غزوات وسرایہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو سر کرنے پڑے۔ دس سال میں چوراسی جنگیں مسلمانوں نے فیس (Face) کیں۔

بڑی عجیب بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا اور صحابہ کرام کو بتایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ میرے ساتھ لوگ ہیں اور میں طواف کر رہا ہوں۔ بیت اللہ شریف کا اور عمرہ کر رہے ہیں انبیاء کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے۔ یہ تعلیمات نبوی ﷺ تھیں۔ لہذا سب اس بات پہ متفق ہو گئے کہ حضور ﷺ یہ تو اللہ کا حکم ہے۔ وحی الٰہی ہے۔ ہم آپ کے ہم رکاب چلتے ہیں اور عمرہ کیا جانا چاہیے۔ حضور عمرہ کیلئے تشریف لے گئے اہل مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر روکا۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ بڑی عجیب ہے کہ سفارت چلتی رہی' آخر کسی مرحلے پہ آکر معاہدہ ہوا جسے صلح حدیبیہ کا نام دیا گیا۔ لیکن اس میں جب مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ ہماری اس میں کمزوری ظاہر ہو رہی ہے اور سیدنا فاروق اعظمؓ جیسے حضرات نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ فرمایا میں اللہ کا سچا رسولؐ ہوں۔ آپ کا خواب وحی الٰہی ہے۔ خواب وحی الٰہی ہے تو پھر ہم کیوں واپس جائیں؟ کیوں معاہدہ کریں؟ اسکا جواب آسمانوں سے آیا کہ اللہ نے تمہارے لئے فتح مقدر کر دی ہے۔ لیکن فتح مکہ سے پہلے ایک اور فتح ضروری ہے اور وہ فتح یہ تھی کہ حضور ﷺ جب صلح حدیبیہ کے بعد واپس پہنچے تو فوراً بذریعہ وحی حکم ہوا کہ پہلے خیبر جایئے جو یہود کا مرکز تھا۔

کہ سارے فساد کی جڑ یہودی ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے یہ اعلان کروایا کہ صرف وہ لوگ میرے ساتھ چلیں گے جو حدیبیہ میں موجود تھے اور جنہیں اللہ نے وہاں سے لوٹایا ہے۔ کہ پہلے وہ کام ختم کر کے آؤ یہ فتح تو تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

دنیا عالم اسباب ہے اور اللہ مسبب الاسباب ہے اور وہ جانتا ہے۔ عالم الغیوب ہے۔ علم الٰہی میں موجود تھا کہ اگر مکہ فتح بھی ہو گیا اور یہود کا مرکز قائم رہا۔ تو مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیں گے۔ لہذا پہلے یہود کے مرکز کی کمر توڑی جائے۔ لہذا حضور ﷺ انہی خدام کے ہمراہ جن میں دو صحابہ کرام ایسے ہیں جن میں سے ایک حضرت جعفر طیارؓ خیبر میں پہنچے۔ اور ایک صحابی کو مدینہ منورہ میں ساتھ شامل ہونے کی اجازت دی گئی۔ ورنہ سب کو حکم ہوا کہ وہی لوگ جائیں گے جو حدیبیہ میں موجود تھے اور حضورؐ نے بنفس نفیس قیادت فرمائی۔ خیبر کے یہودیوں کا قلع قمع فرما دیا۔ تب سے لیکر اب تک آپ اسلامی جنگوں کا مطالعہ فرمائیے تو یہ نظر آئے گا کہ ہر اُس جنگ کے پیچھے جو مسلمانوں پر مسلط کی گئی یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ حتیٰ کہ عیسائیوں کے ساتھ بھی جو کچھ ہوا اس کے پیچھے بھی یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلی الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جب بادشاہ کو شکایت کی گئی کہ یہ شخص نبوت کا پرچار کر رہا ہے۔ یہ اپنی فوج بنالے گا اور حکومت چھین لے گا۔ تو بادشاہ وقت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طلب کر لیا اور ان پر شاہی دربار میں باقاعدہ مقدمہ چلا۔ اس پر بحث ہوئی۔ اسکے حق اور اسکے خلاف دلائل دیئے گئے۔ اور بالآخر بادشاہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا کہ یہ شخص حکومت کی' سیاست کی' بات ہی نہیں کر رہا یہ تو لوگوں کو برائی چھوڑ کر نیکی کی طرف آنے کی بات کرتا ہے۔ ایک خدا کی بات کرتا ہے اور بے شمار خداؤں کا انکار کرتا ہے۔ تو یہ معقول بات ہے کوئی اس کی بات مانتا

عہد نبویؐ میں سب سے پہلے غزوہ بدر جو انقلاب کی بنیادی اینٹ ہے۔ جس نے بنی آدم کو انسانیت سے آشنا کیا اور جبر کے مقابلے کا درس دیا۔

ہے تو مان لے ہمیں اس سے کیا اعتراض۔ بادشاہ نے جب آپ کو باعزت چھوڑ دیا۔ تو دوبارہ یہودیوں نے سازش کی اور ملی بھگت سے پھر بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ نہیں' انہیں سزائے موت دی جانی چاہیے۔ ورنہ یہ حکومت کیلئے خطرہ رہیں گے۔ تاریخ میں یہ سارے حقائق موجود ہیں۔ چنانچہ حکومت نے انہیں صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کر لیا۔ جس کے بارے عیسائیوں کا عقیدہ موجود ہے کہ انہیں صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ اور وہ اس سے فوت ہو گئے۔ اور انہیں دفن کیا گیا اور دوسرے دن قبر سے اٹھ کر آسمانوں پر چلے گئے۔ چونکہ وہ خدا کے بیٹے تھے' ان کے لئے موت نہیں تھی۔ لیکن وقتی طور پر وہ اس موت سے گزرے اور عجیب عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں جتنے گناہ عیسائی کرتے ہیں ان کا کفارہ وہ ادا کر گیا۔ اب ہمیں گناہوں کی کوئی پرستش نہیں ہوگی۔ تو انہوں نے اسکا کفارہ صلیب پر چڑھ کر دے دیا۔ لیکن قران کریم نے اعلان فرمایا وما قتلوہ' وما صلبوہ' نہ وہ اسے قتل کر سکے نہ انہیں صلیب پر چڑھا سکے۔ ولکن رفعہ اللہ۔ اللہ نے انہیں آسمانوں پر اٹھالیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تفصیل میں ارشاد فرمایا۔ کہ ایک وقت پھر آئے گا جب آسمانوں سے ان کا نزول ہوگا۔ وہ دنیا پہ جلوہ افروز ہونگیں۔ دین محمدی کی ترویج کریں گے۔ غالباً پچھلے جمعے اس پر بات ہو بھی چکی ہے اور اس کے بعد دنیا میں رہیں گے۔ شادی کریں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا اور حضور ﷺ نے فرمایا میرے روضہ اطہر میں دفن ہونگے اور قیامت کو ابوبکر و عمر رضوان اللہ اجمعین اس طرح اٹھیں گے کہ ایک طرف میں ہوں گا اور ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام ہونگے۔ درمیان میں ابوبکرؓ وعمرؓ ہوں گے۔ یہ صحیح احادیث میں موجود ہے اور آج تک روضہ اطہر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ آرام فرما ہیں اور ان کے ساتھ فاروق اعظمؓ اور ان سے آگے چوتھی قبر کی جگہ محفوظ ہے۔ حالانکہ ان کے بعد حضرت عثمانؓ کا وصال ہوا۔ حضرت علیؓ کا وصال ہوا۔ حضرت حسینؓ کا وصال ہوا۔ حضرت حسنؓ کا

وصال ہوا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین امام زین العابدین کا وصال ہوا۔ تو سارے یہ ایسے پائے کے لوگ تھے۔ حضرت عثمانؓ وہ تھے جن کے گھر حضور ﷺ کی دو بیٹیاں تھیں۔ ذوالنورین جنہیں کہا جاتا ہے۔ ان کا حق بنتا تھا۔ حضور ﷺ کے گھر کے فرد تھے۔ انہیں دفن کیا جاتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضور ﷺ کے پروردہ تھے آپ ﷺ نے ان کو پالا تھا۔ پھر داماد بھی تھے۔ فاطمۃ الزہرہؓ کے خاوند تھے۔ مسجد نبوی میں حجرہ مبارک کے ساتھ رہنے کیلئے انہیں حجرہؓ عطا فرمایا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے جو آج بھی جالی مقدس کے اندر ہے۔ روضہ اطہر کے اور صفہ کے درمیان جو جنگلے کے اندر جگہ ہے یہ حضرت علیؓ کی اقامت گاہ اور حضرت فاطمہؓ کی اقامت گاہ تھی۔ جو نبی کریم ﷺ نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ جو اس حجرے کی مالک تھیں ان کا وصال ہوا زوجہ نبی تھیں۔ ام المومنین تھیں کوئی وہاں دفن نہیں ہوا اس لئے کہ حضور ﷺ نے پیش گوئی کر دی تھی کہ یہ چوتھی قبر جو ہے۔ یہ جگہ عیسیٰ علیہ السلام کی ہے لیکن یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھی بھر پور دشمنی کی۔ اور جب عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہو گیا تو مسلمانوں پر یہودیوں نے بڑے مظالم کرائے۔ پھر اللہ نے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو توفیق اور ہمت دی۔

عجیب بات ہے کہ صلاح الدین ایوبی کو بیت المقدس آزاد کرانے کیلئے اتنا نہیں لڑنا پڑا۔ جتنا اپنے مرکز سے بیت المقدس تک پہنچنے کیلئے' مسلمان حکمرانوں سے لڑنا پڑا۔ جتنے مسلمان حکمران تھے۔ یہودی ان کو عورتیں فراہم کرتے تھے اور وہ عورتیں انہیں سلطان سے الجھانے کا کام کرتی تھیں۔ اور یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ یہودی ہمیشہ مسلمانوں کی معصوم بچیاں اغوا کر کے انہیں اپنی بیٹی کی طرح پالتے۔ بچی کو پتہ نہیں ہوتا تھا کہ میں کس کی بیٹی ہوں۔ اس پہ یہی ظاہر کرتے کہ تم ہماری بیٹی ہو۔ اور انہیں آگے استعمال کرتے سلطان ایسا اللہ کا بندہ تھا کہ ہر جنگ میں اللہ نے اُسے فتح دی۔ فتح کے بعد اپنے لشکر کے شہدا کی نماز جنازہ خود پڑھاتا۔ اپنے سامنے دفن کرواتا۔ اور پھر حکم دیتا صلاح الدین ایوبیؒ کہ مخالفین کے مسلمان جو ہمارے مقابلے میں مارے گئے ہیں ان سب کی میتیں اکٹھی کی جائیں۔ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ اُن سب کے لئے قبریں بنائی جائیں انہیں دفن کیا جائے۔ تو امرائے دربار نے عرض کی۔ کہ حضور یہ تو ہمارا راستہ روکنے کیلئے آئے تھے اور یہ تو ہمارے اور فلسطین کے درمیان حائل ہو کر کافروں کی مدد کر رہے تھے۔ آپ ان کا جنازہ کیوں پڑھاتے ہیں؟ تو سلطان نے کہا تھا یہ بیچارے بیوقوفی میں مارے گئے سازش انکے حکمرانوں کی ہے ان عام لوگوں کو تو یہ کہتے ہیں کہ یہ صلاح الدین بڑا ڈکٹیٹر ہے۔ اسکو روکنا اسلامی جہاد ہے۔ یہ بیچارے تو اس دھوکے میں مارے جا رہے ہیں۔ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ دفن کروں گا۔ اب ان کا معاملہ اللہ رب العزت کے ساتھ ہے۔ وہ جانے اور یہ جانیں۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج بھی مسلم ریاستوں کے حکمران یہودیوں کے پنجہ استبداد میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اُس وقت عورتیں دیتے تھے۔ آج بھی عورتیں دیتے ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ اردن کے بادشاہ نے کتنی شادیاں کیں۔ اُردن خوبصورت ترین ملک ہے اور اُردن کی خواتین خوبصورت ہوتی ہیں لیکن شادیاں ساری امریکہ سے ایمپورٹ ہوئیں۔ کیا اردن سے کوئی ملکہ نہیں بن سکتی تھی؟ اس طرح اس کے بھائی نے جو ولی عہد تھا پاکستان سے شادی کر لی۔ اسے اس سے محروم کر کے اس کے بیٹے کو دی گئی کیونکہ اس سے شادی پھر امریکہ سے کرائی گئی۔

آپ افریقہ میں دیکھئے سارے سیاہ فام مسلمان حکمرانوں کے پاس گوری بیویاں ہیں۔ یہودیوں نے دی ہیں۔ پھر ایک اور مصیبت ہے ہر وقت کی ضرورت بدلتی رہتی ہے۔ اسی طرح تاتاریوں کے طوفان کو آپ دیکھ لیجئے۔ چنگیز سے لیکر ہلاکو تک' تمام حکمرانوں کو یہودیوں نے نوجوان لڑکیاں فراہم کیں اور انہوں نے شرطیں لگا لگا کر مسلمان ریاستوں پر تاتاریوں سے حملے کروائے۔ اور یوں انہوں نے عالم اسلام کو تباہ کرنے کا کام تاتاریوں سے لیا۔ لیکن اللہ ایسا قادر ہے کہ اس نے تاتاریوں کو نورِ اسلام عطا کر دیا۔ اور وہ مسلمان ہو کر اسلام کے داعی بن گئے۔ جس کے بارے میں علامہ مرحوم نے کہا تھا کہ

پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اب نیا حربہ ہے اور میں حیران ہوں کہ یہ جواب اگلے دن لندن میں ایک نوعمر مسلمان بچے نے دیا ہے اور بی بی سی کے اس چینل پر اس سے اس نے سوال کیا ہے کہ مسلمانوں پر حملہ ہو رہا ہے۔ پہلے افغانستان تباہ ہو گیا اب عراق پر حملہ ہو رہا ہے اور دیگر جو نصف سو سے زیادہ بچپن چھپن جو اسلامی ریاستیں ہیں۔ وہ کوئی بات نہیں کر رہی ان کی طرف سے کوئی بات نہیں آ رہی۔ وہ کوئی اسکی رکاوٹ نہیں بن رہی۔ تو اس نوعمر لڑکے نے جو لندن میں پڑا بڑھا۔ بڑا عجیب جواب دیا وہ کہتا ہے کہ مسلمان ریاستوں کے حکمران جو ہیں۔ وہ ملک کا پیسہ لوٹ لوٹ کر سویز بینکوں میں جمع کرتے ہیں۔ ان بینکوں پر امریکہ کا اور یہودیوں کا کنٹرول ہے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ اگر ہم بولیں گے تو ہمارا سارا سرمایہ یہ ضبط کر لیں گے۔ یہ جواب لندن کے ایک نوعمر مسلمان کا ہے۔ میرا نہیں ہے، لیکن اس کی بات بڑی پسند آئی کہ ابھی تک ہمارے گزشتہ حکمرانوں کی اولاد سویز سرمائے پہ لڑ رہی ہے۔ اور ایک دوسرے کو قتل تک کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور بڑی عجیب بات ہے کہ مارکوس نے سارا ملک لوٹ کر بینکوں میں ڈالا۔ انہیں دھیلا واپس نہیں ملا۔ شہنشاہ ایران نے دولت کے انبار لگا دیئے تھے۔ انہیں دھیلا واپس نہیں ملا۔ اندرا گاندھی کے بیٹوں نے دولت کے انبار وہاں لگا دیئے۔ انہیں دھیلا واپس نہیں ملا۔ ان حکمرانوں کو عبرت بھی نہیں ملتی کہ آج تک سویز بینکوں سے کسی کو واپس بھی ملا ہے۔

سویٹزرلینڈ کا تو نام ہے کھاتا سارا امریکہ ہے اور خود امریکیوں کو جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں انہیں تو یہ سوچنا چاہیے۔ کہ اس وقت عیسائی دنیا کا سربراہ، روحانی سربراہ، مذہبی سربراہ، پوپ جان پال دوم ہے جس کی عمر اس وقت بیاسی برس ہے۔ میں نے خود اس کی بات سنی ہے وہ بڑی بُری طرح اس حملے کی مذمت کر رہا تھا کہ یہ انتہائی ظلم ہے۔ یہ وحشیانہ ہے اور انصاف کے

یہ شخص حکومت کی، سیاست کی، بات ہی نہیں کر رہا یہ تو لوگوں کو بُرائی چھوڑ کر نیکی کی طرف آنے کی بات کرتا ہے۔ ایک خدا کی بات کرتا ہے اور بے شمار خداؤں کا انکار کرتا ہے۔

کسی معیار کے مطابق نہیں ہے۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ اگر صدر امریکہ کا دماغ خراب ہو گیا ہے تو کم از کم عیسائیوں کو اپنے روحانی پیشوا کی بات تو سمجھنی چاہیے۔ کہ یہودی ان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ اگر یہودیوں کے مذہب میں خنزیر حرام ہے تو عیسائیوں کے مذہب میں بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ یہودی آج بھی خنزیر نہیں کھاتا سارے عیسائیوں کو خنزیر کھلا دیا۔ یہودی کی عورتیں آج بھی آپ دیکھیں پردہ کرتی ہیں۔ یہودی مردوں کو دیکھیں داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں۔ عبادات کرتے ہیں۔ سارا کچھ کرتے ہیں لیکن عیسائیوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ اب اگر

اسرائیل کی ریاست بنی تو یہودیوں نے تو کچھ نہیں کیا۔ عیسائیوں نے بنائی ورلڈ وار کے بعد جب مڈل ایسٹ کے ٹکڑے کیے گئے۔ اور اپنی پسند کے وہاں حکمران مسلط کیے گئے۔ تو فلسطین کو الگ کر کے وہاں یہودیوں کی ریاست بنا دی گئی اور دنیا کے مختلف ممالک سے لا کر یہودی بسائے گئے۔ یہودی آج بھی ایک دن زندہ نہیں رہ سکتے اگر عیسائی ان سے اپنا ہاتھ اٹھا لیں۔ ناقابل تسخیر مورچے انہوں نے بنائے تھے۔ صحرائے سینا کے اس پار نہر سویز کے سامنے جو اس وقت کے مصر کے حکمران نے حالانکہ وہ خود بیچارہ اتنا کھرا مسلمان نہیں تھا۔ لیکن برا مسلمان بھی کافر سے بھلا ہوتا ہے۔ وہ مورچے بھی تباہ ہو گئے اور یہودی فوج کو بھاگنے کی فرصت بھی نہیں تھی۔ حتیٰ کہ امریکہ کی افواج وہاں زمین پر اتر گئیں۔ تو اس نے کہا کہ میں امریکہ سے نہیں لڑ سکتا۔ یعنی اگر آج بھی فلسطین میں یہودی ریاست قائم ہے تو عیسائی قوتوں کی وجہ سے ہے۔ عیسائیوں کی چھاؤنی ہے۔ امریکیوں کی چھاؤنی ہے۔ یہودیوں کے پاس آج بھی اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ اپنے وجود بھی برقرار رکھ سکیں اب اگر وہ مسلم دنیا پہ حملہ آور ہونے کی ترغیب بھی عیسائیوں کو دے رہے ہیں تو عیسائیوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ قرآن نے مسلمانوں کو عیسائیوں کے ساتھ شفقت کے برتاؤ کا حکم دیا ہے عیسائیوں کے کھانے کو، ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے۔ یہودیوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور وقت وصال آ قائے

نامدار ﷺ نے جو وصیت فرمائی اس میں یہ جملہ موجود تھا کہ یہود کو کبھی عرب میں داخل نہ ہونے دیا جائے یہودی مسلمانوں کا دشمن تو ہے ہی دوست عیسائیوں کا بھی نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش میں یہودی ہے اور اب عیسائیوں کو مسلمانوں سے مقابلہ پر اکسانے والا یہودی ہے۔ تو ان عیسائیوں کو جن کو رب نے کچھ شعور بخشا ہے۔ انہیں تو بھی یہ سوچنا چاہئے صدر جارج ڈبلیو بش امریکہ کا متنازع صدر ہے۔ یہ کسی اکثریت سے جیت کر صدر نہیں بنا چند ووٹوں سے صدارتی انتخاب میں جیتا۔ وہ چند ووٹ بھی عدالت نے اسے دے دیئے۔ ورنہ ان کے خلاف بھی کورٹ میں مقدمہ چلا۔ کہ یہ جعلی ہیں اور اسکا بھائی اس سٹیٹ کا گورنر تھا۔ اس میں اس نے جعلی پولنگ کرائے اور اسکے چند سو ووٹ زائد ہو گئے۔ اب اگر یہ دیوانگی کی حدیں پھلانگ ہی چکا ہے۔ پاگل ہو چکا ہے، اور اس قتل عام پہ آمادہ ہے۔ جس میں امریکہ کی تاریخ میں یہ ریکارڈ ہے کہ جتنا احتجاج اس جنگ کو روکنے کیلئے امریکیوں نے کیا اور کسی کام کیلئے انہوں نے نہیں کیا۔ پوری دنیا تو احتجاج کر چکی ہی ہے اور کر بھی رہی ہے، اور کرتی رہے گی یہ بات امریکیوں کے لئے قابل غور ہے کہ صدر بش کے اس اقدام نے جو پہلے اس نے افغانستان میں مظالم کئے اور اب جو عراق پہ کر رہا ہے۔ اس نے امریکی شہریوں کو دنیا کے کسی ملک میں محفوظ نہیں چھوڑا۔ جہاں کسی کو یہ پتہ چلے کہ یہ بندہ امریکہ کا شہری ہے تو اس پر تھوکنا پسند نہیں کرتے۔ اور یمن ایک چھوٹی سی ریاست ہے پرسوں ایک یمنی نے دو امریکی قتل کر دیئے وہ جانتا تھا کہ مجھے ٹارچر سیل میں لے جایا جائے گا۔ اس نے دو امریکیوں کو گولی مار کر ایک گولی خود کو بھی مار دی۔ لیکن دو امریکی مار دیئے اس نے یہ پرواہ بھی نہیں کی، کہ خودکشی حرام ہے۔ اس نے کہا جاؤ جہنم میں، لیکن ان کو جہنم میں پہنچا

صلاح الدین ایوبی کو بیت المقدس آزاد کرانے کیلئے اتنا نہیں لڑنا پڑا، جتنا اپنے مرکز سے بیت المقدس تک پہنچنے کیلئے، مسلمان حکمرانوں سے لڑنا پڑا۔

کر جاؤں گا۔ یہ نفرت کہاں سے آئی؟ امریکی ریاستوں کو یہ سوچنا چاہئے۔ امریکی ریاستوں میں بعض ریاستیں ایسی ہیں۔ جہاں قتل کے جرم میں سزائے موت ممنوع ہے۔ عمر قید کر سکتے ہیں۔ سزائے موت نہیں دے سکتے۔ اسلئے وہ کہتے ہیں کہ جو قتل ہوا وہ بھی مر گیا۔ اب جو زندہ ہے اسے کیوں مارتے ہیں۔ اسے زندہ رہنے دو اور اس کی آزادی سلب کر لو۔ کہ وہ جیل میں گزار دے۔ اگر ان کی یہ سوچ ہے۔ تو یہ بات انہوں نے کیسے قبول کر لی؟ کہ جو لوگ بے گناہ مظلوم اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ غریب بچے دیہاتی عورتیں، معصوم بچے، بوڑھے، انہیں کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ بلکہ حق یہ ہے کہ امریکہ کے پرامن شہریوں کو اس بش کی صدارت سے الگ ہو جانا چاہئے۔ امریکی ریاستوں کو الگ ہو جانا چاہئے۔ یہ یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ ختم ہونی چاہئے۔ اور امریکی ریاستوں کو اپنے آزاد ریاست کا اعلان کرنا چاہئے۔ امریکی ریاستیں ہمارے صوبوں کی طرح نہیں ہیں۔ امریکی ریاستیں آزاد ہیں۔ اپنے سارے داخلی معاملات میں یونائیٹڈ سٹیٹ میں صرف ایک دفعہ ہے کرنسی ایک ہے اور صدر ایک ہے۔ اس کے علاوہ ہر ریاست کے قوانین اپنے ہیں بلکہ ریاستوں میں سفر کر کے دیکھا ہے۔ سڑک پر ٹیکس مختلف ہے۔ سڑک پر گاڑی چلانے کی رفتار مختلف ہے۔ مقدمات کے آئین و دستاویز مختلف ہیں۔ حتیٰ کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ اتنا اختلاف ہے کہ ایک ریاست میں قاتل کو سزائے موت ہے اور دوسری ریاست میں سزائے موت منع ہے۔ نہیں دے سکتے۔ عدالت کسی کو سزائے موت نہیں دے سکتی۔ اپنی ان کی اپنی آزاد حکومتیں ہیں۔ میرے خیال میں ان کے لئے وقت ہے کہ اس بات پہ ضرور غور کریں کہ ایک شخص اگر آپ کی ریاست میں ایک شہری کو قتل کر دیتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ مقتول تو مر چکا۔ جو زندہ ہے اسے زندہ رہنے دو اسکی آزادی چھین لو۔ سزائے موت نہ دو۔ آپ لوگوں نے کیسے گوارہ کر لیا کہ روئے زمین پر آزاد ممالک کے بے گناہ شہریوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اور بڑے مزے کی بات ہے کہ یہ

سارا کچھ اس دعویٰ سے کیا ہے کہ ہم تمہیں امن اور آزادی دینے آئے ہیں۔ گردن پہ چھری اس لئے چلا رہے ہیں کہ تم بیماریوں سے نجات پا جاؤ۔ یہ کون سا علاج ہے؟ کہ سر میں درد ہو اور سر کاٹ دو علاج ہو گیا۔ سر کی سلامتی علاج ہے کہ درد سے اُسے نجات دلائی جائے نہ یہ کہ سر کاٹ دیا جائے

تو میری آپ سے اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ درخواست ہے کہ نافرمانی کی بھی حد ہوتی ہے۔ ہمارا کردار آج ہمیں غیر مسلموں کے سامنے رُسوا کر رہا ہے۔ اور ہم اس لئے بے بس ہو گئے ہیں کہ ہم نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ دیا ہے۔ ہمارے پاس طاقت' عزت' اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے ہے۔ جب صحابہ کرامؓ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور جب وہ تنگ ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ اب موت کے علاوہ اب اندر راشن بھی ختم ہو رہا ہے موت کے علاوہ کوئی راستہ نہیں' تو امراء نے اپنا اجلاس بلوایا۔ کہ ایک فیصلہ کیا جائے یا تو شہر مسلمانوں کے سپرد کر دیا جائے' سرنڈر کر دیں۔ اور یا شہر کے دروازے کھول کر باہر نکل جائیں۔ جان توڑ کر لڑیں گے۔ جسے فتح ہوگی 'ہوگی اس پر جوان کا سب سے بڑا پادری تھا اس وقت بیت المقدس کا اس نے کہا ایسا نہ کرو۔ ایسا کرو کہ مسلمانوں کا اس وقت جو حکمران ہے۔ خلیفہ ہے۔ اسے دعوت دو کہ وہ یہاں آئے۔ ہماری کتابوں میں اُسکا حلیہ' اسکا انداز' اسکا کردار' بیان کیا گیا ہے۔ جو میں نے سارا پڑھ رکھا ہے' اس شخص کو میں دیکھوں گا۔ تو ہماری کتابوں میں یہ پیشین گوئی بھی موجود ہے کہ بیت المقدس اسکی فوج فتح کرلے گی۔ اگر تو وہ وہی شخص ہے تو بغیر لڑے بھڑے سرنڈر کر دو اور شہر مسلمانوں کے حوالے کر دو۔ لیکن اگر مسلمانوں کا حکمران یا خلیفہ رسولؐ وہ شخص نہیں' جسکا حلیہ ہماری کتابوں میں ہے تو بے شک دروازہ کھول کر باہر نکل کر لڑو۔ انہیں شکست

> **اللہ ایسا قادر ہے کہ اس نے تاتاریوں کو نورِ اسلام عطا کر دیا اور وہ مسلمان ہو کر اسلام کے داعی بن گئے**

ہوگی۔ تم جیت جاؤ گے۔ چنانچہ یہ شرط امیر لشکر کو دی گئی۔ مسلمانوں کے لشکر میں قاصد بھیجا گیا کہ گو ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ اپنے خلیفہ وقت کو تکلیف دیں۔ وہ یہاں تشریف لائیں ہم ان سے بات کریں گے۔ یہ پیغام مدینہ منورہ پہنچا اور امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کمر بستہ ہو گئے۔ بیت المقدس تک کا سفر ہے۔ بیت المال سے ایک اونٹ لیا آپؓ نے اور ایک خادم ہمرکاب' اونٹ پر چند کوس سواری کی۔ فاروق اعظمؓ نے اور خادم نکیل پکڑ کر آگے جا رہا تھا۔ چند کوس کے بعد فرمایا۔ اونٹ بٹھاؤ آپؓ نیچے اتر گئے۔ اسے کہا اب تم بیٹھو۔ اتنے کوس اب میں پیدل چلوں گا۔ اس نے ہاتھ باندھ لئے۔ امیر المومنین میں اونٹ پر بیٹھ جاؤں۔ میں تو غلام ہوں۔ آزاد بھی نہیں ہوں۔ میں تو آزاد شہری بھی نہیں۔ میں اور آپ امیر المومنین فاروق اعظمؓ پیدل چلیں۔ فرمایا تم انسان ہو' میں بھی انسان ہوں۔ بڑی جرح کے بعد اس نے کہا حضورؓ آپ آگے بیٹھ جائیں۔ میں آپ کے پیچھے سوار ہو جاؤں' فرمایا یہ جو جانور ہے۔ یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ اس میں بھی جان ہے۔ ہم دونوں اس پر کیوں بیٹھ جائیں؟ جبکہ ہم دونوں صحت مند ہیں۔ اور ہم چل سکتے ہیں۔ لہذا ایک بندہ ایک وقت میں بیٹھے گا۔ جتنا سفر میں نے کیا اب اتنا تم بیٹھو گے۔ اتنا تم کر چکو گے۔ پھر اتنا میں بیٹھوں گا۔ اس طرح ہم پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے پورا سفر اسطرح طے کیا۔ کہ جتنا سفر آپؓ اونٹ پر بیٹھ کر کرتے پھر آپ مہار پکڑ کر چلتے غلام اوپر ہوتا اور عجیب بات یہ ہوئی کہ جب بیت المقدس کے لشکر کے قریب پہنچے۔ تو بارش نے آلیا۔ آپکے کُرتے میں کئی پیوند چمڑے کے لگے ہوئے تھے اور جوتے مبارک کیچڑ میں لت پت ہو کر ٹوٹنے پہ آگئے تھے۔ آپ نے جوتے مبارک اتار کر ہاتھ میں لئے۔ سواری کی باری غلام کی تھی مہار فاروق اعظمؓ کے کندھے پر ہے۔ ہاتھ میں جوتے ہیں۔ بھیگا ہوا لباس ہے اور چمڑے کے پیوند بھاری ہو رہے ہیں۔ اس حال میں آپ لشکر گاہ کے سامنے پہنچے۔ تو امیر لشکر نے معذرت سے عرض کیا کہ امیر المومنینؓ

آپ اتنی بڑی سلطنت کے امیر ہیں۔ عیسائیوں سے بات کرنی ہے۔ میں لباس منگواتا ہوں۔ گھوڑا منگواتا ہوں۔ آپ لباس تبدیل فرمائیں۔ گھوڑے پر بیٹھیں اور آگے تشریف لے جائیں۔ گھوڑا حاضر کیا گیا۔ آپ نے لباس پہنا گھوڑے پر بیٹھے اور فوراً اتر آئے۔ گھوڑا دے دیا فرمایا میرا وہ کرتہ اور تہبند لاؤ۔ لباس اتار دیا۔ اور فرمایا یار یہ تمہارا بھڑکیلا لباس اور گھوڑے کی سواری نے مجھ میں تکبر پیدا کر دیا تھا۔ ہماری عزت ان ریشمی لباسوں سے نہیں ہے۔ ہماری عزت اعلیٰ نسل کے گھوڑوں سے نہیں ہے۔ یہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں موجود تھے۔ لباس بھی موجود تھے۔ گھوڑے بھی موجود تھے اور ہمیں کوئی جانتا تک نہ تھا۔ ہماری عزت محمد رسول ﷺ کی غلامی سے ہے اور میرے لئے باعث اعزاز اتباع سنت ہے۔ اعلیٰ لباس اور اچھا گھوڑا نہیں ہے۔ میرا اپنا لباس لاؤ آپ نے اپنا لباس پہنا۔ اپنے ٹوٹے ہوئے جوتے پہنے' اپنے اونٹ کی مہار پکڑی۔ اور غلام سے کہا کہ میل ڈیڑھ سفر باقی ہے۔ بیٹھو منزل تک تمہاری باری ہے۔ عیسائیوں کا راہب فصیل شہر سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ جو اونٹ پر بیٹھا ہے وہ امیر ہے یا جس نے رسی پکڑی ہے۔ وہ امیر ہے اسے بتایا گیا کہ وہ جو آگے چل رہا ہے۔ کیچڑ میں لت پت شخص یہ امیر المومنین ہے۔ اس نے کہا یہی ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ایک ایسا بے باک شخص ہوگا اور اس قدر آزاد منش ہوگا کہ اللہ کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی فوج شہر کو فتح کرے گی۔ لہٰذا شہر کی کنجی اس کے قدموں میں ڈال دو اور وہ خود شہر کی کنجی لیکر فاروق اعظمؓ کے قدموں میں حاضر ہوا۔ اور کنجی پیش کر دی۔ کہ حضورؐ یہ شہر یہ بیت المقدس یہ آپکا' مسلمانوں نے عیسائیوں کو امان دی۔ تحفظ دیا صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا تو اس سے پہلے جب عیسائیوں نے لیا تھا۔ عہد فاروقیؓ کے بعد اتنا قتل عام کیا کہ گھوڑوں کے تند خون

یہود کو کبھی عرب میں داخل نہ ہونے دیا جائے یہودی مسلمانوں کا دشمن تو ہے ہی دوست عیسائیوں کا بھی نہیں ہے۔

میں ڈوبے تھے۔ گھوڑے کیچڑ میں دھنس جاتے اور جو زین کو تن پڑا رہتا ہے۔ جو گھوڑے کا پیٹ ہے۔ اس تک خون پہنچا تھا۔ لیکن جب صلاح الدین ایوبی نے فتح کیا تو فرمایا سب کو امان دی جاتی ہے۔ شہر چھوڑ دو۔ اور جو سامان ساتھ لے جاسکتے ہو اپنا لے جاؤ۔ گھر کا سامان' سرمایہ' مال' دولت' اونٹوں پر' گھوڑوں پر' لاد کر عیسائی لے گئے۔ پھر عیسائیوں کو بھڑکا کر یورپ تک یہودی لائے تھے۔ سب کو شکست فاش ہوئی۔

آج پھر عجیب بات یہ ہے کہ جہاں تک میں نے امریکی صدر بش کے بارے میں پڑھا ہے تو یہ لکھنے والوں کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہ اسے مقدس جنگ سمجھ کر اور دینی فریضہ سمجھ کر لڑ رہا ہے۔ یہ اسے کس نے بتایا۔ یہودیوں نے کہ یہ تمہارا دینی فریضہ ہے۔ اسے اس دینی فریضے کی کیوں سمجھ نہیں آتی کہ جس قوم نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش کی۔ اس سے کیوں نہیں لڑتا؟ جس نے ان کی بیٹیاں بے آبرو کر دیں۔ اس سے کیوں نہیں لڑتا؟ جس نے انہیں خنزیر کھلا دیا اس سے کیوں نہیں لڑتا؟ عیسائیوں کے پاس یہودیوں نے باقی رہنے کیا دیا۔ سرمایہ یہودیوں کے قبضے میں۔ اقتدار یہودیوں کے قبضے میں' عزت و آبرو ان کی لٹ گئی۔ ان کے پاس بچا کیا ہے؟ نہ دین' نہ دنیا۔ میری درخواست عیسائیوں سے بھی کہ وہ بھی اس پہ غور کریں اور یہودیوں کے پنجے سے نکل کر اپنی آزاد عیسائی ریاستیں بنائیں۔ عسائیت میں تو امن کا درس ہے۔ لوگوں کو' دنیا کو امن مہیا کرے یہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں نہیں ہے کہ مخلوق خدا کو قتل کرتے پھرو بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تو یہ ہے کہ کوئی زیادتی کرے ایک گال پر تھپڑ رسید کرے۔ تو اسے تھپڑ مارنے کیلئے دوسرا گال پیش کر دو۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں ہے اور مسلمانوں سے میری بڑے درد سے یہ اپیل ہے کہ ہمارا سارا سرمایہ اللہ اور اللہ کے رسول کا نام ہے۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہماری ساری سائنس' ہماری ساری ٹیکنالوجی' ہماری ساری

دولت' ہمارا سارا اسلحہ' ہماری ساری فوجیں' اس ایک چیز کے بغیر مٹی کا ڈھیر ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا کے لئے اپنے اللہ سے عہد وفا باندھو۔ اپنے نبی سے وفا کرو۔ چھوڑ دو مجھے بھی' دوسروں کو بھی' کسی کو کوئی اہمیت نہ دو اور کسی کی کوئی اہمیت نہیں' اگر اہمیت ہے تو اللہ کی بات کی ہے۔ کہ کوئی بندہ اللہ کی بات بتا رہا ہے۔ اہمیت ہے تو اس بات کی ہے کہ کوئی بندہ ہمیں رسول ﷺ کی بات بتا رہا ہے۔ ہم اس لئے اسکی عزت کرتے ہیں کہ اگر بات اللہ اور اس کے رسول کی نہ ہو تو ہمیں اسکا احترام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ نبوت ختم ہوگئی۔ قرآن مکمل ہو گیا۔ دین مکمل ہو گیا۔ کوئی نئی بات کوئی بندہ ہمیں بتانے کیلئے اہل نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اب وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے وفا کا عہد از سر نو تازہ کرلو۔ کہ شاید میرے گناہ' شاید آپ کے گناہ' ان مظلوموں کے قتل کا سبب بن گئے۔

حضرت ابوہریرہؓ صرف نماز کی اہمیت کے بارے ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جنگل میں اگر کسی چڑیا کے انڈے بچے' گیدڑ کھا جاتا ہے تو یہ بھی کسی بے نماز کے نماز نہ ادا کرنے کی نحوست کا اثر ہوتا ہے۔ میں نے مفہوم بیان کیا ہے۔ حدیث کے ہو بہو الفاظ عرض نہیں کئے۔ مفہوم یہی ہے کہ کسی بندے کی نافرمانی کی جو نحوست ہے۔ اسکا اثر اللہ کی دوسری مخلوق پر بھی پڑتا ہے۔ اور بے گناہ چڑیا کے بچے گیدڑ کھا جاتا ہے اب اگر بے گناہ انسانی مخلوق تہ تیغ ہو رہی ہے۔ تو یہ یقیناً ہم جو اسلام کے دعویدار بنے ہوئے ہیں ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مالی طور پر زبانی طور پر' جانی طور پر' اپنے بھائیوں' مسلمان بھائیوں' کی مدد کریں اور گناہ سے توبہ کر کے بھی انکی مدد کریں' یہ بھی مدد کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ ہم گناہ سے توبہ کرلیں شاید اللہ کا یہ عذاب ان سے ٹل جائے۔ ورنہ یاد رکھو آج میری کل تمہاری باری ہے۔ افغانستان کی باری تھی اب عراق کی آ گئی۔ کیا پتہ کل ہماری آ جائے۔ سعودی عرب کی آ جائے۔ کسی نہ کسی مسلمان ریاست کا تیسرا نمبر بھی آئے گا۔ اور خوارزم شاہ دوسری مسلمان ریاستوں کی چغلیاں کرتا رہا اور انہیں تاتاریوں سے مرواتا رہا۔ بالآخر خوارزم کو بھی انہوں نے مار دیا۔ خلیفہ بغداد خوارزم شاہ کے خلاف جاسوسی کرتا رہا۔ بالآخر تاتاریوں کے ہاتھوں خود بھی مارا گیا۔ آج پھر وہی کردار مسلمان ریاستیں دہرا رہی ہیں۔ شاید اس لڑکے کی بات میں' میں بھی سمجھتا ہوں بڑا وزن ہے۔ شاید ہمارے حکمرانوں کے تو سرمائے وہاں پھنسے ہوئے ہوں۔ لیکن میں اور آپ تو آزاد ہیں۔ ہم تو حق بات کہیں۔ ان کے لئے دست دعا تو اٹھائیں۔ اور گناہ کو چھوڑ کر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی زندگی اپنائیں۔ تب ہم دعا کے لئے ہاتھ بھی اٹھا سکتے ہیں۔ ہم ان کی مدد مال سے کریں' جان سے کریں' زبان سے کریں' قلم سے کریں' لیکن سب سے بڑی مدد یہ ہوگی کہ ہم گناہ سے توبہ کر لیں۔ تو شاید امت مسلمہ سے یہ عذاب الٰہی اٹھ جائے اور بے گناہوں کا خون روز حشر ہماری گردنوں پر نہ پڑے۔ کہ تمہاری وجہ سے یہ ہوا تھا اللہ کریم ہمیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ ہماری توبہ قبول فرمائے۔ اور مسلمانوں کو ہمت دے کہ وہ مقابلہ کریں اور ظالموں حملہ آوروں کو شکست فاش سے دوچار کریں۔ ذلت سے دوچار کرے اور امریکہ کی آزاد ریاستوں کو توفیق دے کہ وہ اس جھاڑی سے نکل کر آزاد فضاء میں سانس لیں۔ بش (Bush) تو جھاڑی ہوتی ہے۔ یہ تو جھاڑی بھی خاردار ہے اس میں سارے کیوں گھسے ہوئے ہیں یہ تو ساری دنیا کا دامن تار تار کر رہی ہے۔ اور اللہ کی مخلوق کو زخموں سے چھلنی کر رہی ہے۔ یہ تو کانٹے دار جھاڑی ہے۔ میرا پیغام امریکی ریاستوں کے لئے یہی ہے کہ آزاد ریاستوں کے آزاد منش لوگو! اپنی عاقبت سوچو اور اس جھاڑی سے نکل کر آزاد فضاء میں سانس لو۔

آمین ☆☆☆☆☆☆☆☆

جو مظلوم اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ دیہاتی عورتیں' معصوم بچے' بوڑھے انھیں کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔؟ بلکہ حق یہ ہے کہ امریکہ کے پرامن شہریوں کو اس بش کی صدارت سے الگ ہو جانا چاہیے۔

من الظلمٰت الی النور

عبدالحمید چھینہ ایڈووکیٹ
ڈسکہ' ضلع سیالکوٹ

خود نہ تھے جو راہوں پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جو مردوں کو مسیحا کر دیا
(علامہ محمد اقبالؒ)

1985ء کے وسط کی بات ہے میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور کا ریگولر طالب علم تھا۔ میرے رشتہ میں عزیز چچا سلسلہ عالیہ کی بیعت تھے۔ وہ اب دارفانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اللہ کریم انہیں غریق رحمت کرے۔ مجھے انہوں نے سلسلہ عالیہ کی بابت لنگر مخدوم کا حوالہ دے کر پروگرام بتایا۔ مجھے یاد ہے کہ میں شروع ہی سے نماز روزے کا پابند رہا۔ جمعہ کی اذان اور کئی سال خطبہ جمعہ اپنے گاؤں میں دیتا رہا۔ میں نے اپنے عزیز کے کہنے پر زیادہ جستجو نہ کی اور سلسلہ کی تعریف سن کر بالخصوص سالک کو روحانی بیعت کرانے والی بات میرے دل میں بیٹھ گئی حضرتؒ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ حضرت جی مدظلہ العالی پروگرام کے سلسلہ میں ڈسکہ تشریف لائے اور گوجرانوالہ ایک پروگرام میں نماز فجر کے بعد مجھے سلسلہ عالیہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ میرے والدین ان پڑھ ہیں اور گھر میں بڑا بیٹا ہونے کے ناطے چھوٹے بھائیوں کی کفالت' تعلیم کیلئے والدین کے ساتھ محنت مشقت کرتا رہا' زمیندارہ معمولی تھا۔ گزارہ ہوتا رہا میں نے باقاعدگی سے اجتماع میں حاضری شروع کر دی اور پہلے ہی سال اعتکاف نصیب ہوگیا اور آج تک اعتکاف سنت ہو یا نفلی چھوڑا نہیں ماسوائے ایک کے جب حضرت جی تبدیلی نظام کے سلسلہ میں پروگرام کر رہے تھے اور میں بھی ان پروگرام میں اپنی ڈویژن میں مصروف رہا۔ اس وقت شفقتیں زیادہ تھیں یا ساتھیوں کا خلوص کہ ہر اعتکاف پر روحانی ترقی نصیب ہوئی۔ غالباً تین سال کے اندر روحانی بیعت ہوگئی اور پھر سال بعد فناء بقاء اور دوسرے سال بعد سالک المجذوبی اور پھر سال بعد عرشی منازل کے اسباق نصیب ہوئے۔ اللہ کریم نے قوت گویائی سے نوازا ہے سلسلہ کی بات جرأت سے ہر محفل میں کی۔

سلسلہ کی تعریف سن کر بالخصوص سالک کو روحانی بیعت کرانے والی بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔ رکاوٹیں ضرور آتی رہی لیکن وہ میرے عزم سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہیں۔

میرے خاندان میں والدین سلسلہ میں بیعت ہو چکے ہیں۔ چھوٹے چار بھائی بھی بیعت ہیں۔ ہمشیرگان بھی ذکر کرتی ہیں اور میری بیوی بھی بیعت سلسلہ عالیہ میں بیعت ہے۔ رکاوٹیں ضرور آتی رہیں لیکن وہ میرے عزم سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہیں۔ پھر 1993ء میں الاخوان بن گئی اور نفاذ اسلام کی عملی جدوجہد شروع ہوگئی مجھے ضلع سیالکوٹ الاخوان کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ صوبائی سطح تک بھی ذمہ داری نبھانا پڑی ہے۔ الحمدللہ حضرت جی کے الاخوان کے پروگرام میں بڑھ چڑھ کر خدمت کا موقع ملا ہے اور یہ جوانی کے ڈھلتے ایام کا بہترین مصرف ہے کہ الاخوان کے ساتھ جینا مرنا ایک کر دیا۔ اور اس خلوص ومحبت نے معاشرے کے ہر شعبہ میں عزت

واحترام بخشا۔ میں شعبہ وکالت سے منسلک ہونے کے باوجود کوشش کر کے تحریک کے ساتھ چلتا رہا ہوں۔ مجھے سپیشل کلاس میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور جہاد کیمپ آزاد کشمیر میں بھی شرکت کی سعادت حاصل ہے۔ میرے خاندان کے پانچ کڑیل جوان تعلیم یافتہ سپیشل کلاس کے ساتھی ہیں جو مجھ سے چھوٹے ہیں اور ترغیب پر شامل سلسلہ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جہاں تک ہوسکا لوگوں کو دعوت دی ہے اور سلسلہ عالیہ میں شامل کر دیا ہے۔ (پھر خیمہ بستی میں شہادت کی آرزو لے کر حق وباطل کے معرکہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور زندگی کے قیمتی لمحات میدان جہاد کی برکات سمیٹنے میں صرف ہوئے اور اب موت آگے آگے اور ہم پیچھے پیچھے والی بات ہے) اللہ کریم نے ایسا ٹھہراؤ نصیب کیا ہے کہ میدان لگانے کو جی چاہتا ہے۔

میری خوش نصیبی یہ ہے کہ میری زندگی میں یہ تبدیلی آئی ہے کہ تصوف وسلوک کے نازک منازل سلسلہ عالیہ کی برکات سے نصیب ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری نصیب ہوئی۔ میدان جہاد میں اترنے کا موقع ملا اور شیخ سے غازی کا لقب ملا۔ پہلے جانباز تھے اب غازی بنے' انشاء اللہ شہید بھی کہلوائیں گے۔ مجھے امید ہے کفر کا یہ نظام میرے شیخ اور میرے ساتھیوں اور میرے ہاتھوں ہی تباہ وبرباد ہوگا اور یہ تصوف کا حاصل ہے کہ نفاذ اسلام کیلئے دل دھڑکتا ہے اور میدان کارزار میں اترنے کو بے زار بیٹھا ہے۔ تحریک میں نشیب وفراز جنگ وجہاد کا حصہ ہے لیکن ظلمت میں روشنی کی قندیلیں لے کر بھی میدان میں صوفی اتر چکے ہیں اور یہ تاریکی سے روشنی کی طرف عملی قدم ہے اور صدیوں بعد نفاذ اسلام کے ذریعے وہ روشنی پھیلنے والی ہے کہ نظام عدل سے امن ہو۔ نظام معیشت سے خوشحالی آئے گی۔ نظام سیاست سے خدمت کا جذبہ آئے گا۔ نظام تعلیم سے پھر دین مصطفوی سے آشنائی ہوگی اور یہ بہت بڑی تبدیلی ہے' جس بات کی آج سے صدیوں پہلے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات عالیہ میں خوشخبری دی ہے۔ مجھے اس تبدیلی کا حصہ بننا ہے۔ یہ میرا یقین ہے اور یہی اس اللہ کے ذکر کا حاصل ہے۔ البتہ دعا ہے اللہ کریم سارے ساتھیوں سمیت مجھے بھی استقامت دے اور سلسلہ عالیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق دے اور شیخ المکرم سے سچی عقیدت دے اور نفاذ اسلام کی بہار دیکھنا نصیب کرے۔ ہم سفر کرتے کرتے رات کے آخری حصے میں پہنچ چکے ہیں اب بندہ مومن کی اذان سے فجر طلوع ہونے والی ہے اور ظلمت کا دور ختم ہو کر روشنی کا سورج طلوع ہونے کو ہے۔ انشاء اللہ۔

برا مان گئے

شیشے میں کاش انہیں ڈھب سے اتارا ہوتا
شیشہ ہم نے جو دکھایا تو برا مان گئے
تھے الیکشن تو سر عام ملا کرتے تھے
بعد اس کے جو بلایا تو بُرا مان گئے
اپنی تعریف پہ کھل اٹھتا ہے چہرہ ان کا
حال شہروں کا سنایا تو بُرا مان گئے
قومی سرمائے پہ وہ عیش کیا کرتے ہیں
قوم کا حشر دکھایا تو بُرا مان گئے
پھانسی اپنوں کو ہوئی ہے تو کہیں ان کو شہید
لاشہ مفلس کا دکھایا تو بُرا مان گئے
ان کی کوٹھی پہ چراغاں کا سماں رہتا ہے
لوڈ شیڈنگ کا بتایا تو بُرا مان گئے
چارہ گھوڑوں کا بھی امپورٹ کیا کرتے ہیں
چہرہ غربت کا دکھایا تو بُرا مان گئے
منہ خزانے کا وہ اپنوں پہ کھلا رکھتے ہیں
نام سیماب کا آیا تو بُرا مان گئے

سیماب اویسی کی کتاب ''دیدہ تر'' سے اقتباس

☆..........مرسلہ۔ حبیب الرحمٰن

ضرورت رشتہ

ایک لڑکا' عمر 35 سال' ارائیں فیملی سے تعلق ہے۔ تعلیمی قابلیت (M.A) اسلامیات' ذاتی کاروبار (ریڈی میڈ گارمنٹس) ذاتی مکان' 18 ایکڑ زمین۔ اسلامی اور شریف فیملی سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ فون 041-732762

یقیناً
دلوں کا اطمینان
اللہ
کے ذکر میں ہے

منجانب

احمد دین
ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
مینوفیکچررز آف PC یارن

ہیڈ آفس
برائے رابطہ:- پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

کثرت ذکر

نماز سے فارغ ہوجاؤ اپنے کام کاج پہ جاؤ اور اللہ کا دیا ہوا رزق تلاش کرو لیکن اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ میدان کارزار میں صف آرا ہو اللہ کے لئے جانیں دے رہے ہو لیکن اللہ کے ذکر سے' اور اللہ کی یاد سے' غافل نہ ہو جاؤ۔ اور اس کے ساتھ فلاح کو جوڑ دیا کہ ذکر کثیر سے کیا ہوگا؟۔ لعلکم تفلحون۔ تاکہ تم فلاح پاسکو۔ لیکن کیا نرا ذکر کرنا کافی ہے کہ ہر شخص اللہ اللہ کرتا رہے اور اُس کے بعد جو جی چاہے کرے چونکہ وہ اللہ اللہ کرتا ہے اس لئے وہ محفوظ رہے گا فرمایا نہیں۔ ذکر کثیر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی غلامی اور اطاعت کرتے رہو۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان، منارہ ضلع چکوال 24/1/03

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ o

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ o

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا o اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ o وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ o وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ o

سورۃ الانفال کی آیات مبارکہ دسویں پارے کے شروع میں ارشاد ہوتا ہے۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا۔ اے ایمان والوں جب تمہارا کسی جماعت سے مقابلہ آجائے۔ فاثبتو تو جم کر لڑو۔ لیکن تمام امور کی بنیاد اللہ جل شانہ، سے تعلق پر ہے۔ بندہ مومن میں اور دوسرے انسانوں میں صرف اللہ سے تعلق کا فرق ہے کافر اُسی کی مخلوق ہے۔ اُسی کا دیا ہوا رزق کھاتا ہے۔ سب اعضاء وجوارح ہاتھ، پاؤں، ساری قوتیں دماغ، عقل، سوچ، ہوش، نظر، سماع، بصارت، سب اُس کی دی ہوئی نعمتیں استعمال کرتا ہے مومن کے پاس بھی کوئی زائد چیزیں نہیں ہوتیں تمام بنی آدم ایک جیسے ہیں لیکن ایک بات میں مومن کافر سے بڑھ جاتا ہے' الگ ہوجاتا ہے' اور وہ ہے اللہ سے تعلق فرمایا جب کسی کافر سے' کسی کافر جماعت سے مقابلہ آجائے تو جم کر لڑو اور فرمایا۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o

عین حالت لڑائی میں بھی جب خون کے فوارے چل رہے ہوں، تلواریں چل رہی ہوں، آتش وآہن برس رہا ہو، گولیوں کی بارش برس رہی ہو، لاشے تڑپ رہے ہوں، اُس وقت بھی ذکر الٰہی کثرت سے کرتے رہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے؟ کہ کیا ایمان لانے کے بعد ہر بندہ مومن دنیوی مصائب سے' یا کفر کے مقابلے سے یا طاغوتی طاقتوں کی ایذا رسانی سے بچ سکتا ہے ایسا ہرگز نہیں، اگر بچ سکتے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بچتے، اللہ کے پیارے بندے بچتے، لیکن چونکہ دنیوی زندگی میں انسان کو اختیار ہے کونسا راستہ اختیار کرتا ہے تو جو کفر کا راستہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے لئے مومن کی زندگی خطرہ بن جاتی ہے اور وہ اپنے لئے اُسے بہت بڑا چیلنج سمجھتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُن کی بنائی ہوئی عمارت کی بنیاد نہیں ہوتی اُن کے بنائے ہوئے اصولوں کے پاؤں نہیں ہوتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی صداقت سامنے آئے گی تو ہمارے بنائے ہوئے اصول خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔ طالبان حکومت پر اور خلافتِ اسلامیہ افغانستان پر جب امریکہ نے یلغار کی اور بے پناہ قتل وغارت کیا، جس کی زد میں گھریلو خواتین اور معصوم بچے آئے ایک پورا ملک تباہ کردیا گیا اتنا بڑا ظلم اُس نے کیوں کیا یہ خود امریکہ کے سربراہ نے بڑی صاف اور کھری بات بتائی اور اُس کے اپنے الفاظ تھے کہ۔

They were going to finish our culture around the globe.

کہ یہ روئے زمین پر ہماری تہذیب کے لئے خطرہ بن گئے تھے۔ اصل بات یہ نہیں تھی کہ ایک تھوڑے سے خطے پر طالبان کی حکومت کیوں بن گئی ہے اصل بات یہ بھی نہیں تھی کہ کوئی

افغانستان سے فوجیں اٹھیں گی اور وہ امریکہ کو فتح کر لیں گی اصل بات یہ تھی کہ جو تہذیب، جو طریقہ حکومت، اور جو راستہ، انہوں نے اختیار کیا ہے یہ ایسا سچائی کا راستہ ہے کہ تمام باطل کے لئے روئے زمین پر یہ خطرہ بن جائے گا۔ آج تو دنیا سمٹ چکی ہے اور ایک چھوٹے سے گاؤں میں جو بات ہوتی ہے وہ روئے زمین پر پھیل جاتی ہے چند لمحوں میں پوری دنیا کے سامنے آ جاتی ہے اگر وہاں نظام عدل اسلامی ہوگا، نظام تعلیم اسلامی ہوگا، لوگ آسودہ حال ہوں گے، انصاف ہوگا، رزق عام ہوگا، برکات ہوں گی، سکون ہوگا، معاشرہ مطمئن ہوگا، غیر مسلم کو خطرہ یہ تھا امریکہ کو بھی یہ خطرہ تھا کہ میرے اپنے لوگ اپنی تہذیب چھوڑ کر اسلام قبول کرنا شروع کر دیں گے اور پھر ایک وقت آئے گا کہ اسلام امریکہ پر بھی غالب آ جائے گا۔

یہ وہ بات ہے جسے مسلمان نہیں سمجھ سکے بڑی عجیب بات ہے کہ جنہیں سمجھنا چاہیے تھا وہ نہیں سمجھ سکے لیکن دشمن نے یہ بات سمجھ لی۔ اپنی طرف سے اگرچہ امریکہ پوری کوشش کر چکا ہے لیکن بے شمار قتل و غارت گری کے بعد آج وہی صدر امریکہ طالبان سے صلح کی بھیک مانگ رہا ہے کیسی عجیب بات ہے کہ جن کی حکومت ختم ہوگئی جن کا اقتدار ختم ہوگیا' امریکہ نے اپنی مرضی کا بندہ مسلط کر دیا اس کے باوجود اہل حق کی وہ قوت موجود ہے جو اس کے لئے اور اس کی تہذیب کے لئے خطرہ ہے آج جب وہ صلح کی بات کرتا ہے تو اس لئے نہیں کر رہا کہ اُسے اپنے کئے پر ندامت ہے یا اُسے گناہ کا احساس ہو گیا ہے بلکہ اب وہ دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے کہ اگر ان سے صلح ہو جائے تو ہم انہیں دولت دے کر' پیسے دے کر' کسی طرح اسلام کی بجائے اپنی تہذیب وہاں داخل کریں اگر جنگ سے نہیں ہو سکی تو صلح سے سہی۔ یعنی یہ وہ آخری حربہ ہے جسے وہ آزمانا چاہتا ہے اور اس معاملے میں بھی

> زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جس میں تم اللہ کا نام نہ لے رہے ہو۔ عبادات اپنی جگہ موجود ہیں آدمی چند لمحوں بعد پھر اللہ کے حضور سر بسجود ہوتا ہے۔

شاید وہ مسلمان حکومتوں سے بہت آگے ہے۔ جبکہ مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں کہ طالبان اور خلافتِ اسلامیہ قصہ ماضی بن چکی ہے۔ امریکہ یہ سمجھ رہا ہے کہ اُن کا وجود اپنی جگہ پر قائم ہے اور کسی وقت بھی اُن کی واپسی ہو سکتی ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو بات دوستوں کے سمجھنے کی تھی وہ نہ سمجھ پائے لیکن دشمنوں نے سمجھ لی۔ اور یہ کونسی قوت ہے جو مٹھی بھر لوگوں کو پورے کفر کے لئے خطرہ بنا دیتی ہے یہ ہے اللہ سے تعلق۔

بندے اور اللہ کے تعلق کا بڑا عجیب رشتہ ہے کہ بندہ اللہ کو دیکھ نہیں سکتا' براہِ راست اُس کی بات نہیں سُن سکتا، اُسے سوچ نہیں سکتا کہ ایسی شکل ہو گی یا ایسا حلیہ ہوگا اُس کی کوئی مثال معین نہیں کر سکتا تو پھر اُس سے تعلق کس طرح رکھے فرمایا۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا۔ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جس میں تم اللہ کا نام نہ لے رہے ہو۔ عبادات اپنی جگہ موجود ہیں حج ایک ایسی عبادت ہے جو زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے گویا ایک خوراک تمام زندگی کے لئے کافی ہے لیکن ارکان حج میں بھی فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ روزانہ کی پنجگانہ نماز فرض ہے روزانہ کی عبادت ہے اور آدمی چند لمحوں بعد پھر سربسجود ہوتا ہے تھوڑی دیر بعد پھر اگلی نماز کا وقت آ جاتا ہے سربسجود ہوتا ہے اور ساری نماز یاد الٰہی ہے ذکر الٰہی ہے' اطاعتِ الٰہی ہے' اس کے باوجود ارشاد ہوتا ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا ۔ نماز سے فارغ ہو جاؤ اپنے کام کاج پہ جاؤ اور اللہ کا دیا ہوا رزق تلاش کرو لیکن اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ میدان کارزار میں صف آرا ہو' اللہ کے لئے جانیں دے رہے ہو لیکن اللہ کے ذکر سے اور اللہ سے غافل نہ ہو جاؤ۔ اور اس کے ساتھ فلاح کو جوڑ دیا کہ ذکر کثیر سے کیا ہوگا۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ تاکہ تم فلاح پا سکو۔ فلاح کا معنی بہت وسیع ہوتا ہے اِس کی ہر بھلائی جہاں فلاح کا لفظ آتا ہے اِس سے مراد ہوتی ہے ہر طرح کی بھلائی' جنگ میں فتح' مالی طور پر بھلائی، مادی طور پر بھلائی، جسمانی طور پر بھلائی، روحانی طور پر بھلائی، دنیا کی بھلائی، اور آخرت کی بھلائی کو محیط ہے۔ لیکن

کیا ثرا ذکر کرنا کافی ہے کہ ہر شخص اللہ اللہ کرتا رہے اور اُس کے بعد جو جی چاہے کرے چونکہ وہ اللہ اللہ کرتا ہے اس لئے وہ محفوظ رہے گا فرمایا نہیں۔ ذکر کثیر اللہ سے تعلق تو پیدا کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے وَاطِیعُوا اللّٰہ وَرَسُولَہ۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی غلامی اور اطاعت کرتے رہو جہاں بھی اتباع رسالت ﷺ سے سرگردانی ہوگی یا تھوڑی سی غفلت ہوگی 'یا تھوڑی سی روگردانی ہوگی تو سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ اگر تم اللہ کا ذکر کرتے بھی ہو لیکن اپنی مرضی کے فیصلے کرو گے تو پھر کیا ہوگا۔

وَلَا تَنَازَعُوا۔ جھگڑے پیدا نہ کرو۔ اگر ذکر کرتے ہو تو اطاعت الٰہی پہ کاربند ہو جاؤ جب سارے ہی اللہ کی اطاعت کرتے ہیں تو پھر جھگڑا کس بات کا؟ جھگڑا تو ہوتا اس بات پر ہے کہ میری بات مانی جائے جو میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے مجھے بڑا مانا جائے دوسرے میری بات سنیں لیکن اگر اپنی ذات کو، اپنی انا کو، الگ کر دیا جائے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اگر کسی کا بھلا میرے سبب ہوتا ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے مجھے دوسرے کی بھلائی کا سبب بنا دیا اس میں بھی میرا کوئی اُس پر احسان نہیں ہے۔ تو اگر کثرتِ ذکر نصیب ہے تو اُس کے ساتھ شرط ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی اور اطاعت کو شعار بنالو اور وَلَا تَنَازَعُوا آپس میں جھگڑے کھڑے نہ کرو جھگڑے کھڑے کرو گے فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِیحُکُمْ۔ تو تم بکھر جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی تمہاری بات باہر چلی جائے گی تمہارا بھید کھل جائے گا۔ تمہاری کمزوریاں دوسروں کے سامنے آجائیں گی لہذا وَاصْبِرُوا۔ قوت برداشت پیدا کرو اور صبر اختیار کرو اگر کسی مسلمان کو دیکھتے ہو کہ اس سے لغزش ہو رہی ہے تو اُس کے ساتھ جھگڑا کرنے کی بجائے اُسے سمجھاؤ، اُسے بتاؤ، اُس کی بھلائی

> **اگر کسی مسلمان کو دیکھتے ہو کہ اس سے لغزش ہو رہی ہے تو اُس کے ساتھ جھگڑا کرنے کی بجائے اُسے سمجھاؤ، اُسے بتاؤ، اُس کی بھلائی چاہو، ہمدردی، پیار سے، محبت سے، اسے بتاؤ کہ یہ درست نہیں ہے**

چاہو، اُس کی بھلائی میں ہمدردی سے، پیار سے، محبت سے، اُسے بتاؤ کہ یہ درست نہیں ہے تاکہ اللہ کرے وہ بھی بچ سکے ورنہ برداشت کرو اور مسلمانوں کے ساتھ آپس میں جھگڑے کھڑے نہ کرو اگر آپس میں جھگڑے کھڑے کرو گے تو تم متفرق ہو جاؤ گے اور تمہارا بھید کھل جائے گا لہذا قوتِ برداشت پیدا کرو صبر پیدا کرو اس لئے کہ۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ٥ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو صبر کرتے ہیں جو برداشت کرتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی چاہتے ہیں۔

اپنی بڑائی میں گرفتار ہو جاؤ گے تو تمہارے سامنے فرمایا اہل مکہ کی مثال موجود ہے۔ وَلَا تَکُونُوا کَالَّذِینَ خَرَجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیلِ اللّٰہ۔ کہ اہل مکہ اپنے گھروں سے نکلے تھے بڑے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے کہ ہم اتنی بڑی طاقت ہیں جو سامنے آئے گا اُسے ملیامیٹ کر دیں گے اور اللہ کی راہ پر کسی کو چلنے نہیں دیں گے دین اسلام کا راستہ روک دیں گے اور دین کو پھیلنے نہیں دیں گے لیکن وہ یہ بات بھول گئے۔ وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُونَ مُحِیطٌ''۔ کہ ان کی ہر کوشش اللہ کے سامنے ہے اور وہ قادر ہے اُن کی تمام تدابیر کو جانتا ہے اور اُس کی قدرت کاملہ نے اُن کا کیا حشر کیا۔ یعنی دور کی مثالوں کو چھوڑ دو یہ جو بات تمہارے سامنے ہوئی یہ جو تاریخ تمہارے سامنے سورج کی طرح روشن ہے اس کو دیکھو کہ اکڑنا، دکھاوا کرنا، اور پھر اطاعت الٰہی سے روکنا، یہ مشرکین مکہ کی ادا ہے اور اُس کا انجام جو انہیں بدر میں پیش آیا وہ تمہارے سامنے ہے کہ اُن کی کمر ٹوٹ گئی۔ اُن کے نامور لوگ قتل ہو گئے' بڑے بڑے نامور قید ہو گئے' اور اُن کی ساری شان و شوکت میدان بدر میں تباہ ہو کر رہ گئی اور اُن کا وہ خیال کہ وہ اسلام سے لوگوں کو روکنے کے لئے جا رہے ہیں اس طرح باطل ہوا کہ اسلام کے روئے زمین پر پھیلنے کا سبب بن گیا۔ اللہ ایسا قادر ہے کہ جو وہ چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے انسانی تدبیریں الٹ جاتی ہیں انسانی تجویزیں اُلٹے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ لیکن یاد رکھو

ہر دوا کے ساتھ اس کی پرہیز ہوتی ہے۔

ذکرِ الٰہی بنیادی طور پر کیا چیز ہے؟۔

بعثتِ آقائے نامدار ﷺ سے پہلے عہدِ فترت میں جب دینِ عیسوی دنیا سے نابود ہو گیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث نہیں ہوئے تھے تو جو تاریخ کا دور گزرا اُسے عہدِ فترت کہتے ہیں جس میں کوئی اللہ کا نام بتانے والا نہیں تھا۔ ایسا زمانہ بھی گزرا کہ مکہ مکرمہ کا ایک شخص تھا زید بن عمرو بن نفیل اور مکہ کے لوگ روئے زمین پر اپنے تجارتی قافلے لیکر جاتے تھے مختلف منڈیوں میں مختلف ممالک میں بعض ثبوت یہ بھی ملتے ہیں کہ ان کی تجارت ہندوستان اور چین تک تھی یہ جو خلیجی ریاستیں ہیں یہاں ایک بہت بڑی منڈی ہوا کرتی تھی جس میں چین تک کے اور ہندوستان کے تاجر شامل ہوتے تھے اور مکہ کے تجار آتے تھے اور ادھر کی چیزیں خریدتے اور اُدھر کی بیچتے تھے اس طرح مغرب میں دور دور تک کے تجارتی مراکز تھے اور روئے زمین پر پھرتے تھے تو زید بن عمرو بن نفیل نے زندگی بھر سفر کیے یہود کے علماء کے پاس گیا' عیسائیوں کے علماء کے پاس گیا' اُن کی عبادت گاہوں حق کی تلاش میں ٹھہرا' کہ مجھے بتاؤ کہ حق کیا ہے؟ اللہ کون ہے؟ اس کائنات کا خالق کیسا ہے؟ جو اسے چلا رہا ہے وہ کون ہے؟ اُس کی عبادت کس طرح کی جانی چاہیے؟ وہ کس بات پہ راضی ہوتا ہے؟ وہ کس بات پہ ناراض ہوتا ہے؟ اُسے صرف یہ جواب ملا کہ اب ہمارے پاس حق نہیں ہے ہمارے پاس دین کے نام پر رسومات ہیں' رواجات ہیں' حق کی تلاش ہے تو پھر جب اللہ کا آخری نبی مبعوث ہو گا وہ لوگوں کو حق بتائے گا جو پہلے حق آیا تھا وہ اب روایات و حکایات کی نذر ہو چکا۔ وہ واپس مکہ آ گئے اور اُن کے اشعار مشہور ہیں وہ کہا کرتے تھے۔

اَرَبٌ واحدٌ اَم الفُ رَبٍّ ءَ دِینُ اذا تقسمتہ الامور وہ کہتے تھے یہ کیا فضول بات

> اللہ اُن لوگوں کے
> ساتھ ہے جو صبر
> کرتے ہیں جو
> برداشت کرتے ہیں
> اور جو دوسروں
> کی بھلائی چاہتے

ہے رب ایک ہے جو ساری کائنات کو روزی دے رہا ہے یہ جو تم نے ہزاروں رب بنا رکھے ہیں اس طرح تو نظام چلنا ممکن نہیں ہے کوئی بھی ذی شعور بندہ یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ سورج کوئی اور رب نکالتا ہے بارش اور دیتا ہے، اولاد کوئی اور دیتا ہے، روزی کوئی اور دیتا ہے، صحت اور بیماری کوئی اور دیتا ہے، یہ تو ممکن نہیں ہے کہ اگر یہ ہزاروں رب ہوں اور ایک ایک چیز سب دینے والے ہوں تو اُس میں اس طرح سے کوارڈینیشن اور اس طرح سے اُس سب انطباق کہ وہ ہر چیز اپنے اپنے برابر وقت پر ملتی رہے یہ کیسے ممکن ہے۔ بارش کی کل ضرورت ہے وہ آج برسا دے گا کوئی ایک ایسی ہستی ہے جس کے قبضہ قدرت میں تمام امور ہیں اور ان کو مین اُن کے صحیح وقت پر انجام دے رہا ہے۔

اَرب واحد ام الف رب

اَدین اذا تقسمتہ الامور

یہ کوئی مذہب نہیں ہے جب کام تقسیم کر دیے جائیں۔ میں یہاں ایک ضمنی بات کرتا چلوں کہ ہمارے آج کے ساتھی جو اللہ اللہ کرنے والے بھی ہیں وہ بھی اتنے کمزور ہیں کہ روزانہ کی ڈاک میں چند خطوط ایسے ضرور ہوتے ہیں کسی کا خط ہوتا ہے کہ فلاں نے میری اولاد بند کر دی کہ میری اولاد نہیں ہوتی، کسی کا خط ہوتا ہے کہ فلاں نے میرا کاروبار بند کر دیا ہے میرا کاروبار نہیں ہوتا، کیا یہ وہی عقیدہ نہیں ہے جس میں ہزاروں رب مانے جائیں۔ اگر دنیا کا نظام بتوں کے یا جادوگروں کے یا لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا تو یہاں کون زندہ رہ سکتا۔ یہ بات تو ایک ایسا شخص جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ نہیں دیکھا وہ بھی طے کر رہا ہے کہ ہزاروں رب نہیں ہو سکتے پیدا کرنے والا پیدا کرتا ہے کوئی روک نہیں سکتا جہاں وہ دینا نہیں چاہتا وہاں کوئی پیدا کر نہیں سکتا اور کیا یہ فرض ہے کہ ہر بندے کو وہ اولاد دے اُس کی اپنی مرضی' اُس نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ میں کسی کو بیٹا دیتا ہوں، کسی کو بیٹی دیتا ہوں کسی کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہوں اور کسی کو کچھ بھی نہیں دیتا، یہ میرا فیصلہ ہے میری تقسیم ہے کسی کا نہ بیٹا ہوتا ہے نہ بیٹی ہوتی ہے وہ فرماتا ہے یہ میرے قبضہ قدرت میں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ پڑوسی نے، فلاں رشتہ دار نے، روک دیا تو

میرے خیال میں یہ مشرکین عرب سے بھی نئی گزری بات ہے جو روزی وہ بھیجتا ہے اُسے راستے میں کون روک سکتا ہے کیا جادوگروں کی طاقت رب العالمین سے بڑھ گئی؟ یہ محض وہم ہے اور کلمہ الٰہی اوہام کا قاتل ہے جو کلمہ ہم پڑھتے ہیں وہ نفی سے شروع ہو کر ایجاب تک لاتا ہے یہ عجیب بات ہے دنیا کا کوئی ایسا فلسفہ نہیں جو نفی سے شروع ہوتا ہو۔ ہر فلسفہ ایجاب سے ماننے سے شروع ہوتا ہے اور فلسفہ یہ کہتا ہے مجھے مانو۔ اسلام کہتا ہے نہیں پہلے سب کا انکار کر دو۔ لا الہ۔ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں جب کچھ نہیں رہے گا اب کہو۔ الا اللہ۔ مگر اکیلا اللہ ہے تاکہ کسی طرح کا کوئی شریک ذات میں یا صفات میں اللہ کے ساتھ نہ رہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اگر ہمارا ایمان یہ ہو کہ فلاں نے میری روزی روک دی فلاں نے میرا قد بڑھنے سے روک دیا فلاں نے میری شکل بگاڑ دی۔ تو میرے خیال میں ہم جیسا بدنصیب کوئی نہیں۔ تو زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتا تھا۔

ارب واحد ام الف رب

ادین اذا تقسمته الامور

رب ایک ہے ہزاروں نہیں ہو سکتے اور جب امور بانٹ دیئے جائیں تو یہ دین نہیں رہتا یہ کونسا دین ہے جس میں اولاد کوئی دیتا ہے رزق کوئی دیتا ہے صحت کوئی دیتا ہے یہ سب خرافات ہیں پھر وہ کہتا تھا۔

ترکت لات ولا عزی جمیعاً

میں لات وعزیٰ اور تمام بتوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ کذالک یفعل رجل بصیر۔ اور جس بندے کو بھی اللہ نے بصیرت سے نوازا وہ ایسا ہی کرے گا۔ کوئی عقل کا اندھا ہو گا جو اللہ کے علاوہ کسی اور طاقت سے ڈرے گا جس کو اللہ نے سمجھ دی، شعور دیا، بصیرت دی، وہ ایسا ہی کرے گا۔

تو اس زمانے میں ذکر الٰہی یہی تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل جس نتیجے پہ پہنچا یہ طے کر لینا کہ اللہ واحد

ہے لاشریک ہے یہ فیصلہ نجات کے لئے بھی کافی تھا اور یہی ذکر الٰہی تھا جب آقائے نامدار ﷺ کی بعثت ہوئی تو پھر ذکر الٰہی برکات محمد ﷺ سے منسلک ہو گیا بعثت نبوی ﷺ کے بعد دو طرح کی نعمتیں خلق خدا کو آقائے نامدار ﷺ سے ملیں تعلیمات محمد رسول اللہ ﷺ۔ تعلیمات نبوی ﷺ کا خاصہ ہے کہ اللہ کی پہچان دی اس کی ذات کی پہچان دی، اس کی صفات کی پہچان دی، اس کی عبادت کا سلیقہ سکھایا اور یہ طے کر دیا کہ زندگی میں کسی کام کو کس طرح سے کیا جائے تو اللہ راضی ہوتا ہے اور کونسا کام کس طرح کیا جائے تو اُس پر اللہ ناراض ہوتا ہے۔ یہ سارا کیا ہے؟ یہ ساری شریعت قرآن کریم احادیث مبارکہ فقہ یہ ساری شریعت کیا ہے؟ تعلیمات محمد رسول اللہ ﷺ لیکن یہ ساری تھیوری تھی یہ سارا فلسفہ تھا زندگی کا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کی حد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے صرف فلسفہ نہیں دیا ایک نئی روح اور روح کے اندر ایک نیا جذبہ ایسا پیدا کر دیا جس کی وجہ سے اُس فلاسفی پر عمل آسان ہو گیا وہ جذبہ دروں دل میں وہ کیفیت اور جرات اختیار کرے تاکہ بندہ اطاعت پر کاربند ہو سکے۔

برکات نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عالم تھا کہ ایک نگاہ جسے نصیب ہو گئی وہ دنیا میں غیر صحابی سے کروڑوں درجے بلند امین، دیانتدار، مومن، مخلص، عابد، زاہد، متقی، پرہیزگار اور سچا اور صادق قرار پایا۔

اُولئک ھم الصادقون۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ یہ بہت ہی کھرے لوگ تھے کیسے کھرے ہو گئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی وجہ سے اور انہیں ذکر الٰہی نصیب ہوا ذکر اللہ نصیب ہوا ذکر کثیر نصیب ہوا کس طرح سے نصیب ہوا۔

ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ۔ برکات نبوی ﷺ کی بدولت ان کے اجسام کی کھال سے لیکر نہاں خانہ دل تک وجود کا ہر ذرہ اللہ اللہ کرنے لگ گیا۔ وہی برکات نبوت ﷺ ہیں جو صحابہ سے تابعین کو، تابعین سے تبع تابعین کو، اور امت کو پہنچیں اور اللہ کے ایسے بندے جنہوں نے عمریں لگا دیں تعلیمات نبوی ﷺ بھی حاصل کیں۔ برکات نبوی ﷺ بھی

حاصل کیں اور پھر حصول کے بعد حاصل کرنے والے بہت تھے ایسے بہت کم خوش نصیب ہوئے جنہیں رب نے یہ استعداد بخشی کہ وہ آگے بھی تقسیم کریں، اور دنیا میں بانٹیں ،لوگوں تک پہنچائیں، اور لاکھوں قلوب کو اُن برکات سے سیراب کر دیا' لاکھوں لوگ جو آوارگی کا شکار تھے' بے راہ روی کا شکار تھے' ذہنی نا آسودگی کا شکار تھے وہ جن کے لئے زندگی کا کوئی راستہ متعین نہ تھا۔ راہوں میں تھپیڑے کھاتے اور بھٹکتے پھرتے تھے۔ انہیں زندگی کی سمت عطا کر دی انہیں توفیق عمل عطا کر دی انہیں لذت آشنائی عطا کر دی انہیں قرب الٰہی کی لذتوں سے بہرہ مند کر دیا اور انہیں دنیا و آخرت کی فلاح کے راستے پر ڈال دیا۔ اب جنہیں یہ دولت نصیب ہوئی اُن کے لئے دو شرطیں رکھی ہیں قرآن کریم نے امن ہو یا جنگ، سفر ہو یا حضر، جہاں بھی ہو' جس حال میں بھی ہو اللہ کو یاد کرتے رہو۔

واذکر ربک اذا نسیت. کبھی خیال دل سے اُتر جائے تو جیسے خیال آئے اللہ اللہ کرنا شروع کر دو۔ کثرت ذکر وجہ فلاح ہے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ

واطیعوا اللہ ورسولہ' اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ کی اطاعت کرتے رہو اور اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ کی اطاعت کیوں نہیں کرے گا جو ہمہ وقت ذکر الٰہی کرتا ہے' چلتے پھرتے اللہ اللہ کرتا ہے' جو سوتا ہے تو اُس کا وجود اللہ اللہ کر رہا ہوتا ہے' وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کیوں نہیں کرے گا فرمایا جب کبھی اُسے اپنی بڑائی کا خیال آ گیا خود کو بڑا سمجھنے لگ گیا۔

بطراً و رئاء الناس ۔جب اُس میں اکڑ آ گئی جب اُس میں ریاکاری آ گئی' لوگوں کو دکھاوا دکھانے کی بات آ گئی تو یہ نعمت چھن جائے گی۔ لہٰذا پورے خلوص کے ساتھ آقائے نامدار ﷺ کا اتباع اختیار کرو۔ ولا تنازعوا. فساد پیدا نہ کرو اس لئے کہ وہ لوگ جنہیں اللہ کی یہ دولت نصیب ہے وہ فساد کا مقابلہ کرنے والے، اور

زید بن نفیل جس نتیجے پہ پہنچا یہ طے کر لینا کہ اللہ واحد ہے' لاشریک ہے' اس وقت یہ تصور نجات کے لئے کافی تھا اور یہی ذکر الٰہی تھا

فساد کو مٹانے والے ہیں اُن کا کام فساد پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ اُن کا کام دنیا سے فساد کو مٹانا ہے۔ روئے زمین کو امن کا گہوارہ بنانا ہے دوسروں کے لئے جن لوگوں کے ذمے ہے کہ امن مہیا کریں وہ اپنوں کے ساتھ فساد کھڑا کرنے لگیں تو۔

ببیں تفاوت را از کجا است تا بکجا

کہ آدمی جب بھٹکتا ہے تو کہاں سے کہاں نکل جاتا ہے۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں گشت از نظر
یک لحظہ غافل چوں شدم صد سالہ راہم دور شد

اُس نے کہا کہ میں نے یہ سوچا کہ پاؤں میں کانٹا چبھ گیا ہے میں ذرا بیٹھ کر کانٹا نکال لوں تو اتنی دیر میں محبوب کا محمل جو تھا اُس کی سواری جو تھی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی غفلت تو میں نے ایک لمحے کی کی لیکن راستہ صدیوں کا دور ہو گیا۔ صدیوں بچھڑ گیا میں۔ پھر کب اُس منزل کو پاؤں گا۔ کب وہاں تک پہنچوں گا۔

تو یہ معاملہ جتنا مضبوط ہوگا تب روئے زمین کے کفر کے مقابلے کی طاقت دیتا ہے اتنا نازک بھی ہے۔ ذرا سی غفلت پر' ذرا سی ریاکاری پر' ذرا سی خودنمائی پر ایک چھناکے سے ٹوٹ جاتا ہے اور پھر یہ کرچیاں عمر بھر کوئی نہیں چن سکتا۔ یہ پھر ایسی چیز نہیں ہے کہ پھر وہ ٹکڑے اٹھا کر جوڑ لئے جائیں۔ دل تو دل ہے جب یہ ٹوٹ جاتا ہے تعلق تو تعلق ہے' رشتہ تو رشتہ ہے' جب یہ ٹوٹ جاتا ہے تو پھر اس کی کرچیاں سمیٹنا ممکن نہیں رہتی۔ انسان کے پاس اتنی عمر نہیں ہوتی کہ پھر وہ کرچیاں جوڑ کر پھر سے دل بنا سکے، وہ ٹکڑے اکٹھے کر کے پھر سے رشتہ استوار کر سکے، لہٰذا اللہ سے پناہ مانگنا چاہیے الزام تراشی اور جھگڑے یہ مومن کو زیب نہیں دیتے۔ حساب کرنے والا اوپر بیٹھا ہے ہر ایک سے اُس نے حساب لینا ہے میں اور آپ کسی کے محاسب نہیں ہیں کہ اُسے عدالت میں کھڑا کر کے اُس کی جواب طلبی شروع کر دیں ہمیں اپنے حساب سے نجات مل جائے یہ بہت بڑی بات ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے۔ مالی وما علی کہ میں اس بات پر راضی

ہوں کہ اللہ کا وہ بندہ جس کی فتوحات مثال ہیں دینی خدمت جس کی مثال ہے دینی امور کی وضاحت اور دینی حکومت کا قیام جس کا مثال کارنامہ ہے اور جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لو کان بعدی نبیاً لکان عمر او کما قال رسول اللہ ﷺ ۔ کہ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتا۔ وہ اپنی ساری کارگزاری کے بعد یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ اگر تو مجھ سے کسی چیز کا حساب نہ لے مجھے معاف کر دے تو مجھے کسی نیکی کا ثواب نہ دے میں راضی ہوں۔ مَالِی وَمَا عَلَیَّ ۔ مجھے کچھ نہ دے لیکن مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔

یہ آخرت کی جواب دہی بہت بڑا کام ہے اور یاد رکھو یہ میرے اور آپ کے گناہ ہیں کہ پوری مسلم دنیا پر کہیں اسلام نہیں ہے ہم نے خود کو اس قابل نہیں رکھا کہ اللہ ہمیں اسلامی حکومت سے نوازتا ہم اس قدر گستاخ، اس قدر بے راہ رو، اس قدر متکبر، اور اس قدر بدکار ہو گئے ہیں کہ ہم پر ہمیشہ ظالم مسلط کئے جاتے ہیں صرف اس ملک میں نہیں تمام اسلامی ممالک میں عجیب بات ہے دنیا کے حکمران کافر ملکوں کے حکمران جو ہیں وہ بھی اپنی رعیت کا بھلا سوچتے ہیں اور کتنی عجیب بات ہے کہ جو بھلا بانٹنے والی قوم تھی اُس کے حکمران اپنی رعیت کو لوٹتے ہیں نا انصافیاں کرتے ہیں قتل و غارت گری ہوتی ہے اور لوٹنے والوں کو پھر عزت دی جاتی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ یہی ارشاد فرمائی کہ جب لوگ اللہ کی نافرمانی میں بڑھ جاتے ہیں تو اللہ اُن پر ظالم حکمران بھیج دیتا ہے اُس کے ذریعے اُن کو سزا دیتا ہے اور ظالم کو پھر خود پکڑتا ہے اور اُسے خود سزا دیتا ہے۔

میرا آپ کا کردار اگر اسلام کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ کا سبب بن رہا ہے تو پھر ہماری عبادتیں، ہمارے حج، ہماری نمازیں، ہمارے روزے کس کام آئیں گے۔ یعنی

امن ہو یا جنگ، سفر ہو یا حضر، جہاں بھی ہو جس حال میں بھی ہو اللہ کو یاد کرتے رہو۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جو بھلا بانٹنے والی قوم تھی اس کے حکمران اپنی رعیت کو لوٹتے ہیں نا انصافیاں کرتے ہیں اور لوٹنے والوں کو پھر عزت دی جاتی ہے۔

یہی ایک جرم کہ ہمارے کردار کی وجہ سے اگر ظالم حکومتیں مسلط ہیں ہم توبہ نہیں کرتے، ہم باز نہیں آتے، ہم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی حدود کے اندر نہیں آتے ہم نعرے لگاتے ہیں سود حرام ہے لیکن سود کھاتے ہیں ہم نعرے لگاتے ہیں کہ بددیانتی لین دین میں نہ کرو لیکن خود کرتے ہیں عملاً کرتے ہیں تو جب خود ہم ان چیزوں سے باز نہیں آتے اپنی اصلاح نہیں کرتے دنیا پہ شور کرتے ہیں تو بنیادی بات یہ ہے کہ ہر فرد اپنی اصلاح کرے۔ خود اللہ کے ذکر کو تلاش کرے برکات محمد رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرے اور انہیں اپنی روح کا اوڑھنا بچھونا بنائے اپنے سینے کو یاد الٰہی سے اور انوارات محمد رسول اللہ ﷺ سے روشن کرے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی مخلوق کے لئے بھلائی کرنے والا انصاف چاہنے والا عدل کا طالب اور امن وسکون کا طالب بن جائے تو نفاذ اسلام کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا۔ اللہ کریم ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے اور ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

١۔ بیٹا عمر ٢٤ سال تعلیم ایف اے پاکستان ایئر فورس میں ملازم ہے قد "5.9

٢۔ بیٹا عمر ٢٧ سال تعلیم ایف اے شارجہ میں ملازمت کرتا ہے قد "5.9

٣۔ بیٹی عمر ٢٠ سال تعلیم بی اے ڈپلومہ کمپیوٹر۔ پی ٹی سی کورس قد "5.7

٤۔ بیٹی عمر ١٩ سال تعلیم بی اے قد "5.7

ان چاروں بہن بھائیوں کیلئے دیندار گھرانوں سے رشتے مطلوب ہیں۔

خط وکتابت۔ قاری نور الٰہی C.A.O اسلام آباد

آفس فون 92005/4758

گھر فون 92005/4780

رب کی دھرتی رب کا نظام

عملی زندگی میں اسلام

منجانب

سید اعزاز علی شاہ فیصل آباد

کیا یہ ممکن ہے؟

یہ بات مشاہدے اور تجربے کی ہے کہ شعور، روی اور ہمدردی کے اثرات غلبۂ انتقام اور اشتعال سے زیادہ زود اثر اور دیرپا ہوتے ہیں۔ ہمیں ساری اقوام عالم کو اس بات کا احساس اور یقین دلانا چاہیے کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں اور ہر فرد کی عزت، مال و متاع ہمارے ہاتھ میں محفوظ ہے۔ ہم ایک فکری اور نظریاتی قوم و امت ہیں اور ہمارا مقصد و نصب العین واضح ہے۔ ہماری حیثیت ایک معالج کی ہے جو علاج کرتے وقت کسی مریض کے نام و نسل کو نہیں دیکھتا اور ان تعصبات سے بلند ہو کر بیماری کا علاج کرتا ہے۔

حشام احمد سید

☆☆ کینیڈا ☆☆

قرطاس ابیض پہ کیا لکھا ہے؟ تباہ حال القاعدہ کی تحریک ، افغانیوں کی طالبان کے خلاف اشتعال انگیزی ، پاکستان اور ساری مملکت اسلامیہ کا امریکہ اور دوسری اقوامِ عالم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا ، عراق پہ منڈلاتے ہوئے جنگ کے بادل اور اسکے بعد امریکہ کے ساتھ چند ایک مغربی ممالک کی ہوسِ ملک گیری تاکہ انہیں صرف اپنی بقا اور اقتصادی خوشحالی کے لیے ایک نیا بازار، پانی و زرخیز زمینیں، تیل کی فراہمی اور عسکری ہتھیاروں کی منڈی دستیاب ہو۔

عالمِ اسلام کے حکمرانوں کے ضمیر کی سوداً بازی بے حسی اور ہر طرف کے ظلم و بربریت سے بے اعتنائی جو کہ ہر اس خطۂ زمین پہ جاری ہے جہاں اسلام نظریاتی طور پہ ذرا بھی سر اٹھاتا ہے یا وہاں کے بسنے والے مسلمان اپنی بہتری کے لیے کوئی بھی قدم اٹھاتے ہیں چاہے وہ فلسطین ہو، بوسنیا ہو، کشمیر ہو یا کوئی۔ اور ان حالات میں ہمارے جذباتی ڈھکوسلے نعرے، غیر دانشمندانہ رویہ اور گفتگو، اپنے سجے سجائے گھروں میں، محافل میں، فون پہ انٹرنیٹ پہ ، ای میل پہ، رسالوں میں، اخباروں میں فضول و فروعی و غیر اہم موضوعات پہ بحث و تکرار بھی ایک المیہ ہی ہے۔ قوم جب بے راہ رو ہو جائے اور مقصدیت کھو بیٹھے تو یہ سب کچھ ہوتا ہے جو ہو رہا ہے۔

یہ بات تلخ ہے لیکن حقیقت سے بعید نہیں کہ آج مسلمان دنیا میں دوسری بڑی آبادی ہونے کے باوجود ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں ہر چند کہ اللہ کی طرف سے انہیں زمین پہ دولت کا وافر حصہ ملا ہوا ہے، سب سے بڑے رہنما و جلیل القدر پیغمبر رسول نبی ﷺ اور تکمیلِ انسانیت کا پیغام بہ شکلِ قرآن رکھنے کے باوجود گم گشتہ ہے۔

موجودہ حالات اصل میں نتیجہ ہے ہماری قبیلہ پرستی کا، ذاتی مفاد کو قومی مفاد پہ ترجیح دینے کا۔ ہوسِ نفس نے ہمارے دلوں سے اسلام کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو بے دخل کر دیا ہے۔

ابلاغ کے اکثر ادارے اور سہولتوں کی بازگشت وہی ہے جو عسکری قوتوں کی آواز ہے۔ ہم روز ایک نیا فرقہ ایجاد کرتے ہیں، آپس میں اختلاف کو ہوا دیتے ہیں، ہر روز ایک نیا گروہ اسلام کا سچا داعی بن کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اپنی ذات کے خول میں کانوں، آنکھوں اور زبانوں کو بند کر کے کسی معجزے کے انتظار میں بیٹھے ہیں، آسماں کے پھٹنے کا انتظار ہے نزولِ عیسیٰ کا انتظار ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ان ساری باتوں سے قطع نظر اپنی غیر متوازن تعلیم و تربیت، مایوسیوں، ذہنی خلجان، اور نفسانی خلفشار کے اظہار کے لیے اسلام کو ہی تختۂ مشق بنائیں گے اور بظاہر اسلام کے مدعی بن کر قتل و فساد و قتل و غارت گری کا بازار سجائیں گے یا اسکی ترغیب دیں گے۔ فاعتبرو یا اولی البصار !!

کیا ہم اپنے جذباتی اور جنونی رویے سے ہٹ کر عقل و ذہن سے کام نہیں لے سکتے ؟ کیا ہم اسلامی مملکتوں کے درمیان دولتِ مشترکہ کا قیام عمل میں نہیں لا سکتے ؟ کیا ہم امتِ مسلمہ کی وحدانیت کے نظریے کا پرچار نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم مشترکہ معاشرتی ، ثقافتی ، سیاسی ، تہذیبی روایت اور معیار کو منظم نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم ایک مشترکہ حکمران وقت یا خلافت کو پھر سے مستحکم نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم مرکزیت کی طرف نہیں لوٹ سکتے ؟ کیا ہم اپنے مقصدِ ظہور یا

خلافت ارضی کا ادراک نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم بحیثیت مسلمان کے خیر الامۃ بن کر ساری انسانیت یا اقوامِ عالم کی خدمت نہیں کر سکتے ؟ کیا یہ ساری باتیں فقط خواب ہیں کیا یہ ساری باتیں صرف خواہش بے چین بن کر ہمارے دلوں میں پلتی رہیں گی؟

جو ہو چکا سو ہو چکا ۔ اسلامی مملکتیں یا حکومتیں ابھی اس قابل ہی کہاں ہیں کہ غیر مسلموں کے کسی تکنیکی اور عسکری اشتعال انگیزی کا جواب دے سکیں. ماضی و حال کے بیشتر تجربات نے ہمیں یہی سبق دیا ہے کہ ہماری جنونی ، بے قاعدہ اور غیر منظم تحریک و رویے نے ہمیں شکست سے دوچار کیا ہے۔ ہم اپنی غلطیوں کا خمیازہ تو بھگت ہی رہے ہیں لیکن ہمیں سب سے پہلے اپنے آپ کو درست کرنے کی ضرورت ہے ، اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے ، اپنی بیماریوں کی تشخیص اور علاج کی ضرورت ہے ، ہمیں اپنے آپ کو روحانی ، ذہنی و عقلی ، جسمانی اور مادی طور پہ صحت مند بنانے کی ضرورت ہے ۔ ہمیں ایک فعال جماعت یا امت بن کے ابھرنا ہے ۔ ہمیں غیر مسلموں سے بھی انسانی اور اخلاقی روابط کی ضرورت ہے تاکہ سب کے ساتھ مل جل کر ایک اچھی دنیا کے قیام میں کوشاں ہوں ۔ ایک دوسرے سے فطرت کی عطا کی ہوئی دولت و علم و ہنر سے منزہ ہونے کی ضرورت ہے ۔

ہمیں بحیثیت ایک امت کے اگر اپنی برتری ہی تسلیم کرانی ہے تو یہ برتری اخلاص اور اخلاقی رویے کی ہونی چاہیے. ہم جو اپنی شناخت کھو بیٹھے ہیں تو ہمیں دوبارہ دھول جھاڑ کے آئینۂ کائنات میں اپنے آپ کو پہچاننے کی ضرورت ہے ۔ ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ حضور محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی رسول و پیغمبر ہیں اور وہ کسی مخصوص جماعت کے رسول و نبی نہیں بلکہ عالم انسانیت کے ہیں اور عالمین کے لیے رحمت ہیں ، اسی عالمین کے جس کا رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں ، سو ہر شخص ان کی امت میں داخل ہے ملک و خاندان و نام چاہے کچھ بھی ہو۔ حق کا راستہ ایک ہی ہے اور اللہ کو وہی قبول ہے جو حضور ﷺ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ دراصل دنیا میں صرف دو قومیں بستی ہیں ۔ ایک وہ جو طاعتِ الٰہی و رسول میں سرگرم عمل ہے اور دوسری وہ جو گمراہ ہے تیسری کوئی اور قوم نظریات الٰہیہ کے طور پہ موجود نہیں. بحیثیت مسلمان کے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم یہ سوچیں کہ کتنوں کو ہم کافر گردانتے ہیں اور کتنوں کا قتلِ عام ہوا ہے ۔ یہ کام تو منافقوں کا ہے جو ہر جگہ فتنہ و فساد بپا کیے رکھتے ہیں اور شیطان کے چیلے بن کر دندناتے پھرتے ہیں. مسلمان کا کام تو رہنمائی کا ہے حضور اکرم ﷺ کے اخلاقی تصویر کی عکاسی کا ہے تاکہ تکمیل انسانیت و اخلاقیات کے بعد اس کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے ۔ بے راہ روؤں سے بھی ہمدردانہ رویہ اور ان کی اصلاح ، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کی فکر کی جانی چاہیے ۔ یہ بات مشاہدے اور تجربے کی ہے کہ نرم روی اور ہمدردی کے اثرات غلبۂ انتقام اور اشتعال سے زیادہ زود اثر اور دیرپا ہوتے ہیں ۔ ہمیں ساری اقوامِ عالم کو اس بات کا احساس اور یقین دلانا چاہیے کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں اور ہر فرد کی عزت و مال و متاع ہمارے ہاتھ میں محفوظ ہے ۔ ہم ایک فکری اور نظریاتی قوم و امت ہیں اور ہمارا مقصد و نصب العین واضح ہے ۔ ہماری حیثیت ایک معالج کی ہے جو علاج کرتے وقت کسی مریض کے نام و نسل کو نہیں دیکھتا اور ان تعصبات سے بلند ہو کر بیماری کا علاج کرتا ہے ۔ ہمیں لوگوں کے دلوں کو فتح کر کے عالم گیر بننے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ جغرافیائی حدود میں الجھ کر عصبیت کے شرارے سے خود کو اور ساری دنیا کو جلا ڈالیں ۔ کائنات یا یہ زمین صرف اللہ کی ہے ۔ ہماری حیثیت فقط ایک امین کی ہے ۔ ہمیں اختیارِ تصرف صرف اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت و دولت کی جائز تقسیم کا ہے ۔ معاشی اور معاشرتی عدل و انصاف کا قیام ہی ہمارا فریضۂ اولیں ہے ۔ دینِ الٰہی یا اسلام کا پیغام پڑوسیوں سے محبت کرنا تو ہے ہی لیکن اس کے علاوہ کائنات کی تسخیر اور اس کا مفید استعمال بہ شکلِ تسلیم الٰہی بھی ہمارے فریضے میں شامل ہے ۔ اگر ہمیں مٹانا ہی ہے تو نفرتوں اور عصبیتوں کو مٹانا ہے ۔ اگر ہمیں لٹانا ہے تو تو محبتوں کو لٹانا ہے ۔ ہمیں اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو دوبارہ یکجا کرنا ہے اور سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ سارا عالم ہمیں محافظِ علم و اخلاق ، عزت و وقار ، مال و متاع اور سرمایۂ فکر و ہنر سمجھے ۔ اور یہ سب پچھ ممکن ہے ۔ ....!!

☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ کے نام کا ذکر کیجئے صبح شام اپنے شیخ کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھ کر

الحمدللہ حضرت جی باقاعدگی سے انٹرنیٹ پر ذکر کروا رہے ہیں اور پوری دنیا سے ساتھی صحبت شیخ میں ذکر کر کے بھرپور برکات حاصل کر رہے ہیں۔ درج ذیل طریقہ سے اس نعمت سے آپ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(1) www.paltalk.com پر جا کر Paltalk ڈاؤن لوڈ کر لیجئے اور اسی مرحلے پر اس پر اپنا اکاؤنٹ بھی بنا لیجئے جس کے نتیجے میں آپ اپنا Nick Name تجویز کرتے ہیں اور Password بھی

(2) وقت مقررہ پر PalTalk کھولیے اور اپنا Nick Name اور Password دے کر اس پروگرام میں شامل ہو جائیے

(3) Groups کی Window کھولئے اور ان Groups میں سے Scroll کرتے ہوئے اسلام کیٹیگری کو Double Click کیجئے۔ پھر نئی کھلنے والی Window میں Oursheikh پر Double Click کریں اور Oursheikh Room میں داخل ہو جائیے جہاں ذکر بھی نصیب ہوتا ہے اور حضرت جی کے بیان بھی۔

ہدایات:

Room oursheikh صرف وقت مقررہ پر کھولا جاتا ہے اور عام طور پر بند رہتا ہے۔ جب Room بند ہوتا ہے تو اس وقت Islam کیٹیگری میں اس کا نام نہیں ملتا

آج کل کے اوقات:

تہجد کے وقت: 3:30A.M اور رات کو 8:30P.M پر روم کھلتا ہے

حضرت جی کی ویب سائٹ: www.oursheikh.com کسی وقت بھی وزٹ کیجئے اور حضرت جی کے بیانات سنئے اور اس کے علاوہ حضرت جی کے تعارف کا مطالعہ کیجئے

برائے رابطہ:

دار العرفان راولپنڈی 051-5504575 | دار العرفان منارہ چکوال فون نمبر 0573-562200

دار العرفان فیصل آباد 041-542284 | الاخوان ہاؤس لاہور 042-5182727